BROWN
BOOK ONLY

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222659
UNIVERSAL
LIBRARY

الشعراء تلامذة الرحمٰن

الحمد للہ کہ فروغ بخش بزم سخنوران و شکر افزای چمن پیشینیان

چراغ بزم

مثنوی تصویر سخن

من تصنیف شاعر جادو تقریر مرزا عاشق حسین بزم تلامذہ نشی مہیش نرائن منشی

بدن مطبع اپورے اگرہ طبع شد

۸۹۱۶ ۴۳۱۴ ۴۸۴۲ RECTD 1916

دیوان قیصر اختر الکونین حیدر حسین صانہ اللہ من کل شین ستوطن اکبرآباد و کٹرہ حاجی حسن خدمت
مین ناظرین اولی الابصار و شائقین ذوی الاقتدار کی عرض کرتا ہے کہ مصنف دیوان ہیرے والد ماجد سنہ ۱۲۹۵
ہجری مین عازم گلزار جنت ہوئے کلام اپنا متفرق چھوڑا اون مرحوم مغفور اعلے اللہ مقامہ کی حیات مین نوبت
اجتماع و ترتیب کلام فصاحت نظام کی نہ آئی اکثر شائقین متمنی تھے کہ یہ کلام ملیع ہو جائے علے الخصوص
سید کاظم حسین صاحب وکیل عدالت ججی ضلع آگرہ و منشی شیونرائن صاحب سکرٹری محکمہ چنگی آگرہ و منشی عبداللہ
صاحب اور سیرانشپن یافتہ و میرزا حامد حسین صاحب ٹیس آگرہ و سید محمد حسن صاحب قمر متوطن داعی پورنے
زیادہ اصرار فرمایا لہذا کمترین نے حسب فرمایش صاحبان والاشان یہ دیوان بکوشش تمام جمع کرکے
چھپوایا عمدگی کلام صفائی بندش لطف زبان قابل دید ہے حضرت آتش مرحوم کی زبان کا مزا آتا ہے
اور مصنف مرحوم شاگرد رشید جناب ... تھے بخیال آسانی خریداران قیمت دیوان مذکور اہل شہر سے
۱۰ار اور بیرونجات سے ۱۳ار مع محصول ڈاک مقرر کی ہے جو صاحب طالب ہون قیمت مقررہ بذریعہ
منی آرڈر عنایت فرماکر طلب فرمائین شائقین زیادہ ہین اگر توقف فرمائینگے تو پھر یہ کلام ابدار نہ پائینگے
اور واضح ہو کہ قبل اسکے دیوان عم مرحوم مرسوم **دیوان آغا** ۵۰۰ جلد طبع ہوا تھا ہاتھون ہاتھ
فروخت ہوگیا اب پھر اکثر شائق طالب ہین لہذا وہ دیوان بھی مکرر چھپا ہے جو صاحب خریدار ہون
اطلاع بخشین قیمت اسکی بھی بشرح بالا ہے **اطلاع** کوئی صاحب بلا حصول اجازت کمترین
قصد طبع دیوان قیصر نفرمائین نفع کے بدلے نقصان نہ اوٹھائین المشتہر مرزا حید رحسین عفی عنہ ساکن
کٹرہ حاجی حسن آگرہ۔ **اشتہار کتاب لاجواب** قصہ مرسوم **طلسم گوہر بار** متعلق داخر
دفتر بالا باختر جسکو فقید النظیر منشی اسمعیل حسین منیر غفر اللہ القدیر نے دفترہاے طلسم سے
جداگانہ طور پر بحالت ملازمت والی رامپور دام اقبالہ کے تصنیف فرمایا اور سرکار موصوف سے انعام و
خلعت پایا سچ تو یہ ہے کہ اس طرز کا طلسم آجتک نہ دیکھا نہ سنا در اصل جسکے دیکھنے سے کارخانہ طلسم
نظر آتا ہے وہ شاہزادہ نوالدہر کا بقوت صاحبقرانی و بجواہش طلسم کشائی و اسلحہ و بارگاہ سلیمانی بہ اعانت
ہماے مرصع بال طلسم گوہر بار مین داخل ہونا اور قلعہ طلسمی کے چاروں طرف حسب قواعد طلسم گشت لگانا اور

خود بخود سامان برات کا پیدا ہونا اور دولہ بنکر قلعہ مین داخل ہونا پھر شاہزادہ کا مصیبت طلسم مین پھنس
جانا بعدہ بیابان قمر سیر چاہ آسیا گرد مین قید ہونا پھر بانی طلسم کی مدد سے رہائی اور ہمیشہ بہار مین
ملکہ نازنین گوہر پوش دختر بادشاہ نواح طلسم سے آشنائی پھر دیوون اور غولون سے لڑائی بعدہ دریائے
ریگ روانگی مصیبتین اوٹھاکر اور وحشت ناک مقامون اور طلسمون کو توڑکر مرحلہ پیچ در پیچ کو طے کرکے
طائران آتشین سے لڑائی درپیش ہونا اور سیماب روئین بدن دیو پر فتحیاب ہونا اور طوطی زمردین بال کے
سحر سے قید ہوجانا اور پھر ساکنان طلسم کی شکل بنکر آتش طلسم سے سلامت نکلنا پھر دشت راگ رنگ مین
جہان برسات کا موسم ہے اودی اودی گھٹائین چھائی ہین شفق کی کوٹ بجلی کے پھکے کا توڑا دیا ہوا
پھوہار پڑتی ہے عجب بہار کا موسم ہے داخل ہونا اور وہان کے طلسم مین پھنسنا تا کمر سنگ چقماق
بنکر بمدد غیبی حالت اصلی پر آکر لوح کا حاصل کرنا اور مرحلہ کوہ معلق ہزارتارہ کی راہ لینا اور
لوح کی مدد سے ہزاردن آفتون اور بلاؤن سے نجات پاکر مرحلہ بزم سلاطین مین داخل ہونا اور فریدون
ایرج سلم تور منوچہر کیقباد کیکاؤس کیخسرو افراسیاب کے معرکہ دیکھنا اور نوشابہ ہرچشم جلاد
مالک مرحلہ بزم سلاطین کو ہلاک کرنا الغرض اسی طرح ہزارہا طلسم کا فتح کرنا اور صدہا مصیبتین
اوٹھاکر اپنے مطلب پر کامیاب ہونا بیان کیا گیا ہے جسکی صرف سرخیان اگر بیان کیجاوین تو ایک
حجم ہوجاوے پس یہ کتاب نہایت خوشخط طبع ہوکر تیار ہوئی ہے اور بنظر آسانی خریداران قیمت
اسکی اہل شہر سے عمدہ اور بیرون شہر سے عہ قرار پائی ہے جو صاحب طالب ہون بذریعہ منی آرڈر
قیمت بنام مرزا حیدر حسین ساکن کٹرہ حاجی حسن شہر آگرہ روانہ فرماکر طلب فرمائین صدہا
شایق اسکے طالب ہین اگر فروخت ہوجائیگی تو پھر ایسی کتاب ہاتھ نہ آئیگی - واضح ہو کہ یہ کتاب
رجسٹری شدہ ہے حق تصنیف کسی کو نہین دیا گیا کوئی صاحب اسکے چاپنے کا ارادہ نفرمائین
المشتہر مرزا حیدر حسین ساکن کٹرہ حاجی حسن شہر آگرہ -

غلطنامہ دیوان چراغ بزم و مثنوی تصویر سخن

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۸	واصلہم اللہ	او صلع اللہ
۴	۳	ملانیت	ملمانیت
۱۹	۳	یونجیہ	یوچیہ
۳۱	۹	سایہ کو تھے اپنے	سایو اپنے تنے
۳۵	۶	خود بینی	خود بین سنے
۳۹	۱۳	بتری قسمت	سبری قسمت
۴۷	۱۲	کیا	کب
۷۹	۸	بجرا	بجر
۸۱	۴	ہر	پھر
۸۲	۱۴	چور	حور
۹۴	۸	اسقدر	استقدر
۹۶	۲	تہین	نہین
۹۷	۹	رکتی تھی	رکھتی تھی
۱۰۰	۱	یکہ	اکہ
۱۰۱	۱۲	ڈال سے	خالسے
۱۱۴	۱۴	سستے	رستے
۱۱۸	۷	مردہ	مردم
۱۲۵	۸	شامل	سائل
۱۳۲	۵	خریدار	طلبگار
۱۳۴	۱۵	اچھا ہے	حاضر ہے
۱۴۲	۱۵	پادشاہ	بادشاہ
۱۵۶	۸	جگر پہلو دل سینہ	جگر سینہ دل پہلو
۱۷۲	۱۰	پلانے والکی	پلانے والی
۱۷۵	۷	پایا	تانا
۱۷۸	۷	بلیغ	بلیغ
۱۸۲	۱۲	بلیغ	بلیغ
۱۸۶	۸	وہاب	وہاب و
۱۹۸	۳	توکیا	توکیون
۱۹۹	۲	جلکے	جسکے
۲۰۲	۴	کردوہنی	کردہنی
۲۰۲	۱۱	چین	چنین
۲۰۴	۷	صبح شام	صبح و شام
″	۱۲	قد بالا	قدو بالا
۲۰۵	۸	حیاتھی	حیا بھی
۲۰۹	۲	ذگر	ذکر
۲۱۴	۱۰	کاہ گاہ	گاہ گاہ
۲۱۶	۲	مواقق	موافق
۲۱۸	۳	رج	رنج
۲۲۶	۲	اوسکا	اس کا
۲۲۸	۷	اکے	آپ
۲۳۲	۱۲	والفقیر الصعلوک	والفقیر الصعلوک

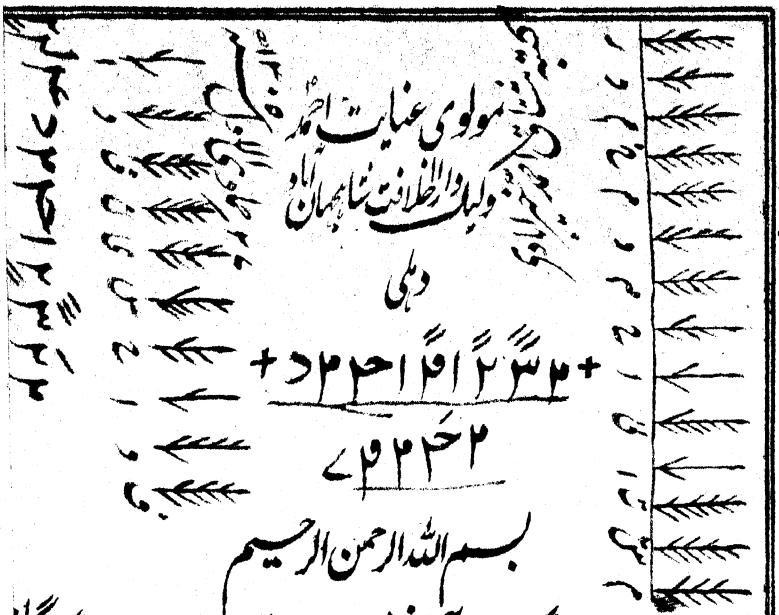

مولوی عنایت احمد
وکیل دارالخلافت شاہجہان آباد
دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایزدے راستایش کہ دیوان آفرینش از دو حرف کاف و نون بصنعت گونا گون
مرتب ساخت۔ ہر مصرع قامت موزون در صفحہ روزگار لاجواب و ہر بیت
ابرو بر بیاض جبین انتخاب نگاشت ہر نقطہ خال آبدار اختر آسمان معانی ست
و ہر لام زلف خمدار کمند بام راز پنہانی ترجمہ حدیث
نیست عارف در جہان جز بوتراب و مصطفے۔ ذات خلاق دو عالم ایزد غفار را۔
و صلواۃ اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ کہ صحیفہ ہدایت بہ گم گشتگان بادیہ ضلالت
عطا نمود و بعطائے صحف شفاعت سیہ کاران امت را وعدہ فرمود کہ ہر
نقطش جریدہ بخشش حضرت جل و علاست و ہر فقرہ اش دفتر رحمت
ذات مجد و اعلا۔ لراقمہ۔ دیگرے نشناخت ہرگز جز خدا و مرتضی

عالم علم لدنی احمد مختار را - وسلام اللہ علی باب مدینہ علم مصطفے کہ صاحب
سدرۃ المنتہیٰ امین وحی خدا طفل دبستان اوست و در مدرسہ علم سلونیش انبیا
ماسلف ابجد خوان ہر سخن پاکش آیہ صحیفہ اسرار خالق ما وطین - وہر کلام
معجز نظامش سورہ مصحف حقیقت رب العالمین لراقمہ - غیر کے داند بجز اللہ وختم الانبیا
باب شہر علم احمد حیدر کرار را - امابعد خاکپای حسنین میرزا عاشق حسین حرسہ اللہ عن
کل شین بزم تخلص ابن زایر سبط رسول الثقلین میرزا عباس ملیح مغفور
ابن حاجی الحرمین میرزا نجف علی بلیغ برادر حقیقی حاجی وزایر جناب ابا
عبد اللہ الحسین میرزا جعفر علے فصیح دلصلہم اللہ فی الجنان متوطن دار السلطنت
اکبر آباد عیش بنیاد برخے از سوانح خود بزبان خامہ می سپارم کہ حضرت
والد ماجدم اعلی اللہ مقامہ فی الارم در ۱۲۸۸ ہجری رحلت ساختند و این
یتیم دل دونیم را در مہد حزن و ملال بعمر دہ سال گذاشتند - از
تصنیف مرحوم نسخہ خمستہ البکائی عزای خامس آل عبا یادگار ست
ازان پس در سایہ دامن شفقت خال ذو الفضل و الکمال میرزا علی حسین قیصر
صاحب دیوان ارشد تلامذہ خواجہ حیدر علی آتش و میرزا آغا حسین آغا
صاحب دیوان شاگرد رشید میرزا حاتم علے مہر وزایر و حاجی جامع علوم

وفنون آغا نجف علی صاحب متخلص بہ ناجی صاحب تصنیف مصائب الشہداو
ہدیہ حنفیہ وہدایت العوام وروضۃ المومنین تا عمر شانزدہ سال پرورش وتربیت
یافتم وگرد ملال یتیمی بدامن شفقت آن بزرگان از چہرہ دل دور ساختم در سنہ ۱۲۹۵
میرزا علی حسین ودر سنہ ۱۲۹۶ ہجری میرزا آغا حسین ودر سنہ ۱۳۰۳ ہجری مرزا نجف علی
ہم آغوش اجل بودہ بخلوتگاہ قبر رسیدند وسرمایہ درہم داغ الم بدلم پیوند
درحین حیات آن مغفورین باوجود بی علمی وکم عمری بہ عشق شاہد سخن دلم
ازدست رفت وپنجہ شوق نظم گریبانم گرفت سر بہ سودائے شعر دادم وآبادی
مدرسہ گذاشتہ قدم درصحرائے قافیہ پیمائی نہادم انچہ مہملات از طبع ناموزون
برآمد بحضور محقق اکمل واستاد اجل منشی سید اسمعیل حسین منیر کہ از
روئے رشتہ جد امجد ہم بودند پیش کردم واقتباس نور ازان مہر انور سپہر
سخنوری وماہ منیر اوج کمال وہنر پروری نمودم ہنوز این ذرہ بمیقدار
فروغ کامل نیافتہ کہ آن نیر تابان آسمان سخن در برج لحد قرار گرفت وجہان
نظم تاریک گذاشت انا للہ وانا الیہ راجعون سہ تا دیوان مع نثر فارسی واردو
ومثنوی معراج المضامین کہ مثلش چشم فلک باوجود عینک شمس وقمر
درجہان ندید واکثر از تصنیفات شان در غدر بغارت رفت صدمہ از حال آن

(ردیف ب)

سب ستارونمین نہو ممتاز کیونکر آفتاب
تاج محبوب الٰہی کا ہے گوہر آفتاب

دیکھے زلفونمین جو شہ کا روئے انور آفتاب
برج جوزامین چھپے جاکر مقرر آفتاب

آسمان شان حق کے ہین پیمبر آفتاب
کسطرح ہو نور احمد کے برابر آفتاب

روئے روشن دیکھکر حضر تکا یہ کہتے تھے سب
کیا قد آدم اوتر آیا زمین پر آفتاب

ابرو و نور جمال و خال و روئے مصطفے
ماہ یک شب برق کوہ طور اختر آفتاب

صورت شق القمر ہو جاہے بیت سی دو نیم
دیکھہ لے شمشیر احمد کے جو جوہر آفتاب

لگ گیے تھے چاند گویا عرش کو معراج مین
بن گیے تھے نقش نعلین پیمبر آفتاب

خلوت معراج مین تھا یون فروغ جانفزا
ماہ تھا پردے کے باہر اور اندر آفتاب

چہرۂ شہ کا تصور دل کے آئینہ مین ہے
یا اوتر آیا ہے یہ شیشہ کے اندر آفتاب

جس جگہہ گذرے پیمبر وہ زمین گردون بنی
کہکشان جادہ تھا نقش پاے انور آفتاب

ایک ہین دونون مگر ای بزم اثنا فرق ہے
ماہ تابان حیدر صفدر پیمبر آفتاب

(ردیف ت)

وصف مہر رخ شہ کا جو لکھا آجکی رات
صبح صادق سی بھی روشن ہے سوا آجکی رات

عازم عرش ہین محبوب خدا آجکی رات
کہکشان ہے رہ پر نور وضیا آجکی رات

پہنی ہے نور کی کس گل نے قبا آجکی رات
کوئی بھی جامہ مین اپنے نہ سما آجکی رات

شمع اوس بینی انور کو کہا آجکی رات
نور کا خوب یہ مضمون ڈہلا آجکی رات

ای فلک عرش سے کرسی کو تولا آجکی رات
جلوہ افروز ہین محبوب خدا آجکی رات

بارش نور جو ہے میرے سیہ خانے مین
جلوہ افروز ہین محبوب خدا آجکی رات

غیرت عرش معلے میرا کاشانہ ہے
جلوہ افروز ہین محبوب خدا آجکی رات

ہے بجا جان اگر جائے پی استقبال
دھوم ہے آتے ہین محبوب خدا آجکی رات

لمعہ نور ہر اک نجم نظر آتا ہے
شادی وصل کا دیتی ہے پتا آجکی رات

شب معراج یہ جبریل ندا دیتے تھے
منتظر ہے کسی بندہ کا خدا آجکی رات

عرش پر مہر نبوت کی ولادت کی ہے دھوم
چرخ پہنے ہے ستارونکی قبا آجکی رات

ق

شب معراج یہ کہتے تھے ملایک باہم
ایک جا احمد و محمود ہوا آجکی رات

ایک ہے پردہ کے باہر پس پردہ ہے ایک
راز ہے عاشق و معشوق مین کیا آجکی رات

قطعہ

حضرت آمنہ کی گہر مین ولادت کی ہے دھوم
خلق مین آئے ہین محبوب خدا آجکی رات

پردہ قدس مین جو نور رہا برسون تک
شکر صد شکر وہ ہے جلوہ نما آجکی رات

شام سے یاد زنخدان نبی مین نہین چین
چاہ یوسف سی بھی ہے مجھکو سوا آجکی رات

شب معراج ہی کیا ہین حبیب و محبوب
رازِ ایجاد جہان مجھپہ کھلا آجکی رات

شام سی بزم ہی محو صفت زلف بنی
گیسوئے حور کجا اور کجا آجکی رات

(ردیف ثے)

اے چارہ ساز بیکس و بے یار الغیاث
مختار کارخانہ مختار الغیاث

اک امتی ہماری ہے مولا کہین گے وہ ان
جب سب نبی پکارینگے غفار الغیاث

جبتک دعا مین دیجے نہ احمد کا واسطہ
بے سود و شور گریہ ہے بیکار الغیاث

چکر سے دور چرخ کے مجھکو نکالیے
گردش دکھا رہی ہے یہ پرکار الغیاث

سو مشکلین ہوئین تو اوسیوقت ٹل گئین
جب یہ کہا کہ حیدر کرار الغیاث

رحمت خدا کی جوشمین آئیگی دیکھنا
جب حشر مین کہینگے گنہ گار الغیاث

اب خارزار ہند سے مولا نکالیے
دامن سی میرے اوجھ ہین سو خار الغیاث

فخر مسیح طالب دیدار مرتے ہین
کیا مضطرب ہین مردم بیمار الغیاث

یہ ناتوان ہون روضہ احمد کے عشق مین
بار گران ہے سایہ دیوار الغیاث

کٹتا ہے تیغ ہجر سے رشتہ حیات کا
دشمن ہوئی ہی میری یہ تلوار الغیاث

گھیرا ہے ظلمت شب ہجران نے بزم کو

اے نور صبح رحمت غفار الغیاث

ہمنے احمد کو تو جانا ہے علی کے باعث
اور اللہ کو پہچانا نبی کے باعث

زیست کا لطف نہین اور کسی کے باعث
زندگانی ہے میری عشق نبی کے باعث

آیتین آئی ہین شاہ مدنی کے باعث
باتین خالق کی سنین ہم نے نبی کے باعث

بار پا سکتا تہا کب کوئی در احمد پر
آئے جبریل بھی پیغامبری کے باعث

مان ہوئین گیارہ امامونکی جناب زہرا
پھول کیا کیا نہ کہلے ایک کلی کے باعث

دیکھکر شہ کو نکیرین ہٹے بالین سے
قبر مین بہی جو بچے ہم تو نبی کے باعث

اون سے بدتر نہین دنیا مین کوئی فرد بشر
دین کہوتے ہین جو دنیا طلبی کے باعث

آکے جبریل نے رستہ مین لیا ہاتہون ہاتہ
جان یوسف کی بچی تیز پری کے باعث

عیب ہوتا نہین کچہہ مانع تکمیل کمال
نقص کیا مہ مین ہے داغ جگری کے باعث

قوت بازوئی فطرس ہوا لطف احمد
اوڑ نہین سکتا تہا بی بال و پری کے باعث

اقتباس اس نے کیا روز ازل ثابت ہے
روشنی مہر مین ہے نور نبی کے باعث

صاف کہلجاتا تہا گذری ہین ادہر سے احمد
گلیان بس جاتی تہین خوشبوئے نبی کے باعث

مرتبہ عرش کو نعلین نبی نے بخشا
بن گیا افسر افلاک اسی کے باعث

عشق ابروئے پیمبر سے ہوا دل روشن
بنگیا ماہ مہ یک دو شبی کے باعث

واہ کیا ہاتھ تھے کیا زور تھا اللہ اللہ
چولین ڈھیلی ہوئین خیبر کی علی کے باعث

ساغر دل ہے مئی حبّ علی سے لبریز
حورین ملجائینگی اس لال پری کے باعث

بزم کیا اسکو بھی ہے ہجر نبی کا صدمہ
مہر مضطر ہی جو سوز جگری کے باعث

(ردیف ج)

لکھتا ہون جو ہمشکل پیمبر کا بیان آج
اشعار بھی خامہ سے نکلتے ہین جوان آج

ہے فکر رسا زلف کے کوچہ مین رواں آج
اس شب کی سحر دیکھیے ہوتی ہے کہان آج

کل زیر فلک جن کا بڑا نام تھا مشہور
ملتا نہین اون لوگونکی قبر و نکا نشان آج

اسدرجہ ہوا زار مین ہجر نبوی مین
بستر کی شکن کا ہی میرے تن پہ گمان آج

ق

مین محو ہون محبوب الٰہی کی ثنا مین
دکھلا رہی ہے جوش میری طبع روان آج

دیتا ہے صریر قلم آواز تحیّت
کرتا ہے میرا کلک روان کار زبان آج

ہے محفل میلاد خود آئے ہین محمدؐ
ہمرتبہ عرش ہوا میرا مکان آج

تو نے جو کیا وصف محمدؐ کا بصد شوق
رتبہ ہوا کیا پیش خدا تیرا زبان آج

آپہنچے دی بالین پہ محمدؐ کو دم نزع
جلدی ہے یہ کیا اور ٹھہر عمر روان آج

ق

ہے غلغلہ معراج کی شب کا جو فلک پر
آراستہ رضوان نے کیا باغ جنان آج

بد لا ہر اک حور نے پیراہن جنت — استادہ ادب سے ہی ہر اک سرو روان آج
فردوس کی دیوارون مین ہے آئینہ بندی — ہر برگ پہ ہوتا ہی زمرد کا گمان آج
ہر شاخ شجر جھومتی ہے وجد مین آکر — ہی بلبل فردوس جدا زمزمہ خوان آج
مدت سے جو مشتاق زیارت تہا نبی کا + — کوثر ہی بڑہی جوش سی اک سمت رواں آج
فرحت سی انارون نے کیا خندہ شادی — چیخی جو بہت تہک گئی سوسنکی زبان آج
کلیان جو درختون پہ ہین سب پہول گئی ہین — ہر غوشہ پہ ہے اختر تابان کا گمان آج
ہے شور کہ آتے ہین نبی عرش بریں پر — مشتاق ملاقات ہی خلاق جہان آج
سدرہ سی یہ جبریل امین دیتی ہین آواز — اللہ سی ملتے ہین شہ کون و مکان آج
کچہہ راز کی باتین ہین جو اسدرجہ ہے قربت — ہے عاشق و معشوق مین فرق و گمان آج
ہون صبح شب ہجر نبی کی لیے بے چین — معلوم نہین کل سیر دلکی ہے کہان آج
ہین جمع گل باغ رسالت کے ثنا خوان — مہکا ہوا ہے خلد کے پہولون سے مکان آج
اللہ کا گہر حیدر کرار کا میلاد — دنیا مین تو بہتر نہین کعبہ سے مکان آج

وصف لب شیرین پیمبر مین ہے مصروف
ای بزم مزے لوٹتی ہی میری زبان آج

(ردیف ح)

آجائے دل مین جلوہ مولا کیسطرح
بنجائے رشک طور یہ سینا کیسطرح

دکھلادو اپنی صورت زیبا کیسطرح
دل مانتا نہین میرے آقا کیسطرح

جی جائے یہ مریض تمہارا کیسطرح
آؤ مدد کو رشک مسیحا کیسطرح

کرتا نہ خلق تجھکو اگر واجب الوجود
ممکن نہین تھی خلقت دنیا کیسطرح

ہوتا اگر نہ فرش در پاک کا تیرے
رفعت نپاتا عرش معلا کیسطرح

دیکھے جو سرو قامت موزون حضور کا
اکڑے نہ پھر بہشت مین طوبا کیسطرح

رکھتے جو تیرے در پہ نہ پیشانی نیاز
پاتے نہ اوج حضرت عیسا کیسطرح

ہوتا اگر نہ آب کرم ذات پاک کا
ہوتی نہ پاک رجس سے دنیا کیسطرح

جائین ہزار بار اگر طور پر کلیم +
پائین نہ تیرا رتبہ اعلا کیسطرح

ملتا اگر نہ تیرے قدم سے شرف اوسے
بنتا مکان خدا کا نہ کعبا کیسطرح

معراج مین یہ احمد و محمود تھی قریب
جز دو کمان نہ فرق تھا اصلا کیسطرح

تو ختم انبیا ہے تیرے بعد پھر نبی
پیدا ہوا نہ اب ہی نہوگا کیسطرح

مدت سے بزم کو ہے زیارت کی آرزو
بلوایئے مزار پہ مولا کیسطرح

ناتمام ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عاشق ہو عطر عفو دماغ گناہ کا
سونگھون جو مشک گیسوئے لام الہ کا

ممدوح ہے وہ گل چمن ماسوٰہ کا
کلمہ ہے اوسکا ورد زبان گیاہ کا

سجدہ نہو نصیب جو اوس بارگاہ کا
ماتھا نہ چمکے خسرو زرّین کلاہ کا

رتبہ اگر گدا کو وہ دے عزو جاہ کا
کجکول فقر تاج بنے بادشاہ کا

دیدار ونکو ہے شوق مدینہ کی راہ کا
ہر نقش پا کو مرتبہ ہے سجدہ گاہ کا

کلمہ کی اونگلی کوئی اوٹھائے تو اسطرح
سمجھین الف ملائکہ لفظ الہ کا

اندھیر دل کعبہ مین ظلمت دلون مین ہے
جلوہ ترا چراغ ہے کس خانقاہ کا

لے بتکدہ سے کعبہ وحدت کا راستا
اندھا نہ بن بتون کو سمجھ میل راہ کا

دونون جہان سائل اسی آستانکے ہین
جائے کہان فقیر تیری بارگاہ کا

میٹھا ہو منہ جو چاشنی شہد عفو سے
نعم البدل ہو تلخیٔ زہر گناہ کا

تو ایک ہے شریک نہیں ہے کوئی ترا
محتاج یہ سخن نہیں ہر گز گواہ کا

لونگا دیت میں حشر کے دن نقد مغفرت
توبہ کے سر ہے خون میرے ہر گناہ کا

لیتے ہیں نام صل علیٰ کہہ کے سب مرا
ہوں امتی جناب رسالت پناہ کا

ای چرخ زائران مدینہ سے بل نکر
سولی پہ کھینچدی نہ کوئی خار راہ کا

نام محمدؐ عربی سے فروغ ہے
سکہ بھی ہے سیم و زر مہر و ماہ کا

کلمہ سے جسکے زہرۂ نار آب آب ہے
ضامن وہ نور ہے میرے عفو گناہ کا

شاہ رسلؐ شہنشۂ کل ہادیٔ سبلؐ
رتبہ ہے جسکے پیرو ونکو خضر راہ کا

نور خدائے پاک علےٰ رسول ہیں
مطلع ہے یہ قصیدۂ نور الہ کا

زوج جناب فاطمہ داماد مصطفےٰ
ممدوح انبیائے فلک بارگاہ کا

دولہ بنا دے دشت نجف کا اگر غبار
سہرا ہمارے سر ہے خاشاک راہ کا

پر نور سجدۂ در حیدر کا ہے نشان
خورشید کبک ہے سر داغ جباہ کا

بارہ امام نور خدا حجت خدا
ہر ایک جانشین ہے رسالت پناہ کا

دل سے یہی دعا ہے کہ جلدی ظہور ہو
صاحب زمان و مہدیٔ دین الہ کا

سنکر غزل یہ منقبت و نعت و حمد کی

اے بزم شور بزم مین ہے واہ واہ کا

مداح ہون وصی رسالت مآب کا — مین ہم سبق ہون حامل ام الکتاب کا
ذرہ ہون مین غبار در بوتراب کا — آگے میرے ہے خاک فروغ آفتاب کا
پیرو ہے جو کہ بعد نبی بوتراب کا — سالک وہی ہے جادۂ حسن و صواب کا
لکھہ وصف شہر علم الٰہی کے باب کا — حقا کہ وہ وصی ہی رسالت مآب کا
معراج پائی کعبہ مین دوش رسول پر — بالا نبی سے اوج ہوا بوتراب کا
پہلو مین کیون نہ دل کو رکھون جا عزیز سے — شیشہ بھی ہے حب علی کی شراب کا
مولا علی بھی اوسکا ہی مولا ہون جسکا مین — مطلب یہ ہے حدیث رسالتمآب کا
کہتی تھی ذرہ ذرہ کا حال آپ سے زمین — پایا اسی سبب سے لقب بوتراب کا
آئے بہشت کوئی نجف سے اگر صبا — عالم ہو باغ شیب مین فصل شباب کا
لکھون اگر صفت عرق روے پاک کی — جاری میری قلم سے ہو چشمہ گلاب کا
گردون سے اوج رتبہ دلدل کو پوچھیے — رشک ہلال چرخ تھا حلقہ رکاب کا
فرماتے تھے علے کہ زیادہ نہو یقین — اوٹھہ جاے درمیان سے جو پردہ حجاب کا
پونہچے قریب پردہ جو معراج مین رسول — نکلا حجاب نور سے ہاتھہ اوس جناب کا
دریا بنین مداد شجر سب قلم ہون گر — ق — ہر برگ سبز خشک ورق ہو کتاب کا

کاتب ہون انس و جن و پری ملک تمام
اک شمہ بھی رقم نہو وصف اوس جناب کا

بہر مدد علی ولی آئینگے ضرور
کچھ ڈر نہین لحد کے سوال و جواب کا

اے بزم ہمقرار یہ شوق نجف مین ہون
عالم ہی صاعقہ مین میرے اضطراب کا

جگنو گلوئی روشن جانا نیمن رہگیا
خورشید حشر صبح گریبان مین رہگیا

وان تیغ کھچ کے رہگئی قاتلکے ہاتھ مین
یان خون جوش کھاکے رگ جانمین رہگیا

واہین وہان زخم سلونے کی چاٹ مین
شاید نمک تمہارے نمکدانمین رہگیا

دیوانہ اونکی چال کا تہا جسم ناتوان
کانٹے کیطرح گوشۂ دامان مین رہگیا

جوش جنون سے شرم گلوگیر ہوگئی
پہانسی بنا جو تار گریبانمین رہگیا

دیکہا گلوئے صاف تراجس حسین نے
تیر نگاہ قوس گریبان مین رہگیا

باغ جنان کا رخ نکیا اوس نے ننگ سے
دم بہر جو پہول زلف پریشانمین رہگیا

دنیا سے بسکہ جلد گیا مین سوئے عدم
اسباب زیست خانۂ ویران مین رہگیا

افسردہ ہوکے ذبح کیا مجہکو آپ نے
سردی سے خون جمکے رگ جانمین رہگیا

قسمت وطن مین اوسکے لیے پٹتی ہی سر
جو پیچ زلف شام غریبان مین رہگیا

بخت سیہ کی آنکہونکا تارا بنا وہی
جو اشک دامن شب ہجرانمین رہگیا

صحرا مین طوق تنگ زنجیر کا ہے غل
سب رو دستور خانہ زندان مین رہگیا

اے بخت تیرہ دیکھہ خوش اقبالی ہما
سایہ سے ملکے کوچۂ جانان مین رہگیا

جسنے نہ راز عشق کہا بعد مرگ بہی
چرچا اوسی کا شہر خموشان مین رہگیا

سکّہ رہا نہ جھر خطاب شہان دہر
رہنے کو نام دفتر امکان مین رہگیا

وصل عروس مرگ جسے ہوگیا نصیب
سہرا اوسی کے سر شب ہجران مین رہگیا

نکلا نہ بعد قتل بہی دل سے خیال زلف
یہ سانپ بنکے گنج شہیدان مین رہگیا

ای بزم اب شباب ہے باقی نہ جام مے
ناحق کا داغ دامن ایمان مین رہگیا

مشتاق وطن یا متمنّی عدم تہا
دیکہا تو ہمیشہ سفری قاصد دم تہا

حسرت زدۂ دید ترا کشتۂ غم تہا
تا زیست یہان جای نگہ آنکہو نمین دم تہا

نزدیک بہت کشور مستی سے عدم تہا
دونو نمین فقط فاصلہ چند قدم تہا

حقا کہ ہے سودائے بتان دشمن عزت
پامال ہے وہ سر جو سزاوار قسم تہا

کیون تو نے نگاہ اوسکی طرف کی نہ دم حج
مشتاق اسی تیر کا آہوئے حرم تہا

ہر فقرہ پہ کیون ہوش اوڑ جاہین قاصد
خط اوس نے لکہا جس سے وہ کیا پر کا قلم تہا

اللہ حجاب آپکو یہہ صبح شب وصل
گردن مین ہے وہ آج جو کل زلف مین خم تہا

ہے ہیمزہ قند آج تری زعم مین ایدل
کل شکر گذار اثر تلخی سم تھا

خون دل یا مال سی کل تیری گلی مین
ہر ایک خذف ریزہ جواہر کی رقم تھا

سر تھا تو ہوا کرتے تھی منت کش صندل
بیفائدہ کا درد سر اس سر کی قسم تھا

خورشید قیامت کی بہت دہوم تھی لیکن
جب غور سے دیکھا تو ترا نقش قدم تھا

رک رک کے کیا ذبح شب ہجر مین تا صبح
کندای بت خونریز ترا خنجر غم تھا

ہم سوختہ خرمن ہوا اب پہلے تھی سرسبز
تو برق غضب آج ہے کل ابر کرم تھا

کلمہ میرے اقبال کا پڑھتے تھے برہمن
جبتک کہ بغل مین وہ پریزاد صنم تھا

ہم مر چلے آیا جو انہین بلد کوئی غیر
ٹھنڈی تھی وہان سانس یہان تو نہ دم تھا

گو عشق نے نعمت غم کونین کی بخشی
کہانا تو بہت خوب تھا پر بھوک سے کم تھا

کچھ قدر محبت کی بتو نکو نہ تھی ای بزم
دیکھا جسے وہ بندۂ دینار و درم تھا

مدح خوان ہون شفیع محشر کا
دل سے عاشق ہون نام حیدر کا

دل ہے ممنون زخم خنجر کا
سر پہ احسان ہے ایک ٹھوکر کا

یا علی حشر مین کرم کرنا
مین بھی پیاسا ہون آب کوثر کا

دیکھکر اشک زہرہ آب ہوا
شور سنتے تھے ہم سمندر کا

آئینہ لیچلا ہے اون کے حضور
منہ تو دیکھے کوئی سکندر کا

کام آئی بتون کی گرمیٔ حسن
دل پسیجے کبھی تو پتھر کا

بیخودی اب کے بار اگر آئی
پونچھ لینگے پتا تیرے گھر کا

رخ گلگون کی بو سے ہارتے ہین
رنگ بگڑا ہے اونکی چوسر کا

اوڑ گئے ہوش نامہ بر بنکر
نہ ملا جب پتا کبوتر کا

ہے مزاج اون کا اختصار پسند
مجھسے وعدہ کیا ہے دم بھر کا

ہوش آئے ہوئے اوڑاتا ہے
نخلخہ گیسوئے معنبر کا

دل ہی سے حال کچھ کھلے تو کھلے
وہی بھیدی ہے آپکے گھر کا

روز میخانۂ محبت مین
دور چلتا ہے کاسۂ سر کا

دل کے آئینہ مین دکھادونگا
اک حسین آپ کی برابر کا

خاش دل کی کھینچ دون تصویر
دو قلم اپنے تیر کے پر کا

عرش اعلیٰ پہ ہے دماغ ای برزم
اونکے زانو سے بالش سر کا

عمر بھر بسمل رہا بسمل گیا
جس کسی کا دل کسی سے مل گیا

دم دیا تو نے جو اے گل وصل کا
اس ہوا سے غنچۂ دل کھل گیا

وصل کی شب گذری آئی صبح ہجر
آفتاب آیا مسہ کامل گیا

بجھہ گئی میرے لہو سے اوسکی پیاس
خوب چھک کر خنجر قاتل گیا

دی دغا دل نے بتونکے عشق مین
دوست ہو کر دشمنون سے مل گیا

رہگئے کیون ہاتھہ سے دل تھام کر
کس کے نالے سے کلیجہ ہل گیا

رقص بسمل سے مکدر ہو گیے
خاک مین سارا تماشا مل گیا

وائے قسمت ہم تڑپتے رہگیے
نیم بسمل چھوڑ کر قاتل گیا

اب ملو دست تاسف عمر بھر
ہاتھہ سے ای بزم اپنا دل گیا

صبح تک فرقت محبوب مین رونا اچھا
اے شب غم تیری کملی کا بھگونا اچھا

زلفین برہم ہون تو عشاق کا رونا اچھا
نئے موتی تیرے بالون مین پرونا اچھا

تخت شاہی سے یہ پھولون کا بچھونا اچھا
گنج قارون سے بھی ساتھہ آپکے سونا اچھا

زخمونکے کہانے مین جب غیر بھی ہون شریک
ہاتھہ آب دم شمشیر سے دھونا اچھا

نہو اوصل کا وعدہ جو وفا اوسدن بھی
ایسے ہونے سے قیامت کا نہونا اچھا

فرش گل باغ مین کس کام کا جب تم نہو
اس سے تو خاک کا نکیہ مین بچھونا اچھا

زخمونپر چھڑکو نمک بوسے خفا ہو کے ندو
ایسے میٹھے سے میری جان سلونا اچھا

وصل قطرہ کا ہے دریا سے اسی پر موقوف
اے حباب لب جو پھوٹ کے رونا اچھا

چین آتا ہے تڑپنے ہی سے ہر بسمل کو
کون کہتا ہے کہ بیتاب نہونا اچھا

دامن گل پہ جگہ پاتے ہین اشک شبنم
میرے نزدیک تو ہنسنے سے یہہ رونا اچھا

قصر شاہی مین نجا زاویۂ فقر نہ چھوڑ
گوشۂ دامن دولت سے یہہ کونا اچھا

داغ عصیان کے لیے اشک ندامت ہین مفید
میکشو دامن آلودہ کا دھونا اچھا

ذبح کرتے مین پسینہ او نہین آیا تو کھا
گرم ہے آب دم تیغ سلونا اچھا

ہجر ساقی مین نہ کیون اشک بہائین میخوار
کشتی بادۂ گلگون کا ڈبونا اچھا

آبرو جانیکا اندیشہ جہان ہو ایدل
اوس جگہ گوہر جان ہاتھ سے کھونا اچھا

شاید آجائے عیادت کے لیے وہ خوش چشم
کون کہتا ہے کہ بیمار نہونا اچھا

منع عشق مژہ یار نہین ہے ای دل
ایسے کانٹے ہون تو حق مین میرے بونا اچھا

روز و شب چشم تصور مین ہو سب کے آگے
ایسے پردہ سے تو پردہ کا نہ ہونا اچھا

بزم ہم جا گتے ہین ایک پریزاد کے ساتھ
اندنون غیر کی تقدیر کا سونا اچھا

جلوۂ زلف و رخ ای شعبدہ گر ہے کہ جو تھا
اس شب و روز کا دور آٹھ پہر ہے کہ جو تھا

قدر اندازیونکا شوق اودھر ہے کہ جو تھا
دل جانباز ادھر سینہ سپر ہے کہ جو تھا

روز عیش ایک گھڑی روز مصیبت برسون — دن زمانے مین وہی چار پہر ہے کہ جو تھا

باغ عالم مین مزا دلکو ہے رسوائی کا — طالب سنگ ملامت یہ ثمر ہے کہ جو تھا

تھک گئی عمر روان باد صبا بھی ٹھہری — نفس سرد ابھی گرم سفر ہے کہ جو تھا

کونسا طائر دل ہے کہ جو بسمل نہوا — ابھی جو بائے ہدف تیر نظر ہے کہ جو تھا

آتش حسن مین گرمی نہ نزاکت مین سکت — آجتک پیچ و خم موے کمر ہے کہ جو تھا

پھٹ چکے سیکڑون دامان و گریبان لیکن — دل صد پارہ سے پیوند جگر ہے کہ جو تھا

اپنی ہی کل سے ملے حشر مین جزو اے قاتل — آج تک فاصلہ گردن و سر ہے کہ جو تھا

عاشق خاک نشین سے بہت خوش قد ہے جدا — دور تر سایہ سے اپنے یہ شجر ہے کہ جو تھا

دست ساقی مین ہے ابتک وہی پیمانہ مے — شاخ نازک سے وصال گل تر ہے کہ جو تھا

نہ وہ آندہی نہ وہ صحرا نہ وہ جوش وحشت — وحشی عشق مگر خاک بسر ہے کہ جو تھا

شور محشر بھی ہوا چونک پڑے مردے بھی — ابھی خوابیدہ مرا پاے سفر ہے کہ جو تھا

آبرو کھوکے بھی ہون غرق یم بادہ کشی — خشک سالی مین بھی دامن وہی تر ہے کہ جو تھا

میرے نالون سے اوڑی جاتی ہے مردونکی بھی نیند — خواب غفلت کا اون آنکھون مین گذر ہے کہ جو تھا

رقص محبوب سے فتنہ کی ترقی ہے وہی — روز اول سے وہی دور قمر ہے کہ جو تھا

شام کے بال کھلے ہین ابھی میرے غم مین — چاک اوسی طرح گریبان سحر ہے کہ جو تھا

آبرو دل کی ہے محفوظ ابھی سینہ مین
قید زندان صدف مین یہ گہر ہے کہ جو تھا

شل ہوے پاؤن نہ پھر شوق مین ستی آئی
کوے قاتل مین اوسی طرح گذر ہے کہ جو تھا

عہد پیری مین بھی ہے یاد لب شیرین کی
عشق ابھی دل سے سیر شیر و شکر ہے کہ جو تھا

بے ثباتی مین بھی نادان نہین سرگرم نشاط
بزم ہستی مین وہی رقص شرر ہے کہ جو تھا

دار منصور مین سرا ور نہ دیکھا ابتک
دوسرے پھل کی طلب مین یہ شجر ہے کہ جو تھا

گر گیے شاخون سے گل قطرۂ خون مژگان سے
ناوک جور مین پیوستہ جگر ہے کہ جو تھا

کوسنا ہے لب جانبخش بتان سے مانوس
آہ عشاق سے بیگانہ اثر ہے کہ جو تھا

تلخیٔ نزع کا عالم ہے شب غم مین وہی
زہر سے شیرہ جان شیر و شکر ہے کہ جو تھا

جلوۂ رخ کی تری سینہ شگافی ہے وہی
دشمن جان کتان نور قمر ہے کہ جو تھا

لاکھ واعظ نے گریبان سے توبہ کھینچا
دست عاصی مین وہی دامن تر ہے کہ جو تھا

بے ثباتی پہ ہے گریان ابھی تک چشم حباب
خندہ زن عمر پر اپنی گل تر ہے کہ جو تھا

اوسیصورت سی ہے یاقوت غلام لب لعل
بندۂ حلقہ بگوش اونکا گہر ہے کہ جو تھا

بت نکالے گیے کعبہ سے کبھی کے ای بزم
دل جانان مین وہی غیر کا گھر ہے کہ جو تھا

مہربان جب سے وہ ترک ستم آرا نہوا
بخت بھی ہم سے پھرے دل بھی ہمارا نہوا

جانب تخت جگر کوئی اشارا نہوا
کبھی شاخ گل تر تیر تمہارا نہوا

پھر گیا غیر کا دل جلوۂ رخسار سے کیون
ہضم کیا شربت دیدار تمہارا نہوا

دل بے تاب نے جلنے سے نہ پھیرا کبھی منہ
آتش غم سے گریزان یہی پارا نہوا

چشم گریان مین ہا گیسوے مشکین کا خیال
کبھی اس ابر کو دریا سے کنارا نہوا

نذر دل پھیر دی اوس رشک مسیحا نے جب
جان دینے کے سوا پھر مجھے چارا نہوا

لاکھ خورشید چمک کر ترے آگے نکلا
آتش حسن کا ادنی بھی شرارا نہوا

تیرے غصہ ہی سے رغبت دل وحشی کو رہی
سیر اس شیر کی صحبت سے چکارا نہوا

اوسکی کرتی کی نبت دیکھ کے دل کہتا ہے
میری قسمت کا کوئی اسمین ستارا نہوا

بحر غم مین تن لاغر نے ندی دلکو مدد
ڈوبتے کو کسی تنکے کا سہارا نہوا

شادی وصل سے یارون نے ملاقات نکی
اے غم ہجر ترا رنج گوارا نہوا

مر کے بھی زلف معنبر کی محبت نہ گئی
کب غبار اوڑکے مرا عنبر سارا نہوا

سب کی جب آنکھہ جھپک جائے تو پھر کیا ہمین
کوئی بجلی ہوی شوخی کا اشارا نہوا

تا سحر کعبہ و بتخانہ مین اندھیرا رہا
اے قمر شب کو جو تو انجمن آرا نہوا

دیدۂ دل کو تجلی نظر آئی جیسی
چشم موسی کو میسر وہ نظارا نہوا

میرے ہی دلپہ رہا شانہ گیسو کا دانت
سر دشمن کے مقدر مین یہ آرا نہوا

چاندنی دیکھی سنا راگ سفر مین آے بزم
دیس مرغوب ہوا دل کو کدارا نہوا

کون ہے میکدہ مین روکنے والا اونکا
شیشہ اونکا می ناب اونکی پیالا اونکا

کہا گیا زہر اجل چاہنے والا اونکا
کیون نہ تابوت پہ ہو سبز دوشالا اونکا

رہے آغوش مین جنکی قد بالا اونکا
مرتبہ کیون نہو طوبا سے دوبالا اونکا

چین لیتا نہین کیون کانکا بالا اونکا
کون سے چاند کا مشتاق ہے ہالا اونکا

پیار کے ہو کے ہین ہم غیر تری گالیکے
اونہین کے منہ کو مبارک ہو نوالا اونکا

بانکپن کرتے تھے دو دل و سنبل دونون
بل ترے گیسوون نے خوب نکالا اونکا

بجلیان لوٹ گئین خاکپہ قدمونپہ گرین
پر کبھی خوف سے دامن نہ سنبھالا اونکا

حرم دل کے سوا اور نہین کوئی مکان
جھوٹھ ہے مسجدین اونکی نہ شوالا اونکا

کونسا پھول ہے جس نے نہین گل کھاے ہرے
ایک داغی نہین گلزار مین لالا اونکا

عرش اعظم پہین سجدے مین پڑا رہتا ہے
آستان دیکھہ رکھا ای ہمت والا اونکا

پہونکتی ہے میری فریاد رقیبونمین صور
آج کیون دونکی لیتا نہین نالا اونکا

کہکشان نے جو بھری موتیون سے مانگ اپنی
کیا کوئی ٹوٹ پڑا کان کا جھالا اونکا

سنتے ہین رو حکو در پیش ہے اکدن وہی راہ
کوچہ اے عمر روان چلکے دکھالا اونکا

سر چڑہین پیر فلک کے جو ترے دیوانے
کلہ مہر بنے پاؤن کا چھالا اونکا

کب حسینون سے مین جاڑون مین لپٹکر سویا
گرم کیون ہونے لگا مجھپہ دوشالا اونکا

ہوش مین آنہ جتا عشق بتونکو یدل
اک بڑا تو ہی تو ہے چاہنے والا اونکا

بادشاہونپہ جو فرمایشین وہ شوخ کرے
دم مین اے بزم نکلجای دوالا اونکا

دم مین طے ہوتا ہے رستہ دشت وحشتناک کا
پاؤن بڑہنے دو ذرا دامن سے آگے چاک کا

میرے آب اشک سے دامن بچانیکے لیے
کشتیون مین ہے گذارا آپکی پوشاک کا

غیر مینائے مئی گلگون جولایا تیرے پاس
پھوٹ کر رویا لہو چھالا دل غمناک کا

جب سے میری اشکباری اونکو آئی ہے پسند
لہر بن لیتا ہے سمندر دیدۂ نمناک کا

وصل کی شب آگئی کیون صبح فرقت نے طلب
کام کیا شادی کے گھر مین اس گریبان چاک کا

آبرو جانے نہین دیتا ہے لڑ بھڑ کر بشر
کشتیان لڑتا ہی پانی سے یہ پتلا خاک کا

انتظام ایکہ رخ پہر باغ ہمانکا چاہیے
بندوبست اول ہے لازم دار و بست تاک کا

سہمناک ایسا ہے بحر غم کا قطرہ بھی جسے
دیکھکر دل ڈوب جاتا ہے ہر اک تیراک کا

کیون سمجھکر اونکا مطلب ہون نہ سرگرم سخن
ہمزبان مین بھی ہون اونکے شعلۂ ادراک کا

صورت پیک قضا خط اونکا لائیگا اگر
نقد جان محصول مین ہرکارہ لیگا ڈاک کا

نکہت جنت بہی پاسکتی نہین اوسکا دماغ
جسکو سودا ہے تمہاری بلگجی پوشاک کا

سیر خون پاوحشت مین ہوا سرخ پوش
کیون خوشی سی ہو نہ لالو لالا جنگل ڈھاک کا

ہم ہوئے مجنون سر پستان کو لیلی جانکر
جب سے برپا ہو گیا خیمہ تری شاماک کا

کھینچ لونگا دامن عفو خدا محشر کے دن
چاہنیوالا ہون ای ناصح بت بیباک کا

کیون نہ رکھے اپنے سر پر آسمان ای شہسوار
ماہ نو نقشہ ہی نعل توسن چالاک کا

خشک مغزون سے کہین کیا وحشی عالی دماغ
آبلہ دیگا جواب اس گبند افلاک کا

یاد خال یار رہی ہے نشہ غم مین شریک
بادہ خون جگر مین میل ہے تریاک کا

پاسکے کیونکر ہوائے دامن محشر مجھے
گرد رہ ہون مین کسی کے اشہب چالاک کا

اس غزل مین ہے زمین حضرت ناسخ کا فیض
آسمان پر ہے دماغ آج اپنی مشت خاک کا

اپنی صحبت مین نہین آلودہ دامن کوئی بزم
شکر کرتا ہون مین احسان خدائے پاک کا

نہ ہوا پر نہ ہوا ایک پریزاد اپنا
سرد رہنے غم سے نہ کیون شعلہ فریاد اپنا

زلفون والے جو دکہادین قد آزاد اپنا
بل فراموش کرے طرہ شمشاد اپنا

تیری تصویر یہی کہینچینگے سبحان اللہ
منہ تو بنوائین ذرا مانی و بہزاد اپنا

جلوہ طور پہ ہے حضرت موسی کو ناز
جاکے دکھلاد و ذرا حسن خداداد اپنا

بیستون اور ہے کوہ غم شیرین ہی اور
سر پٹکتا ہے عبث تیشۂ فرہاد اپنا

ملک الموت و مسیحا ہین یہان دونون ایک
وہی جان بخش ہے اپنا وہی جلاد اپنا

مرغ دل خاک نشینونکے بچینگے کیونکر
خاک پر جال بچھاتا ہے وہ صیاد اپنا

بیڑیان توڑکے اب جوش جنون کہلاوین
یون تو لوہا کبھی مانینگے نہ حداد اپنا

سرخروئی یہ ملی خون شہیدانکے طفیل
دیکھے منہ آئینہ مین خنجر فولاد اپنا

جانب دل نہ پھرا نالہ ترے گھر جاکر
آشیان بھول گیا طائر فریاد اپنا

ایجنون سنگ ملامت کی جو امداد نہو
تیز نشتر کرے کس چیز پہ فصاد اپنا

رک گئین آہ عنادل سے عدم کی راہین
کوچ موقوف کرائے نکہت برباد اپنا

اب نہنسی آئی گی کیونکر لب سوفار پہ
چبھ گیا تیر ستم مین دل ناشاد اپنا

مجھسے نقد دل و جان نذر مین لیکر بھولے
تمکو اک بوسہ کا احسان رہا یاد اپنا

شرم کو وصل کی درخواست مین دیدن کیونکر
آپکی چشم عنایت تو کرے صاد اپنا

چرخ کی اصل ہے کیا بام بتانکے آگے
فلک اوس کو سمجھ اے عالم ایجاد اپنا

دیکھہ لین تیرے قد راست کی تصویر اگر
پونچھین ماتے کا الف شرم سے آزاد اپنا

نامور کیون نہون ہم اہل سخن مین اے بزم
جب منیر سخن آرا سا ہوا استاد اپنا

ہجر جانانکا رہا رنج سفر مین اے بزم

ہوگیا وصل سے دل آگرہ مین شاد اپنا

راتکو نالون سے روشن چرخ اول ہوگیا
دیدۂ انجم کو دود آہ کا جل ہوگیا

تو جو دریا سے پھرا یہ غم ہوا ای خوش لباس
سوکھ کر آب روان ڈھاکہ کی ململ ہوگیا

پیچ دم بھر کو مقدر سے نہ نکلا آج تک
یہ بھی کیا ای شوخ تیور یکا تری بل ہوگیا

سر جو پھوڑا آپکی ڈیوڑھی سے در در گیا
تختہ دروازہ گویا لوح صندل ہوگیا

رونے والے خاکمین لاکھون ملے مین اسجگہہ
جو غبار اوٹھا ترے کوچہ سے بادل ہوگیا

چاندنی بے نور ہے مثل بیاض چشم کور
کونسا یوسف میری آنکھون سے اوجھل ہوگیا

سونیکی زنجیرین سستی ہیرے پانے مہنگی ہوئین
ہر کوئی دیوانۂ زلف مسلسل ہوگیا

ملگجی کرتی کی خوشبو سے تفریح دماغ
گورا گورا پیٹ تیرا لوح صندل ہوگیا

بچھہ گیا مون اونکے کوچہ مین مگر پامال ہوکر
کیا میری قسمت کا سونا خواب مخمل ہوگیا

وحشیونکے قتل کو آیا وہ جلاد فلک
شکر ہے دو چار دن جنگل مین منگل ہوگیا

اوج تازہ تیرے نخل قد سے پایا ای پری
کانکا پتا ہر اک طوبا کی کوپل ہوگیا

دل سے وہ راہی ہوئے اپنا تصور چھوڑکر
صدر کا جو شہر تھا اب وہ مفصل ہوگیا

ناچ مین کیا لگ گئی اوس زلف پیچانکی ہوا
مار رہزن رفتہ رفتہ دود مشعل ہوگیا

اے پریرو لے اوڑا تجکو دوپٹہ ناچ مین
شہپر پرواز ہر شانہ پر آنچل ہوگیا

سلطنت ملکر فقیرون سے ہوئی آخر ذلیل
اندنون ظلّ ہما بے قدر کمل ہوگیا

زخم خندان ہین گل لالہ بسر ہین سرو
بے ترے ایگل چمن نظرون مین مقتل ہوگیا

ہول کہاتا ہے خیال اونکا یہان آتے ہوئے
دل مرا فرقت مین وحشت ناک جنگل ہوگیا

دل ہوا روشن فروغ خدمت استاد سے
بزم اب آئینہ ادراک صیقل ہوگیا

غیرون مین نوک کی لیکر نہ پشیمان ہونا
پہلے اپنا دل ہدف ناوک مژگان ہونا

حور ہونا انہین لازم ہے نہ غلمان ہونا
خاک کے پتلونکو زیبندہ ہے انسان ہونا

چاہ مین اوس گہر گوش کی ڈوبی لاکھون
ہمنے دیکھا ہے اسی قطرہ سے طوفان ہونا

زخم دل بھی کوئی دکھلائیگا عاشق ہین غریب
فایدہ کیا ہے یونہین چاک گریبان ہونا

پہانسنا دام بلا مین جو ہے مجکو منظور
ایمرے روز سیہ زلف پریشان ہونا

شبکو غسل آنسو نمین کرکے ہو پاکای شبنم
صبح ہمصحبت خورشید درخشان ہونا

لوگ ہوتے ہین بڑے بے مین عبث گلگون پوش
خار و خس کو نہین ممکن گل و ریحان ہونا

دیکھکر بہیڑ تصور مین بہی آنا چہوڑا
خوش نہ آیا دل عاشق کا ارمان ہونا

تاکتے ہین اوسی کیون تیر ستم ای قاتل
کیا مرے دل کے مقدر مین ہے پیکان ہونا

گہر لٹاکر ترے سودے مین ہوا اور حقیر
راس آیا نہ مجہے بے سر و سامان ہونا

پھانس کر میرا گلا پھر نہ رہائی دینا
اے کمند نگہہ یار رگ جان ہونا

دیکھکر آب دم تیغ کو دل کھتا ہے
کبھی اے سیل میرے گھر مین بھی مہمان ہونا

حشر مین عاشقونکے سامنے شرماؤنگا
قتل کرکے مجھے دل مین نہ پشیمان ہونا

گھر سے دوڑینگے نئی چاندنی کی سیر کو سب
تم شب تار مین لیکر نہ عریان ہونا

سیری آہونکے شرارون سے نہ بنتے تارے
انکو آتا جو ترے ماتھے کی افشان ہونا

نکرون ضبط تو بڑھ جاے ابھی دل کا غبار
اس کف خاک کو آتا ہے بیابان ہونا

ذائقہ نکتہ شناسی کا ہے مشکل اے بزم
کیا کوئی سنہ کا نوالا ہے سخندان ہونا

پرتو سے وحشی عالم ایجاد کردیا
سایہ کو تم نے اپنے پریزاد کردیا

دنیا سے ہمکو عشق نے آزاد کردیا
پابند دام گیسوے صیاد کردیا

اوس نے نئی اداؤن سے گندھوا کے سر کے بال
چوٹی کو اپنی طرۂ شمشاد کردیا

شیرین لبونکے عشق مین کاٹا ہی کوہ غم
عمر روان کو تیشۂ فرہاد کردیا

اللہ کو علی کی یہ خاطر عزیز تھی
اپنے حبیب خاص کا داماد کردیا

اوس شمعرو کے عشق نے بھڑکا کی دل مین آگ
نار جہیم شعلہ فریاد کردیا

تیغ فراق یار نے دل کا بھاکے خون
غلطان لہو مین طائر فریاد کردیا

خوش ہوکے عندلیب نے فصل بہار مین
بازو شکستہ طائر فریاد کر دیا

زندون مین پڑ گیا شب فرقت مین اے اجل
قید حیات سے مجھے آزاد کر دیا

کیا جانے مرنے والونکو آیا پسند کیا
ہستی تباہ کی عدم آباد کر دیا

کانٹے چبھے تو بہ گیا خون رگ جنون
خارون نے کار نشتر فصاد کر دیا

اے قبر یہ فشار کی سختی نہ چاہیے
ہم مر مٹے تجھے مگر آباد کر دیا

خالق نے خلق کر کے جوانان خوبرو
گویا بہشت گلشن ایجاد کر دیا

آسان کی خدا نے جو مشکل پڑی کبھی
فضل اوس نے بار ہا دم افتاد کر دیا

ق

لکھا درود مصحف رو ے رسول مین
کاتب نے یہ طریق خط ایجاد کر دیا

دیکھو وصال گیسوئے خمدار و چشم پاک
لام اس کو کر دیا تو اوسے صاد کر دیا

اوس سے گلہ عبث دل ناداں خیال کا
جس بے وفا نے بند در یاد کر دیا

ہم خاک ہو گئے ہین تمہارے خیال مین
مشت غبار صرف رہ یاد کر دیا

کیا لطف ہمکو اوٹھتے ہین فکر و خیال کے
دل اپنا جب سے محو غم و یاد کر دیا

قربان جان ہو گئی اونکے خیال پر
اس نقد کو فدائے سر یاد کر دیا

اے بزم یہ نسیر کی اصلاح کا تھا فیض
شاگرد جو ہوا اوسے استاد کر دیا

کیا کیا تری چالون سے ستمگر نہین ہوتا
فتنے نہین اوٹھتے ہین کہ محشر نہین ہوتا

رہتا ہے غم و درد ہمیشہ میرے دل مین
مہمانون سے خالی کبھی یہ گھر نہین ہوتا

یاد آتی ہے پیری مین جوانی ہمین کیا کیا
جو وقت گیا پھر وہ میسر نہین ہوتا

سب پیش نظر رکھتے ہین آئینہ کی صورت
بیقدر کبھی صاحب جوھر نہین ہوتا

می پینی سے کیون منع ہمین کرتا ہے واعظ
لبریز تری عمر کا ساغر نہین ہوتا

طوفان نہ ہو کب کشتی گردون نہین ہوتی
کب دیدۂ پر آب سمندر نہین ہوتا

امسال خزان بنکے بہار آئی ہے شاید
مین جامہ سے وحشت مین جو باہر نہین ہوتا

سیماب ٹھہر جاتا ہے تھم جاتی ہے بجلی
پر تجکو قرار اے دل مضطر نہین ہوتا

جو ہجر کی راتون کا ہے جاگا ہوا ایدل
خواب اوسکو بجز قبر میسر نہین ہوتا

پھنسکر مرا دل حلقۂ گیسو سے نہ نکلا
ظلمات سے باہر یہ سکندر نہین ہوتا

غافل نہین دل یاد سے اوس رشک پری کی
دیوانہ ہے پر آپ سے باہر نہین ہوتا

مر جاتے ہین جب ہوتی ہے تب قبر میسر
بے جان دیے حاصل یہ نیاگھر نہین ہوتا

ہر چند کہ کہنہ ہے مرا نامۂ اعمال
کاغذ یہ مگر داخل دفتر نہین ہوتا

خون میرے تن زار مین مطلق نہین شاید
سیراب جو قاتل ترا خنجر نہین ہوتا

کیون تیری نظر لخت جگر پر نہین پڑتی
یہ تیر کبھی شاخ گل تر نہین ہوتا

وہ غمکدۂ عاشق بیکس سے ہے بہتر
جس بزم مین دُرد و مئی و ساغر نہین ہوتا

کیا دیدۂ تر کو ہے مرے ابر سے نسبت
قطرہ کوئی دریا کے برابر نہین ہوتا

طے دیکھئے کیونکر ہو سفر ملک عدم کا
سنتے ہین کہ اس راہ مین رہبر نہین ہوتا

سیل آنسوؤنکی پہونچی ہے اوس آئینہ رو تک
اب غیر یعین سدّ سکندر نہین ہوتا

دیتا ہی نہین اونکو خبر حال سے میرے
کیون نالۂ دل اپنا پیمبر نہین ہوتا

دن وصل کا بھی ہمکو قیامت سے نہین کم
جب وہ نہین آتے ہین تو محشر نہین ہوتا

عشق آنکھونکا تیری دل وحشی سے نہی کیا
دیوانہ و ہشیار برابر نہین ہوتا

باقی نہین کچھہ آبروے عاشق بیکس
اشک شب غم دانۂ گوہر نہین ہوتا

رہتی ہے روان آٹھہ پہر عمر کی کشتی
اس ناؤ کو اک روز بھی لنگر نہین ہوتا

طوبا کو قد یار سے تضمین کیا ہے
مطلع کوئی اس مطلع سے بہتر نہین ہوتا

نافہم ندین داد تو شکوہ نہین اے بزم
مداح سخن غیر سخنور نہین ہوتا

خانہ تن مرا کعبہ کی برابر ہوتا
سنگ اسود جو بجای دل مضطر ہوتا

گر عدو پر کرم مالک بودر ہوتا
رنگ کالا بھی اگر ہوتا تو قنبر ہوتا

زیست مین لطف عدم مجکو میسر ہوتا
مین جو اے شوخ کمر کا تیری خنجر ہوتا

اوس کا سر اور نہ در کا ترے پتھر ہوتا
غیر کا بھی جو ہمارا سا مقدر ہوتا

سخت جانی ہی لکھی تھی جو مری قسمت مین
کاش دروازۂ دلدار کا پتھر ہوتا

جام جم کا ہے میرے شیشۂ دل مین عالم
آئینہ اس کا بنا تا جو سکندر ہوتا

کیا سنبھالا ہے مری آہ رسا نے اس کو
گر نہ ملتا یہ عصا چرخ زمین پر ہوتا

باغ دنیا ہی مین گلگشت ارم ہوتی نصیب
گھر مرا یار کے گھر کی جو برابر ہوتا

اوسکو سکھلائی خود آرائی اسی خود بین نے
آئینہ منہ پہ پٹکتا جو سکندر ہوتا

قد موزون سے تیرے طوبا کو کرتا تضمین
وزن و تقطیع مین مصرعہ جو برابر ہوتا

تھامتا اسکو جو طوفان مین نہ حیدر سا جوان
تا ابد نوح کی کشتی کو نہ لنگر ہوتا

حشر تک پاک نہ ہوتا تن و سر کا قصہ
فیصلہ کو جو نہ قاتل تیرا خنجر ہوتا

تیری رفتار کے آگے نہ ٹھہرتا اے شوخ
حشر آتا تو قدم کی تیری ٹھوکر ہوتا

لطف سر پھوڑنیکا جب مجھے ہوتا حاصل
سنگ در ہوتا ترا اور مرا سر ہوتا

مین وہ عاشق ہون جو اوڑتی میرے مرنیکی خبر
غول پریونکا جنازہ پہ کھلے سر ہوتا

تم کسی روز سر بزم جو عریان آتے
کون تھا وہ جو نہ پھر جامہ سے باہر ہوتا

ہاتھ سے اپنے وہ ہوتا جو پلاتا ای بزم
جام مے نور سے خورشید کا ساغر ہوتا

بغل مین مری یار اگر تو نہو گا
کوئی راحت دل کا پہلو نہو گا

خوش اخلاق اے بت اگر تو نہو گا
ترے چہلے کا گل بہی خوشبو نہو گا

کوئی اور ہرجائی اے بت نہین ہے
ترا جلوہ ہوگا اگر تو نہو گا

اشارے کیے جائینگے ہر طرف وہ
یہ قصہ کسی طرح یک سو نہو گا

بہرے گا مئی وصل سے کس طرح دل
اگر ساغر عمر مملو نہو گا

بٹہائی گی موت اپنی آنکہون پہ کیونکر
جو دل کشتۂ تیغ ابرو نہو گا

جو بوئی وفا سے اوسے ہو گی نفرت
تو پہولون مین میرے وہ گلرو نہو گا

نہ آئے گی تربت مین بہی نیند مجکو
اگر بالش سر وہ زانو نہو گا

مضر چاندنی زخم دلکو نہو گی
جو کوٹے پر اپنے وہ مہرو نہو گا

چلینگے نہ آنکہون کی الفت کا رستا
جو ہر نقش پا چشم آہو نہو گا

نہ بیٹہا جو نقش اپنی افتادگی کا
تو دلق فقیری پہ اتو نہو گا

نہ موقوف ہو گی جہڑی آنسوؤنکی
اگر پیش چشم ابر گیسو نہو گا

چلیگا اجل پر تو بس اے ستمگر
بلا سے اگر دل پہ قابو نہو گا

تجہے جہانکر رو رہا ہون مین اے بت
جدا چشم روزن سے آنسو نہو گا

می ناب اٹکے گی اپنے گلے مین
پر آنسو پیئن گے تو اچہو نہو گا

نہ باز آئے گا نیش زنیوں سے دشمن
جو بے ڈنک ہو گا وہ بچھو نہو گا

وہ کہتے ہین محفل مین گھبرائینگے ہم
خدا کی قسم بزم اگر تو نہو گا

خود گلے ملنے یہان خنجر خونخوار آیا
آج کیا تھا جو شہادت کو بہت پیار آیا

کونسا یوسف ثانی سر بازار آیا
نقد جان لیکے جو ہر ایک خریدار آیا

قصر پور کی دیوانی ہوئین پر یہ بھی
سر پہ جن بنکے ترا سایۂ دیوار آیا

خون لالے کا ہوا کٹ گیے خوبان چمن
تو جو گلگشت کو کھینچے ہوئے تلوار آیا

وہ پریزاد تو دعوت مین گیا غیر کے گھر
پہاڑ کھانے کو مجھے دیو شب تار آیا

سرکش اسد رہے ہین افتادۂ دشت وحشت
سر سے نکلا جو کبھی پاؤن تلے خار آیا

سرخ پوشاک تمام اہل جہانکی ہوگی
جوش پر آپکے اگر دیدۂ خونبار آیا

اوسکے گھر مین جو گیا کھیلنے کو بازی عشق
پہلے ہی ہاتھ مین نقد دل و جان ہار آیا

خواب مین آپکے کوچہ کی جو لی بینے راہ
پیشوائی کے لیے طالع بیدار آیا

نئے ماتم کی اسیران کہن مین ہوئی دھوم
تیرے پھندے مین جہان تازہ گرفتار آیا

دیدۂ غیر سمجھکر میری آنکھین ہوئین لال
تیرے گھر مین جو نظر روزن دیوار آیا

نالہ و آہ کو سنکر جسے نیند آتی ہے
ایسے بیدرد پہ اپنا دل بیمار آیا

اوڑ گیا لال پری بنکے میرے منہ کا رنگ
یاد میخانہ مین جب وہ بت خونخوار آیا

زور وحشت کا دکھا دینگے تجھے ای فرہاد
اپنے ہاتھونمین اگر دامن کہسار آیا

زلفین کھولے جو وہ خوش چشم گیا بہر شکار
جال مین پھنسنے کو ہر آہوی تاتار آیا

رو دیے اشک مسلسل جو میرے یاد آئی
سامنے اونکے جہان موتیونکا ہار آیا

باغ دیکھا جو کوئی مین نے سفیر مین آبزم
ساتھ ہی یاد مجھے کوچہ دلدار آیا

گم گشتہ جو میرا دل بیتاب نہوتا
ہر قطرۂ اشک آج کو سیماب نہوتا

تن خاک نہوتا جو مین بیتاب نہوتا
اکسیر نہ بنتی جو یہ سیماب نہوتا

وہ آتے تو کسواسطے رونا مین شب ہجر
مہمان میرے گھر مین کبھی سیلاب نہوتا

ای آتش غم کون سے پانی سے تو بجھتی
دل صدمۂ فرقت سے اگر آب نہوتا

تا دامن دلدار پونہچ جاتے میرے ہاتھ
سد رہ مقصد اگر آداب نہوتا

یوسف کی زیارت کبھی رویا مین نہوتی
اوس مہ کا اگر دہیان دم خواب نہوتا

دیتے جو نہ سب آبرو اپنی عوض مال
کوڑی کا کبھی یہ دُر نایاب نہوتا

تا صبح رہا دور میری آنکھون سے وہ ماہ
کیون کبک نگہ راتکو سرخاب نہوتا

پیتا جو میرے آنسوؤنکو ابر بہاری
پژمردہ کوئی گلشن شاداب نہوتا

لکھا ہے مجھے راندۂ درگاہ محبت
ایکاش میرے نامہ مین القاب نہوتا

زلفونکی سیاہی نہ باقی جو پس مرگ
آرامگہ قبر مین بد خواب نہوتا

تم پونچھتے آنسو جو ڈوپٹے سے کسیدن
یہ آب روان پھر کبھی پایاب نہوتا

بالفرض حکومت جو شب ہجر مین ملتی
آرام بجز بستر کم خواب نہوتا

خون دل سوزان کا جو شعلہ نہ بھڑکتا
خنجر کبھی اوس شوخ کا بے آب نہوتا

آنسو نہ بہرے رہتے اگر ضعف مین ہر دم
پھر کوئی گڑھا آنکھونکا تالاب نہوتا

پیری مین نہ رہتا جو اوس ابرو کا تصور
یہ قد دوتا کعبہ کی محراب نہوتا

کرتا طلب ساغر کوثر وہی ای بزم
آب دم خنجر سے جو سیراب نہوتا

تلخ گوئی کا جو اک بوسہ بدل ہوجائیگا
شہد ہستی سے سوا زہر اجل ہوجائیگا

شاعرون سے حسن تعریف اپنی چاہیگا اگر
مطلع خورشید محتاج غزل ہوجائیگا

شبکو ہوگی روشنی میرے قدم سے ایجنون
جھاڑ مین کانٹونکے ہر چھالا کنول ہوجائیگا

ای پری بیقدر ہوجائیگی تیری زلف بھی
جب شریک اسمین تری قسمت کا بل ہوجائیگا

خود خرابی صاف کردیگی تو نگر کا محل
ایکدن جھاڑو سے کمتر مور چہیل ہوجائیگا

روز محشر تک پونہچ جائینگے وعدے آپکے
عمر دنیا سے سوا یہ آج کل ہوجائیگا

پائیگا ساقی کے ہاتھون آفتاب مے شرف
شیشہ سبز ای فلک برج حمل ہوجائیگا

چرخ ہفتم پر ہین ان استاروالونکے دماغ
ہر ستارہ ہند کا بڑھکر زحل ہوجائیگا

قتل ہم ہونگے تو واہو جائیگی دلکی گرہ
عقدہ اپنا ناخن خنجر سے حل ہوجائیگا

چاہتا ہون کہو بیٹھینگی جو بنکی دولت ایکدن
خالی اس اکسیر سے ہر سنار یل ہوجائیگا

صبح پیری ہوگی گذرے گی شب عہد شباب
نور اس ظلمات کا نعم البدل ہوجائیگا

خواب مین ملنے نہ دینگے غیر کیونکر آپکو
عالم رویا مین کیا ان کا عمل ہوجائیگا

ابتدا ہی مین کرینگے انتہا کے عیش ہم
وصل اوس بت کا اگر پہلے پہل ہوجائیگا

نالونکو روکا ہے کیون سودا ے زلف یار مین
کیا دماغ آسمان مین کچھ خلل ہوجائیگا

تو جو بھولیگا یوہین ہر روز اقرار وصال
وعدہ باطل ترا ضرب المثل ہوجائیگا

زہر کہا کہا کر مرینگے آپ کے عاشق اگر
تلخ تیغ مرگ کا آخر کو پہل ہوجائیگا

غیر اگر لیگا بلائین ای سہی بالا تیری
ہاتھ شاخ خشک کی مانند شل ہوجائیگا

جان دیگا خوش لباسی پر جو ہر صاحبکلاہ
ٹوپی دار ای بت بنت کا ہر فل ہوجائیگا

دلمین شوق شاعری ای بزم اگر یوہین رہا
گھر خدای پاک کا بیت الغزل ہوجائیگا

آتش فشان جوش سبکو مرا نالہ ہوگیا
دور سپہر شعلۂ جوالہ ہوگیا

داغ جنون شگفتہ ہوئے زخم دل ہرے
آئی بہار جوش گل و لالہ ہوگیا

کہنے دیا کسی سے نہ سوز درون کا حال
مہر سکوت ہونٹون پہ میخانہ ہوگیا

کیونکر بجھے یہ آگ محیط سرشک سے
دل آتشین جہیم کا پرکالہ ہوگیا

اس باغ مین چلی جو ہوا زہد خشک کی
ہر طفل غنچہ زاہد صد سالہ ہوگیا

روئے جو سر دھری اہل جہان پر
ہر قطرہ اشک کا صفت ژالہ ہوگیا

بالای بام چاندنی مین شبکو دور مے
ماہ شب چہاردہ کا ہالہ ہوگیا

خون دل و جگر بہی رہا دور مے کے ساتھ
ہم صحبت ثلاثہ غسالہ ہوگیا

زینت جو کی تو یار کی آنکھین ہرن ہوئین
شاخ غزال سرمہ کا دنبالہ ہوگیا

بجلی رقیب پر جو گری میری آہ کی
عالم کو خوف صاعقہ نالہ ہوگیا

آئی بلائین لیکے جو اوس رخکی میرے پاس
خورشید حشر پنجۂ دلالہ ہوگیا

راہ بتان مین دین و دل و جان لٹا دیے
نقصان اجر طاعت صد سالہ ہوگیا

زیر زمین جو داغ جنون مشتعل ہوئے
شعلہ ہر ایک برگ گل لالہ ہوگیا

گھیرا اونکی پیشوا زکا تھا مثل آفتاب
ہنگام رقص شعلہ جوالہ ہوگیا

اوس چشم سحر فن کے کیے بزم نے جو وصف
بالکل کلام جادوے بنگالہ ہوگیا

قدرت حق نے دکھایا یہ تماشا کیسا
عرش تک اوڑکے گیا خاک کا پتلا کیسا

سرخ موباف کا بل دیکھئے نکلا کیسا
سر چڑھا آپکے خون دل شیدا کیسا

سب سے چھپکر جو رہے دل مین وہ بیتابی کیا
جو نہ آئے کبھی منہ تک وہ کلیجا کیسا

سانس بھی لے نہین سکتا ترے جانانکے حضور
دم چراتا ہے اب اعجاز مسیحا کیسا

ہمسے ہی نوک کی لیتے ہین وہ سبحان اللہ
دل مین رہ رہکے کھٹکتا ہی یہ کانٹا کیسا

شبکو منہ کھولے ہوئے طور پر آئے ہین حضور
جھلملاتا ہے چراغ کف موسا کیسا

نہ وہ آنکھین نہ وہ تیور نہ وہ یکرنگی ہے
دیکھتے دیکھتے رنگ آپ نے بدلا کیسا

جلوۂ حسن نے مانی کو یہ حیران کیا
آہ بھی کھچ نہ سکی آپ کا نقشا کیسا

کیا بہار آئی ہے پردہ مین خزان کے اسال
اب کے بے فصل ہوا ہے مجھے سودا کیسا

خاک پر کیا کسی تکیہ مین نہین سونا ہے
سند و نیرا مرا کرتے ہین تکیا کیسا

آپکا نقش قدم سجدہ گہ عالم ہے
کعبہ کہتے ہین کسے اور کلیسا کیسا

کیون دباتا ہی تن زار کہ ای جوش سرشک
قطرہ چاہے تو ڈبو دے مجھے دریا کیسا

لیگیا طاقت و صبر و خرد و ہوش و قرار
ہجر نے دیکھہ کے تنہا مجھے لوٹا کیسا

نہین چھپنیکا چھپانے سے نوکیلا جوبن
آجکل جامہ سے باہر ہے وہ پردا کیسا

حال کہلتا نہین ای بزم خط قسمت کا

جو کسی سے نہ پڑھا جاے وہ لکھا کیسا

جب صفائی کا مزا جاتا رہا
آشنائی کا مزا جاتا رہا

چھیڑنے سے میرے جب وہ روٹھ جائے
ہاتا پائی کا مزا جاتا رہا

سجدہ کرنا سمجھے وہ سر پھوڑنا
جبہ سائی کا مزا جاتا رہا

اونکو آئینہ نے خود بین کر دیا
خود نمائی کا مزا جاتا رہا

ہر گھڑی اون سے تصور مین ہے وصل
اب جدائی کا مزا جاتا رہا

وقت خواب آیا جو مرقد کا خیال
چارپائی کا مزا جاتا رہا

جب خم مے پر پڑی زاہد کی آنکھ
پارسائی کا مزا جاتا رہا

سیدھی نظرون سے نہ دیکھو غیر کو
کج ادائی کا مزا جاتا رہا

غیر سے کرنے لگے وعدہ وفا
بیوفائی کا مزا جاتا رہا

جان شیرین تلخ فرقت مین ہوئی
اس مٹھائی کا مزا جاتا رہا

عجز کی خو اون مین ای بزم آگئی
کبریائی کا مزا جاتا رہا

حال کہلتا کیون نہین تقدیر کی تحریر کا
کیا خفی ہے خط نہایت کاتب تقدیر کا

کچھ تو ٹھہرے کوچۂ زخم دل عشاق مین
چلتے چلتے دم نہ چڑھ جاے تیری شمشیر کا

ہی مرقع ایک ہی صورت کا گلزار جہان
ہر گل تازہ ورق ہی یار کی تصویر کا

بسملونکی آنکھہ مین جب خواب مرگ آئیگا
یار نے چھنٹیا دیا آب دم شمشیر کا

مرغ دلکو نیمجان کرکے اگر جائینگے آپ
لایگا دامن پکڑ کے خون اس نخچیر کا

بزم عاشق ہی فصاحتکا ہر اک اہل سخن
کونسا استاد ہے قائل نہین جو میر کا

طبلگار نقد لقا ہو گیا
تیرا تیر دست گدا ہو گیا

سوے باغ آیا جو تو دہوپ مین
ترا سایہ کالی گھٹا ہو گیا

گیا اون کی دیوار تک دو دا ہ
دہوان بڑہ کے ظل ہما ہو گیا

ہوئی بستہ زلف سلطان وقت
سیہ کار ظل ہما ہو گیا

کدورت تیرے دل مین جب آگئی
وہین پیرہن ملگجا ہو گیا

شب وصل می پیکے وہ سو رہے
مجھے نشہ خواب قبا ہو گیا

بدن مین سمائے جو وہ مثل جان
مرا جامہ اون کی قبا ہو گیا

تجھی پر کھپہ اے بت نہین منحصر
جسے ہم نے پوجا خدا ہو گیا

محبت کی بہی ہے عجب صلح و جنگ
جب آنکھین لڑین فیصلا ہو گیا

دل بزم پہلو سے وہ لیگئے

الٰہی ابھی کیا تھا کیا ہوگیا

کر رہا ہے زلف کو دل یاد کیا
لمبیان لیگی میری فریاد کیا

زلف کی ہو محو قد کو یاد کیا
دام آفت مین پھنسے آزاد کیا

آسمان ہم پر گرا ہم خاک پر
دیکھئے آگے پڑے افتاد کیا

عکس رخ کو دیکھکر حیران ہین
آئینہ اپنی کہے روداد کیا

جسکی یہ ہین شوخیان وہ اور ہے
اے فلک تو کیا ترا ایجاد کیا

خون ناحق کرکے اللہ ری خوشی
آج لالون لال ہے جلاد کیا

بل نکالے اوسکے قد راست نے
خود بخود سیدھا ہوا شمشاد کیا

ہے ہماری سخت جانی سے خجل
منہ دکھائے خنجر جلاد کیا

بیڑیان ٹوٹین نہ فرط ضعف سے
میرا لوہا مانتا حداد کیا

کس قدر جلدی اونہین تڑپا دیا
تار برقی پر گئی فریاد کیا

کھینچتے ہین سولی پہ اوس قد کے فقیر
کھینچے ماتھے پر الف آزاد کیا

نزع مین کیون آرہی ہین ہچکیان
کرتے ہین یاران رفتہ یاد کیا

عیش ماضی کا عبث ہے تذکرہ
عید رفتہ کی مبارکباد کیا

داغ دل کے آگے اے شیرین سخن
لالۂ زخم سر فرہاد کیا

باندہ لیتے نالۂ دل جب ہوا
ہمسم سے اوڑتی نکہت برباد کیا

خون رونے کا زمانہ آگیا
اب ہنسے زخم سر فرہاد کیا

کھینچتی ہین بار کی نیرنگیان
رنگ لائے دیکھئے بہزاد کیا

ڈہونڈتا ہے عاشقونکے خون کو
سر چڑہا ہے تیشۂ فرہاد کیا

جنبش تیغ نگہ کچہہ کم نہین
تیز کرتا ہے چھری جلاّد کیا

دوستو ہے وصل مین میرا وصال
پرسے کے بدلے مبارکباد کیا

کوہکن تہا فن جانبازی مین تیز
باڑ دیتا تیشۂ فرہاد کیا

ہے تصور سا مصوّر میرے پاس
نوک کی لے خامۂ بہزاد کیا

چنگیون مین خوب اوڑایا آپنے
اب کرے گا بخت بد برباد کیا

غیر ممکن ہے سفر مین فکر شعر
بزم مانگون اس غزلکی داد کیا

کچہہ فیض میرے خال سے حاصل نہین ہوتا
روغن نہو ایسا تو کوئی تل نہین ہوتا

گودزد نگہ اشرفی داغ کو تاکے
چوری سے کبہی ایسا حاصل نہین ہوتا

جو کل تہا ہلال آج وہی بدر ہوا ہے
ناقص جو نہ پہلے ہو وہ کامل نہین ہوتا

کسطرح وہ ٹہیرین میرے ٹوٹے ہوئے دلمین
ویران مکان رہنے کے قابل نہین ہوتا

جب جانین کوئی عشق کا جن سر سے اوتارے
تعویذ کے لکھنے سے عامل نہین ہوتا

نکلا بھی اگر ایک تو اور آگئے دو چار
ارمانون سے خالی کبھی یہ دل نہین ہوتا

تیری جو سفارش ہو تو ملجای شہادت
ساعی مرا اے خنجر قاتل نہین ہوتا

ہر کام کی آسانی کو کھو دیتی ہے پیری
دشوار وہ ہوتا ہے جو مشکل نہین ہوتا

تلوار کے گھاٹ اوس نے اوتارے ہین ہزارون
اپنا ہی گذر تالب ساحل نہین ہوتا

سفاک جو ملتا ہے تو خنجر نہین ملتا
ہوتا ہے جو خنجر تو وہ قاتل نہین ہوتا

کیا داغ مرے سینہ کے پھولون سے بھی کم ہین
اس باغ مین کیون شور عنادل نہین ہوتا

لاتقنطو آیا ہے تو کر قطع نہ امید
لکھا ہوا قرآن کا باطل نہین ہوتا

ہے مہر قناعت کی لگی جس کے دہن پر
کچھ زیر نگین ہونے کا سائل نہین ہوتا

گم ہے نبوی مسجد ابرو کا موذن
کیون اس پہ بلال حبشی تل نہین ہوتا

کسطرح کوئی ہو تیرے اسرار سے آگاہ
یہ علم تو تحصیل سے حاصل نہین ہوتا

آتی ہے جو اوس غیرت لیلے کی سواری
کیا دود جگر پردۂ محمل نہین ہوتا

عشاق کی مذہب مین رخ و زلف ہین یکسان
انکے یہان فرق حق و باطل نہین ہوتا

مٹھی نہین کیجاتی بخیلونکی طرح بند
مجھسے عمل عقد انامل نہین ہوتا

یہ نقش اگر ہے تو ہے قبضہ مین اجلکے
تعویذ لحد کا کوئی عامل نہین ہوتا

اپنے تو حساب اوس سے نہین چاند کو نسبت
خورشید جہان مد مقابل نہین ہوتا

ای بزم کسی اور سے امید رہے کیا
جب عشق مین اپنا جگر و دل نہین ہوتا

ہمنشینی نے اثر پیدا کیا
دلنے بہی درد جگر پیدا کیا

عشق مژگان نے اثر پیدا کیا
نیشتر پر نیشتر پیدا کیا

در ہم داغ جنون ہین بیشمار
تیرے سودے مین یہ زر پیدا کیا

خانۂ مرقد مین سوئے بعد مرگ
آپکو کہو کر یہ گہر پیدا کیا

حال دل نالے نے اون سے کہدیا
لو نیا پیغامبر پیدا کیا

ہجر کی شب کو یہ چمکا داغ دل
رات مین رنگ سحر پیدا کیا

خاکساری سے ملا سر کو اوج
دیدۂ مردم مین گہر پیدا کیا

بزم عاشق کیون حسینو سے نہ ہو
کہو کے دل درد جگر پیدا کیا

(ردیف ب)

سنتا ہے شکوۂ تپ غم وہ نگار کب
پہر اپنے دل کا کوئی نکالے بخار کب

آنا نہین ہے قبر پہ وہ شہسوار کب
تعظیم کے لیے نہین اوٹھنا غبار کب

ہوگا شگفتہ دیکھیں دل داغدار کب
آئی گی اس چمن میں الٰہی بہار کب

کس روز تمنے چینٹے دیے آب تیغ کے
ٹھنڈا ہوا تڑپ کے دل بیقرار کب

شادی ہمارے قتل کی ہے جشن کا ہے دن
حیران ہوں کہ آپ کرینگے سنگار کب

کس وقت آئے فاتحہ پڑھنے کو وہ قمر
دیکھیں چڑھائے پھول چراغ مزار کب

اب تیر غم کا آہوئے دل صید ہوگیا
آئے تو آپ کھیلنے اے شکار کب

جلوہ سے اونکے پہلے گی کوس وقت چاندنی
ہوگی سفید پوش شب انتظار کب

کہاتا ہے عاشقونکو غم زلف ہر گھڑی
پھر ازدہائے مرگ کریگی زہر مار کب

برسوں سے عشق چشم میں گردش ہے رات دن
تھکتا ہے دیکھوں ابلق لیل و نہار کب

ہیں مدتوں سے مشک بدوش اپنی آبلے
سوکھی زبانیں اپنی دکھائینگے خار کب

سولی کسے نصیب ہو قامت کے عشق میں
ہاتھ آئے دیکھئے ثمر نخل دار کب

گل کھا کے بھی نہ ہاتھ گلے تک کبھی گیے
پہنچے حضور نے نئے پھولونکے ہار کب

گن گنکے بوسے آپکے کسدن نصیب ہوں
دنیا میں آئے دیکھئے روز شمار کب

مدت سے کربلا کی تمنا ہے بزم کو
ہوگا سفر یہ ای میرے پروردگار کب

(ردیف پے)

زندہ کر دیجیے یا مالونکو رفتار سے آپ
کاٹیے تیغ اجل کو اسی تلوار سے آپ

ہونگے جب گرم سخن اپنے خریدار سے آپ
لاکھون دل مفت مین لے آینگے بازار سے آپ

چشم بد دور پری بنکے حضور اوڑنے لگے
بڑھ چلے نام خدا شوخی رفتار سے آپ

بڑھگئی آبروے حسن خریدار ونمین
تر پسینے مین ہوئی گرمی بازار سے آپ

حسن کیطرح نگہ اپنی بھی پھر جاتی ہے
منہ چھپائینگے کہان طالب دیدار سے آپ

دل خریدار ونکے باتونمین لبھا لیتے ہین
دل لگی کرتے ہین اب مردم بازار سے آپ

خوش مزاجی کی ادا تیر کی مانند ہے کیون
کیا ہنسی سیکھہ گئے ہین لب سوفار سے آپ

عید قربان ہے کلے مجکو لگالے پہلے
سعی اتنی تو کرین خنجر خونخوار سے آپ

دم رفتار نہ چھپہ جائے کلیجے کی پھانس
اپنے دامن کو بچائے رہین اس خار سے آپ

کس دن اکس سے حضور آنکھین لڑایا نکرین
محنت اسدرجہ نہ لین مردم بیمار سے آپ

دور سے دیکھیے گلزار مین کس کی سیر
بیٹھیے ہٹکے ذرا سایہ بیمار سے آپ

سرخی پاے حنائی کا اگر ہے دعوے
شرط بدیجیے تو میرے دیدہ خونبار سے آپ

بوسہ لب کا مزا منہ سے نہین جا سکتا
یہ مٹھائی نہین لے سکتے نمکخوار سے آپ

گوہر اشک مسلسل جو نہین ہین نایاب
کیون بدلتے ہین انہین موتیونکے ہار سے آپ

شیخ جی توڑیے تسبیح سلیمانی بھی
بلکی لیتے ہین اگر رشتہ زنار سے آپ

پائے بوسی کی اجازت جو طلب کرتا ہون
ہنسکے فرماتے ہین لو چھین سیری پیر سے آپ

قتل کرنا نہین منظور جو سرکش ہوکر
سیکھہ لین جاکے تواضع کسی تلوار سے آپ

اپنے سر دلبر بلبل کو چڑہایا آپہی
آج تو دیجیے اپنی گل دستار سے آپ

یارسول عربی بزم بہت ہے مضطر
رحمت حق کو ملا دیجے گنہ گار سے آپ

(ردیف تے)

مسی ملتا ہے بت ماہ لقا آجکی رات
چلی آتی ہے دہوا دہار گھٹا آجکی رات

شام سے دہیان جو زلفون کا بندہا آجکی رات
اور دو راتین لگا لائی ہے کیا آجکی رات

شام سے پنجۂ رنگین کا تصور ہے مجھے
چور یکی گہات مین ہے دزد حنا آجکی رات

بیخودی نیند کی مانند ہے کیون عالمگیر
کون پیتا ہے مئی ہوش ربا آجکی رات

ساغر مے سے ترا حال دل ایماہ کھلا
ملگیا آئینۂ غیب نما آجکی رات

کس لیے چاندنی بچتی ہے ترے سایے سے
کیا ہے غیرون مین بت ماہ لقا آجکی رات

چرخ سے مانگ لیا ہے مہ نو کا ناخن
کھولنے ہین جو ترے بند قبا آجکی رات

اوس پری رو کی جدائی مین بچے کیونکر جان
شام ہے دیو سیہ کالی بلا آجکی رات

بخت مجنون سے یہان بڑہکے ہے تیرہ شب غم
ہے وہان خیمۂ لیلی سے سوا آجکی رات

کونسا مست سر شام سے ہے محو خرام
لڑکھڑاتی ہوئی چلتی ہے ہوا آجکی رات

رنگین موتکی مشتاق شب غم آنکھین
راہ کیا بھول گیا خواب فنا آجکی رات

نہو کیونکر متبرک کہ ہے وصل اوس بت کا
پوشش کعبہ ہوئی نام خدا آجکی رات

نالون نے پھونکدیا صور قیامت شب غم
خوف سے کانپتے ہین ارض و سما آجکی رات

وصل مین شام سے وہ بگڑے ہوے بیٹھے ہین
زندگانی سے مرا دم ہے خفا آجکی رات

وہ شہ حسن ہم آغوش سر شام سے ہے
بنگئی میرے لیے ظل ہما آجکی رات

ذبح کرتی ہے دلا کر خم ابرو کی یاد
کیون سیہ تاب نہو تیغ قضا آجکی رات

وصل مین کل تھی تری خال سے کمتر امید
ہجر مین بڑھکے ہوئی زلف رسا آجکی رات

کسکی افشانکا تصور ہے شب غم مجکو
تارے گنتا ہون سر خاک پڑا آجکی رات

ہم بغل مجسے ہے اک نور کا تکا ای بزم
ہے شب قدر سے بھی مجکو سوا آجکی رات

(ردیف ے)

کہائی ہے جب سے یار کی تیغ نظر کی چوٹ
سینہ سے ہم لگاتے ہین اپنی جگر کی چوٹ

دل کہہ گیا جو کہائی تری سنگ در کی چوٹ
ملنے کو سر کی چوٹ سے آئی جگر کی چوٹ

اک ضرب تازہ اور لگاؤ کہ جے لگے
گہبرا رہی ہے دل مین مرے پیشتر کی چوٹ

تسکین دل شکستہ کی ہی نزع مین عبث
دم بھر مین کیون نکالتے ہو عمر بھر کی چوٹ

صدمہ تری چھری کا دل نرم کیا سہے
کسطرح تخل موم اوٹھائے تبر کی چوٹ

ہر زخم تازہ کو گل دستار سمجھے ہم
سر پھوڑ کر جو کہائی ترے سنگدر کی چوٹ

جھٹکے جو بال اشہب روح روان اوڑا
کوڑے سے ہے زیادہ ترے موسر کی چوٹ

غیرونکے چھونے سے جو دُر گوش ہلگیا
پتھر سے بڑھکے دل پہ لگی اس گہر کی چوٹ

اس سونیکے نوالیکے بھوکے ہین سیر ہی
سب دوڑین کہانیکو جیسے شتر کی چوٹ

سر سے گرا جو پھول پڑا نیل ران مین
سوسن کا غنچہ بنگئی گلبرگ تر کی چوٹ

توڑا جو دل مرا تو دکہا غیر کا بہی دل
اچھی لگائی آپنے دوہرے اثر کی چوٹ

باد صبا سے ہلتی ہی ڈالی جو باغ مین
بلبل کے دل پہ پڑتی ہے شاخ شجر کی چوٹ

راہ عدم بتاتی ہین تیری پہکتیان
کیا منہ کوئی حسین جو رکھے کمر کی چوٹ

گلچین کے ہاتھ سے دل بلبل مین درد ہے
سنکوائے کیون نہ آتش گل جگر کی چوٹ

گھڑیال بجتے ہی وہ چلے اوٹھکے صبحدم
گویا ہمارے دل پہ پڑی اس گجر کی چوٹ

اغیار کہتے ہین مری آہونکو بے اثر
کہائین تو تازیانہ دود جگر کی چوٹ

گریہ نے آنکہین پھوڑ دین پروا نہین اونہین
رویا کرے نصیبونکو اب چشم تر کی چوٹ

ٹھکرا کے میرے دلکو وہ بیدرد جب گیا
ایسی جمی کہ اپنی جگہہ سے نہ سر کی چوٹ

مفلس کا بار سر پہ پڑے تو اوٹھاے کون
کس کو خوش آتی ہے شجر بے ثمر کی چوٹ

تا چند صدمے عشق رخ و زلف کے سہون
اک دن کی ہو تو ہو نہ کہ شام و سحر کی چوٹ

ممکن نہین ہے حربہ تقدیر سے بچاؤ
رستم سے کب بچی ہے قضا و قدر کی چوٹ

سینہ کی میرے دیتی ہے داد اونکی ضرب دست
آہ کے پٹپٹہ ٹھونکتی ہے اس سپر کی چوٹ

پتھر لگاؤ تم کہ کرے چرخ سنگسار
ہم لینگے اپنے سینہ پہ آئی جدھر کی چوٹ

اوس نو عروس حسن کی چھتی مین کہانگے
تا رنج آفتاب و ترنج قمر کی چوٹ

ای بزم پھینکتے ہین وہ لکڑی رقیب سے
ایسا نہو کہین ادھر آئے اودھر کی چوٹ

(ردیف ثے)

دکھلا گیے خیال مین صورت عبث عبث
چمکا دی تمنے خواب مین قسمت عبث عبث

جیتے جی بوسہ لب شیرین نہ مل سکا
بٹتا ہی میرے نام کا شربت عبث عبث

جب وہ پکارینگے تو اوٹھونگا مین قبر سے
کیون صور پھونکتی ہی قیامت عبث عبث

عاشق ہین اپنی آگ مین آپہی جلے ہوئے
کرتی ہے گرمیان تپ فرقت عبث عبث

برساتے ہین وہ آٹھہ پہر گالیون کا مینہہ
آندھی کیطرح آئی طبیعت عبث عبث

کیا دبدبہ ہے جو مجکو ملاتے ہین خاک مین
ہی اونکے دل مین گرد کدورت عبث عبث

اونکی گلی مین ٹھوکرین کھاتا ہون چین سے
ناصح مین ترک کردون یہ نعمت عبث عبث

للّٰلہ آنکھ اوٹھا کے ادھر دیکھ لو ذرا
کرتی ہی منع تم کو نزاکت عبث عبث

گردش سے فایدہ نہین مانند گرد باد
دوڑا رہی ہے دشت مین وحشت عبث عبث

محروم اک نگاہ کرم سے ہین آج تک
آنکھون سے ہم نے کی تری خدمت عبث عبث

سرزد نہو گی بے ادبی میری خاک سے
دامن بچا ہوا سر تربت عبث عبث

منھدی مرے لہو کی ملینگے نہ یہ حسین
سینہ مین خون ہوتی ہی حسرت عبث عبث

دیکھا نہ ایکبار بھی سنہ پھیر کر ادھر
آئینہ بنگئی مری حیرت عبث عبث

کوتاہ خود ہین ہاتھ فقیرون کے منعمو
کھینچا ہے تم نے دامن دولت عبث عبث

نخت سیہ سے دنکو بھی عالم ہے راتکا
آئی ہے میرے گھر شب فرقت عبث عبث

فرماتے ہین کہ تو نہین تنہا جو آہین ہم
کی بیکسی نے میری رفاقت عبث عبث

ہوتا نہین گذر کبھی اونکی گلی مین بزم
کرتی ہے سعی گردش قسمت عبث عبث

جگنو ہین کے ہم سے چھپاتا ہے تو عبث
طالع ہوا ستارہ صبح گلو عبث

دزدات تیرے جلوہ کی ہی جستجو عبث
پاتے نگاہ دوڑتے ہین کو بکو عبث

لاکھا نہ ہونٹھہ کا ہو تو منھدی ہو پاونکی
آنکھین بہائی جائین نہ دل کا لہو عبث

خوشبو ہے میرے سنبل سودا مین قدرتی
کرتا ہے رشک وہ صنم مشکبو عبث

بندیکے واسطے اونہین موتی کی ہے تلاش
ہم نذر دیتے ہین گہر آبرو عبث

رخنہ ہماری اونکی صفائی مین پڑگیا
ای تار اشک تجکو ہے فکر رفو عبث

داغ دل رقیب ہے ننگ بہار عشق
کرتا ہے ناز یہ گل بے رنگ و بو عبث

کیا کام ہے بتونکے سفید و سیاہ سے
سودائے شام گیسو و صبح گلو عبث

دل مین غبار رکہکے صفائی سے فایدہ
باتین بگڑ بگڑ کے بناتا ہے تو عبث

برہم ہو شانہ دل صد چاک غیر سے
اوجہی ہے مجھسے زلف بت تند خو عبث

بجلی گری رقیب پہ کب میری آہ کی
جلتا ہے مجھسے دیدہ خورشید رو عبث

پاکیزگی ہے شرط عبادت کے واسطے
ہے تارک الصلوۃ کو شوق وضو عبث

خوشرنگ پھول کو ہے بری بو سے کیا غرض
ہوتا ہے بدمزاج تو ای خوبرو عبث

بے لوث ہوکے ملنے مین کیونکر آگیا عرق
پاکیزہ ہے لباس تو پھر شست و شو عبث

بادل نہین گہن نہین آندہی نہین نمین
پھر ہے کدورت ای بت خورشید رو عبث

عالم قتیل یاس ہوا اونکی بلا کڑہے
ڈوبی ہے خون دل مین مری آرزو عبث

عاشق کی موت سنکے جو کرتے ہین جشن عید
ای برہمن اونکے عشق مین مرتا تو عبث

(ردیف جیم)

دلکو محبوب کیون ہے اتنا رنج
نہ تو مجنون ہین ہم نہ لیلا رنج

جام می پھول تیری محفل باغ
دل مرا آبلہ ہے کانٹا رنج

چید کر نیش غمکو رگ رگ مین
دیکھتا ہے مرا تماشا رنج

کسطرح ہو کسیکا بیڑا پار
آدمی ہے حباب دریا رنج

کیون مرا خون دل ہے نارنجی
کسکی تلوار کا ہے پہل نارنج

اس بلانوش کا نہ پیٹ بھرا
کھا گیا لاکھون کا کلیجا رنج

ہے جگہہ اسکی ہر جگہہ دلمین
اس برائی پہ بھی ہے اچھا رنج

جی اٹھے قبر مین برائے عذاب
بیمحل ہو گیا مسیحا رنج

غم مرا یار کو خوش آتا ہے
اندنون ہے خوشی کا پتلا رنج

وہین پھوڑین ہم آبلے دلکے
جس بیابان کا ہو کانٹا رنج

فلک پیر کیون نہ مجھسے ہنسے
ہمہ تن درد ہون سراپا رنج

ید بیضا کی ہے اگر حسرت
آگ کا جیسے دست موسا رنج

ساتھہ اسنے دیا ہر آفت مین
وقت بد کا رفیق نکلا رنج

پیاس مین خون دل پیا مینے
بھوک مین پیٹ بھر کے کھایا رنج

غیر لایا دولائی اونکے لیے
آج ہے میرے لکھو دوہرا رنج

بات بھی جن سے اوٹھہ نہین سکتی
کسطرح وہ اوٹھائین صدہا رنج

غیر کو کوسکر مجھے کوسا
آج کہانا پڑا ہے جھوٹا رنج

غم بھی اک وضع پر نہین قایم
کبھی کم ہے کبھی زیادا رنج

غیرون سے وہ کھچین کہ ہمسے ملین
بزم اوسکی خوشی نہ اس کا رنج

پوچھو نہ میرے سامنے اغیار کا مزاج
ہے آگ میری آہ شرر بار کا مزاج

کیا خوش ہوای مسیح دل زار کا مزاج
بگڑا ہے اپنی لیست سی بیمار کا مزاج

پاکر موافق آہ شرر بار کا مزاج
ہر دم ہوا پہ ہے کرۂ نار کا مزاج

دے یا ندے اشارہ ابرو سے وہی جواب
پوچھے جو ماہ نو تری تلوار کا مزاج

جب سے ہی رطب و یابس دشت جنون میل
کیا معتدل ہے آبلہ و خار کا مزاج

تسلیم سر سے سنگ در یار کو کرون
آنکھون سے پوچھ لون در و دیوار کا مزاج

کوڑی کے مول بھی کوئی لیتا نہ اندنون
آتا جو بکنے یوسف بازار کا مزاج

عالی دماغ عرش سے اوس آستانکا ہے
پر یون سے بڑھ کے سایۂ دیوار کا مزاج

پوچھے نہ پوچھے وہ قدر انداز غم نہین
طالب ہے پرسش لب سوفار کا مزاج

جو ہاتھ باندھکر یہ کہین سب قبول ہے
مٹھی مین نوکرونکے ہی سردار کا مزاج

برسات میرے گریہ کی اوسکو جو ہے مضر
کیا بلغمی ہے ابر گہربار کا مزاج

برہم ہے زلف شانہ سے پھولون سے بد دماغ
آشفتہ نوکرون سے ہے سردار کا مزاج

آتش مزاج بلبل شیدا کی آہ گرم
بادی ہوائے موسم گلزار کا مزاج

منہدی ملی جو عاشق بیکس کے خون کی
یکرنگ ہو گیا بت عیار کا مزاج

ہوتی اگر نہ گرم طبیعت ہماری آہ
جلتا نہ ہم سے برق شرربار کا مزاج

جسدن سے منہ لگا لب شیرینکے آجتک
ملتا نہین کبھی دہن یار کا مزاج

پتھر سے سخت واعظ نادانکی بات چیت
شیشہ سے نازک اوس بت میخوار کا مزاج

کھینچی مگر اس نے شراب دو آتشہ
ہے گرم چوتھے درجہ مین خمار کا مزاج

کہتے ہین عجز جسکو تکبر ہے جسکا نام
مفلس کا یہ مزاج وہ زردار کا مزاج

ہوکر ترش حضور جو دیتے ہین جام مے
سرکے سے کم نہین ہے نمکخوار کا مزاج

مسّی نے کر دیا عرق نیلوفر شریک
بارد ہے آج شربت دیدار کا مزاج

مور ضعیف اپنی طبیعت فراق مین
کالا پہاڑ دیو شب تار کا مزاج

آندہی ہون مین نہ زلف طبیعت حضور کی
برہم ہے کیون غلام سے سرکار کا مزاج

سرگرم جلوہ ہو بت یوسف لقا اگر
ہو جائے حامر دم بازار کا مزاج

ذی علم کرتے ہین امرا کی خوشامدین
یہ جنس پوچھتی ہے خریدار کا مزاج

ای شیخ خوش لباسیو نپر ہے اگر غرور
پوچھینگے اب سے جبّہ و دستار کا مزاج

مفلس غرض شامد اہل دولکی جو چھوڑ دین
کوڑی نپوچھے درہم و دینار کا مزاج

زاہد جو لاغری مین ہے مغلوب غیظ کبر
کیا گرم خشک ہے بت پندار کا مزاج

زیور جو اہل سبحہ کو لاتا ہی دام مین
کیا دانہ زد ہے موتیون کے ہار کا مزاج

اک شب نہ سوے کوئی تو دن بھر ہے اودا س
اللہ رے اونکے طالع بیدار کا مزاج

ای رشک مہر عیسی گردون نشین سے بھی
نکلا نہ نسخہ خط رخسار کا مزاج

مدت ہوئی کہ تونے نظر سے گرا دیا
اب سنبھلے کس طرح ترے بیمار کا مزاج

مرچین عدو کو لگ گئین کہا جو میرے زخم
بھلا نجاے تیرے ستمگار کا مزاج

دیتے نہ غیر باڑہ اگر میرے قتل کی
ہوتا نہ تیز خنجر خونخوار کا مزاج

کیا منہ جو بار ناز جوانان باغ اوٹھائین
نازک ہے یون تو پھول سے دلدار کا مزاج

غالب ہے نشہ دیدہ پرفن پر آپ کے
غفلت کی بسمین ہے اسی ہشیار کا مزاج

کہائی ہے آنچ آتش می کی تمام عمر
پختہ ہو کسطرح نہ گنہگار کا مزاج

انگیا کے بند وصل کی شب بھی نہ بند رہے
دل کھولکر ملا نہ کبھی یار کا مزاج

بیحس ہے غیر اوس سے صفائی کی کیا امید
کیونکر ہو صاف صورت دیوار کا مزاج

توبہ نے غسل اشک ندامت سے دیدیا
پاکیزہ ہے تمہارے گنہگار کا مزاج

کچھ جائین ایک سو لی پہ لاکھون ہی پائمال
قایم اگر ہو فتنہ رفتار کا مزاج

اوس گل کے زخمیونکی جو صحبت ہوئی نصیب
رنگین ہوا ہے مرہم زنگار کا مزاج

حاصل ہوا مجھے عوض ہجر وصل یار
بدلا ہے آج چرخ ستمگار کا مزاج

ہمرنگ اونکو تیرے تلون نے کر لیا
ٹھیرا نہ ایک حال پر اغیار کا مزاج

مین رند عیش دوست ہون مسجد سے کام کیا
عادی ہے سیر خانۂ خمار کا مزاج

صیاد اگر قفس مین نہ آئے شمیم گل
بھلائے کون تازہ گرفتار کا مزاج

جسدن سے مسکن صنم دلنشین بنا
اعلے خلیل سے بھی ہے معمار کا مزاج

کشتی ہے پہنسکر اک بت کافر کی کف مین
بل بے اسیر حلقۂ زنار کا مزاج

نالون پہ پاٹ لیگا زبان جب سے شک گل
پوچھینگے عندلیب سے منقار کا مزاج

آب ہوائے دیر و حرم کیا بگڑ گئی
فاسد ہوا ہے کافر و دیندار کا مزاج

بازار روزگار مین بس ہو تو اندنون
دلّال بیچ ڈالین خریدار کا مزاج

مجھسے بگڑ کے ہو گئی اوسکی صلاح کار
قسمت مری بگاڑتی ہے یار کا مزاج

کرتے ہین کیون علاج تپ عشق چارہ گر
دق ہے شفا سے آپکے بیمار کا مزاج

دلکو جو گدگداتے ہین آکے اوسکے تیر
مایل مزاج پر ہے کماندار کا مزاج

پاس شکست دل اونہین دل توڑکر ہوا
پوچھا ہنسی سے شیشہ کی جھنکار کا مزاج

تا عطر بنکے تجھسے ہم آغوش ہو مدام
پھولون مین ملگیا تری عطار کا مزاج

قارون ہی مول لینے کو زیر زمین سے آئے
نیلام فی المثل جو ہو زردار کا مزاج

آئینہ بنکے دل جو مرا جائے عرش تک
پائے نہ تیری طوطی گفتار کا مزاج

ای بزم ہمسے اوس سے ہوئی صلح اندنون
اصلاح پر ہے ابتو دل زار کا مزاج

(ردیف چ)

کیون کرتی ہے عاشق سے توای زلف دوتا پیچ
دو دو دل سوزان کی تجھہ مین ہین سوا پیچ

ہمسر نہین ہونے کا کبھی زلف بتان سے
سنبل کو سکھاتی ہے عبث باد صبا پیچ

شانہ ہون نہ مو باف نہ موئے کمر یار
پھر مجھسے کرے زلف پریشان کی بلا پیچ

سہرا ہے بجلی ہی کے سر نور وضیا کا
سیکھے جو ترے شملہ سے ای ماہ لقا پیچ

لٹکے کیے افسون کیے جادو کیے کیا کیا
اوس زلف سیہ پر نے چلا پر نے چلا پیچ

ای دیو شب ہجر پچھاڑینگے تجھے ہم
جس روز بتا دیگی کوئی زلف رسا پیچ

بل سیکھے ہین اب ضحبت گیسوئے دوتا مین
موئے کمر یار مین پہلے تو نہ تھا پیچ

کیا فایدہ رسی مین جو جلکر بھی ہا بل
کہتا ہے ابای دو دل سوختہ کیا پیچ

چوٹی کے جو معشوق ہین ہو جائینگے سیدھے
ای بت دم رفتار جو پگڑیگا کہلا پیچ

اوس گیسو پیچا نکی محبت مین گئی جان
کیون تار کفن مین نہ پڑین بعد فنا پیچ

گتھی نئی پڑتی ہی یہان تار نفس مین
ہر وقت وہان تو کمر مین ہے نیا پیچ

کیا مجھ سے نگاہ فلک پیر ہو سیدھی
قسمت کے جدا پیچ ہین زلفونکے جدا پیچ

اوڑ کر تری تکل سے کہان جائینگی پریان
کرتا ہے شرارت سے تو بالا ہوا پیچ

بیوجہ بل اوس شوخکی تیور مین نہین ہے
سر رشتۂ تقدیر مین کوئی تو پڑا پیچ

طاقت نہی قید خم زلف مین ای بزم
کسطرح اوٹھائینگے گرفتار بلا پیچ

(ردیف ح)

اوس گل کو لیئے آتی ہے شاید سیر گہر صبح
آتی ہے لٹاتی ہوئی شبنم کے گہر صبح

لیجاتی ہے خفیہ جو پیام آہ سحر خیز
اوس راز سے کوئی نہین آگاہ مگر صبح

ہر شام نگاہون مین میری کالی بلا ہے
بنکر صفت دیو سفید آتی ہے ہر صبح

جب گھر سے ہو لکھا نکلتا ہے تو ای مہ
شبنم سی جھڑکتی ہے تری اگہذر صبح

گھونگٹ مین ہے خورشید رخ یار اوسیطرح
جس شعبدہ سے رکھتی ہے دامن مین شرر صبح

دن رات وہان شام جہان ہم ہین سیہ روز
جس گھر مین ہے وہ مہر وہان آٹھ پہر صبح

منہ دھوکے وہ خورشید جو کھاتا ہے گلوری
چاندی کا ورق ساتھ لیے آتی ہے ہر صبح

وہ آئین تو پرنور سیہ خانہ ہو دم مین
ممکن نہین پھیرے جو سفیدی مرے گھر صبح

خورشید رخ یار سے اوڑھ جاتی ہے شبنم
کر لیتی ہے خشک آکے وہان دامن تر صبح

حیرت زدہ ہے جلوہ می گیسو رخ سے
یہ دھوپ کدھر جاے ادھر شام ادھر صبح

پیری مین عجب ہر وقت ہے وصف لب خوبان
شیرینی گفتار سے ہے شیر و شکر صبح

روز سیہ ہجر سے آج ایسی ڈری ہے
آئینکی نہین گھر مین مرے بار دگر صبح

ہمراہ ترے جاتی ہے ایمہ مرے گھر سے
کس ساعت منحوس مین کرتی ہے سفر صبح

تارے کبھی ساتھ اسکے ہین سورج کبھی ہمراہ
لاتی ہے تصدق کو ترے نقرہ و زر صبح

پوشاک سنہری بھی روپہلی بھی ہے تیری
دن رات کبھی دن ہے کبھی شام و سحر صبح

پیری مین مہیا رہ ملک عدم ہو
بند ہوا تی ہے ہر ایک مسافر کی کمر صبح

کیون ذرہ صفت بزم کی تقدیر نہ چمکے
ای مہر ترے آئینکی دیتی ہے خبر صبح

یہ کیسی لوٹ مچا دی ہے لوٹ گھر کیطرح
کہ دل بھی صاف اوڑا لیگئی جگر کیطرح

جو بھڑکے داغ جنون مہر شعلہ ور کیطرح
کرون مین چاک گریبان ابھی سحر کیطرح

جنون مین نامی ہون مین قیس نامور کیطرح
دیار عشق مین مشہور ہون خبر کیطرح

کبھی نہ گلشن ایجاد مین چلا تنکر
جھکا رہا مین سدا نخل بار ور کیطرح

کسی سوال کا ملتا نہین جواب اُنسے
دہن بھی کیا نہین رکھتے ہین بت کمر کیطرح

مقابلہ ہے نزاکت سے ناتوانی کا
یہان بھی جسم ہی عاشق کا ہے کمر کیطرح

ہمارے قتل کو خنجر نہ اوٹھہ سکا اونسے
کلائی اونکی لچکنے لگی کمر کیطرح

جو چاہی آبرو اوبھری کبھی نہ مثل حباب
ہمیشہ بحر جہان مین رہی گہر کیطرح

کسی طرح کا تکلف نہ تم کرو ایجان
ہمارے دل مین چلے آؤ اپنے گھر کیطرح

سنان سے کم نہین تنکا جو اونکی ناک مین ہے
یہ پھانس دل مین کھٹکتی ہی نیشتر کیطرح

یہ بات روضہ رضوانکو ہو کہان سے نصیب
زمانے بھر سے نرالی ہے اونکے گھر کیطرح

وہ شمع رو جو رہا بزم غیر مین شب بھر
جلا کیا مرے پہلو مین دل اگر کیطرح

حنا کیطرح جماتے ہین رنگ غیر اپنا
اوکھاڑتے ہین مجھے وہ نئے شجر کیطرح

ہے ایک چال پہ گردش سیاہ بختی کی
کبھی یہ رنگ بدلتی نہین سپہر کیطرح

جہان کی سیر مین کرتا رہا ہون گھر بیٹھے
ہوا نہ دور وطن سے کبھی نظر کیطرح

جو لوگ صاحب فہم و خرد ہین دنیا مین
وہ عیب بھی کوئی کرتے ہین تو ہنر کیطرح

یہ لو لگی ہے مرے دل کی آبرو بڑھجاے
تم اپنے کان مین رکھو اگر گہر کیطرح

نہ قاصدی کو ملا جب کوئی زمانے مین
ہمارے ہوش اوڑے مرغ نامہ بر کیطرح

بتایئے مجھے پھر اور کیا نظر مین سمائے
جب آپ آنکھو مین ہر دم ہین نظر کیطرح

سوای تیرے نہین سوجھتا ہے لکو کوئی
بند ہا ہے شعبدۂ عشق سی نظر کیطرح

ہر ایک چرخ تھا حیرت سے دیدہ عینک
بنی گذر گیے افلاک سے نظر کیطرح

کچھ اعتبار نہین قول و فعل کا اونکے
زبان اور وہ بدلنے لگے نظر کیطرح

تمہاری شوخیونکا جب تو ہونگا مین قایل
کہ بوسہ دیکے کوئی پھیر لو نظر کیطرح

کبھی نہ کیجیو ایدل حسینون سے الفت
یہ آنکھہ پھیرتے ہین طوطے کی نظر کیطرح

بڑہا ہے ضعف مین نازک مزاجیونکا یہ زور
کہ اتبو بات بھی اوٹھتی نہین ہے سر کیطرح

ہمارے دل مین جو آجاؤ میرے جان کبھی
لگائین تمکو کلیجے سے ہم جگر کیطرح

خدا بچاے حسینونکی سحر بازی سے
یہ لوگ دل بھی چرا لیتے ہین نظر کیطرح

فراق تیغ گوارا نہین ہے بسمل کو
کہ خون روتا ہے ہر زخم چشم تر کیطرح

وفا شعار ہے یہ بزم آزما لیجے
فدا ہے جان بھی اسکی دل و جگر کیطرح

(ردیف خے)

کسقدر آب سرشک ای بت خونخوار ہے سرخ
اندرون رنگ محل کی تری دیوار ہے سرخ

لال موباف ہے چوٹی مین سنہرا تعویذ
کفچہ مار طلائی بدن مار ہے سرخ

رنگ غصہ کا ہے یا کسی کشتہ کا لہو
مئی گلرنگ ہے یا شربت دیدار ہے سرخ

سر چڑھا ہے کسی گستاخ کا خون ناحق
ہم نمانینگے کہ دستار ہے سرخ

خواب مین کیا نظر آئے ہین شہیدان وفا
آج کیا ہے جو تری نرگس بیمار ہے سرخ

میرے قدمون سے لگی پھرتی ہے جنگل مین بہار
پاؤنکے خون سے ہر نیشتر خار ہے سرخ

قصر مینا سے برآمد ہوئی کیا لال پری
تیری محفل کا جو رنگ اے بت خونخوار ہے سرخ

چھولیا دست حنابستہ سے اپنے شاید
آج سنتا ہون کہ موئے کمر یار ہے سرخ

پھر گیا آنکھو نمین شاید وہی خونخوار ایل
زخم کیطرح جو ہر دیدۂ بیدار ہے سرخ

کیا کسی گل نے کیا خون جوانان چمن
لعل کیطرح ہر اک بلبل گلزار ہے سرخ

نقد جان دیکے ملی جنس شہادت شاید
کیا خوشی ہوگئی جو روی خریدار ہے سرخ

بہتے ہین یا دل بیتاب مین رنگین آنسو
مثل یاقوت ہر اک گوہر شہوار ہے سرخ

کیا اوٹھایا ہے مرے قتل کا بیڑا اس نے
اے کمانداز نہایت لب سوفار ہے سرخ

ملگیا رنگ مین کیا زخم دل پر خونکے
بڑھکے شنجرف سے کیون مہر نگار ہے سرخ

شفق تازہ ہے پھولی ہوئی بالا زمین
آج پوشاک تری اے بت خونخوار ہے سرخ

غرق ہے خون مین کس عاشق بیکے کیئے
شاخ مرجان سے سوا آپکی تلوار ہے سرخ

پھرتے ہین آنکھون مین وہ پاکھنائی دی برہم

اندنون دامن نظارہ کا ہر تار ہے سرخ

کر قتل مجھے شوق سے پوشاک پہن سرخ
میرے کی مانند ہو قاتل ہمہ تن سرخ

غصہ سے ترا منہ جو ہوا رشک چمن سرخ
تلوار کے بیڑی سے ہوا زخمو کا دہن سرخ

بدلی مئی گلرنگ نے ہر شیشہ کی رنگت
سرخاب کی صورت ہوئی طوطی کا بدن سرخ

یہ میوہ پختہ خط عارض نے کیا خام
پھر سبز ہوا پہلے تو تھا سیب ذقن سرخ

وحشت مین ہوا جوش جنون کف پا کا
ہر فصل مین امسال ہا ڈھاک کا بن سرخ

تعویذ عقیق آپکی چوٹی مین بندھا ہے
اس مار سیہ کا نظر آیا ہمین پہن سرخ

ہر وقت شفق پھولی ہے اطراف عدم مین
اس مرتبہ ہین تیرے شہیدونکے کفن سرخ

فیض دل خون گشتہ بلبل کی بدولت
زخمونکی طرح ہوگئے گلہائے چمن سرخ

منظور شہادت تکو ہوئی اپنی نمود آپ
پہلے تو تھے تیرے شہیدونکے کفن سرخ

ان سرخیون مین گم نہو کیونکر جنون تمنا
پوشاک تری سرخ دہن سرخ بدن سرخ

گلرنگ نقاب اوس رخ روشن پہ نہین ہے
نیرنگ تجلی سے ہوا چاند گہن سرخ

خون سر وحشی سے ہین ترسنگ ملامت
ہر سمت عقیق آئے نظر سیکڑون من سرخ

سن پائے جو خون دل غمناک سے ہمرنگ
دنیا مین نہ پہنے کہین پوشاک دلمن سرخ

ہم زرد ہوئے نام غریبی کی بدولت
ہونید اگر ہے شفق صبح وطن سرخ

آہ دلِ پرخون کے دھوئین سے شب غم مین
ہو چشم کو اکب ابھی ای چرخ کہن سرخ

خونِ دلِ پروانہ جو تاثیر دکھائے
آنسو ترے نکلا کرین ای شمع لگن سرخ

گل کہاتے ہین اغیار ترے چہلے کی شاید
کیون ہو گئے ہیو جہ مرے زخم کہن سرخ

وصف لب میگون کے جو ای بزم مین میر شعر
ہو نشۂ صہبا سے رخ اہل سخن سرخ

(ردیف دال)

نشہ کرنیکا نہین جلوہ گری میرے بعد
سوگ مین بیٹھی گی شیشہ کی پری میرے بعد

کبھی ساقی نے گلابی جو بھری میرے بعد
خون رونے لگی شیشہ کی پری میرے بعد

گرمیان شعلۂ رخ کی ہوئین ٹھنڈی ایدل
ہو گیا حسن چراغ سحری میرے بعد

ایجنون قد مجھی تک ہی سوائی کی
ٹھوکرین کہاتی ہے اب دربدری میرے بعد

کوچۂ عشق کمر کا نہو کیون رستا بند
نہ رہا کوئی عدم کا سفری میرے بعد

دیکھکر خواب عدم مین مجھے بیہوش ہوئے
حشر تک غش مین رہی بیخبری میرے بعد

چشم جوہر سے پس قتل بہینگے آنسو
آب شمشیر کی پہلے گی تری میرے بعد

یاد کرکے مجھے گلیون مین اوڑاتی ہے خاک
بال کہولے ہوئے آشفتہ سری میرے بعد

نقد دل دیکے کوئی جنس ستم کیا لیگا
نہ لگے گی کبھی پھر یہ گذری میرے بعد

لعل سخت دل ابھی نذر کو حاضر ہے مگر
نہ ملے گا یہ عقیق جگری میرے بعد

دل ہین دے کون جگہہ روشنیٔ عارضکو
خاک پر لوٹتی ہے جلوہ گری میرے بعد

تھے رگ جان ہی تک ایجان نزاکت کے پیچ
بل کی لیگی نہ تری سو کمری میرے بعد

عید قربانی عاشق ہین تو واجب ہے بناؤ
کیون پہنتے نہین تم رخت زری میرے بعد

خوش دماغ اور کوئی مل نہ سکے گا مجھسا
وہ نہ اوڑہینگے ڈوپٹا اگری میرے بعد

ہین نہین تو نہ سہی اور رہین لاکھون میخوار
اوڑکے جائیگی کہان لال پری میرے بعد

نفس سرد ہم آواز نہ ہمدم نالے
آہین بہرتی ہے نسیم سحری میرے بعد

خون دل سے نہین اب سینچنے والا کوئی
کسطرح کشت محبت ہو ہری میرے بعد

گرم آہین مری یاد آئین نہ اکدن ای مرہم
ٹھنڈی سانس ایک بہی اوس نے بھری میرے بعد

سہیلی

اوس بد دماغ کو کوئی چیز آئے کیا پسند
تکیہ کلام ہو گیا ہو جس کا ناپسند

نقد دل خراب کرے گا وہ کیا پسند
اوس سیمتن کو مال ہے شاید کہر پسند

ہمکو وفا پسند ہے اونکو دغا پسند
یہ ناپسند اونہین تو ہمین ہے وہ ناپسند

کرتا ہے فقر قاقم و سنجاب ناپسند
فرش زمین پسند ہے یا بوریا پسند

آئی ہے دلکو دختر رز کی ادا پسند
ہمنے پر یکو شیش محل کی کیا پسند

زاہد نماز و روزہ کی تخصیص کچھ نہین
اچھا وہی عمل ہے جو کرلے خدا پسند

ہر ماہ چاند دیکھکے کرتا ہون یہ دعا
آجاے تیغ یار کو میرا گلا پسند

معشوق بھی ہے پاس مئی خوشگوار بھی
دل کیا پسند کرتا ہے اب آنکھہ کیا پسند

سینہ بھی ہے کلیجہ بھی ہے اور دل بھی ہے
ای تیر یار تجکو ہے ان سبمین کیا پسند

قسمت مین کیا لکھی ہے مرے جنگلونکی سیر
کیون دیس نا پسند ہے کیون جوگیا پسند

دلکو تعلقات سے نفرت ہے اسقدر
دامن نہ جسمین ہو ہمین ہے وہ قبا پسند

کیا صاف خون دلکا مرے رنگ اوڑالیا
یہ دست برد تو نہین دزد حنا پسند

یہان فکر یہ کہ آنکھہ لڑے جب تو دل ملے
وہان قہر وہ کہ اونکو ہے شرم و حیا پسند

جینا وبال کردیا زلف سیاہ نے
اچھی ہمارے دلکو یہ آئی بلا پسند

دو دنکے بھی قیام مین ہین لاکھہ آفتین
کیون ہے مسافرونکو جہانکی سرا پسند

اوجھا جو جاکے گیسوے پیچان مین یار کے
کیا سر کا بال شیشۂ دل نے کیا پسند

اوس گلبدن نے ٹانکی ہے نیفہ مین کیون نہ
اپنی کمر کا لچکا تھا کیا اوسکو نا پسند

درگاہ کبریا مین جو عرضی ہے بھیجنی
نامہ بری کو آیا ہے مرغ دعا پسند

دل لیگیا جو نذر کو مین دیکھے نصیب
سر سے مرے وہ مارکے بولے کہ نا پسند

جلوہ کسی کا روز گراتا ہے بجلیان
آنکھون نے جب سے طور کا سر سہ کیا پسند

گردون نے اس مہینے مین پہنائین بیڑیان — آیا جو مجکو چاند ترے طوق کا پسند
دونون جہان مین چنے لیے اچھے سے دو مکان — جنت وہان پسند یہان کربلا پسند

ای بزم وصل مین ہی کچھ گفتگو ہوی
مین خامشی پسند ہون وہ بت حیا پسند

(ردیف ڈال)

رخ سے کرتا ہے خط یار گھمنڈ — گل سے اب کرنے لگے خار گھمنڈ
کس نے بیچا سر بازار گھمنڈ — آج کرتے ہین خریدار گھمنڈ
پہانسے رکھتے ہین یہی چار اونہین — روٹھنا سرکشی انکار گھمنڈ
پاس ہوتا تو تیرے شہر مین ہم — بیچ لیتے سر بازار گھمنڈ
عجز نے اونکی خوشامد جب کی — ہوگیا لڑنے کو طیار گھمنڈ
جھککے ملکر بھی کبھی رہتی ہے — کرتی ہے آپکی تلوار گھمنڈ
بیڑیان میری بھی تجھسے نہین کم — نکرای گیسوی خمدار گھمنڈ
اسطرح آپکو مجھسے نفرت — جسطرح عجز سے بیزار گھمنڈ
فتنہ سے ہے قد کوتہ مغرور — حشر سے کرتی ہے رفتار گھمنڈ
آنکھہ بھی ہمسے ملاتے نہین اب — کرتے ہین روزن دیوار گھمنڈ

نشہ مین بی نہین جھکتا ہم سے
بڑھکے تم سے بی ہے ہشیار گھمنڈ

ہم کھینچینگے نہ جھکیگا وہ بت
عجز مجبور ہے ناچار گھمنڈ

دونونکو ہمنے چڑہایا سر پر
نہ وہ مجرم نہ گنہگار گھمنڈ

بخت اغیار بہی تو ہین بیدار
کیا کرے دیدۂ بیدار گھمنڈ

اب ملازم ہے تواضع اونکی
کہین ہوجائے نہ بیکار گھمنڈ

مانگ تم موتیون سے بہر کے دکہاؤ
کہکشان کرتی ہے ہر بار گھمنڈ

اونکو دل دیکے نہ پہولو اے نسیم
اسی برتے پہ میرے یار گھمنڈ

(ردیف ذال)

رکہون ای گل تری نامہ کا جو سر پر کاغذ
خط تقدیر کا ہو جاے معطر کاغذ

اونکے دربار سے مین نکلون تو نکلون لیکن
میری عرضی کا نہو داخل دفتر کاغذ

خط مین لکہنے ہین مجہے رنگ طلائی کی وصف
کاغذ زر سے بی قیمت مین ہو بڑہکر کاغذ

سوگواران محبت کا جو خط چاک کرو
سینہ کوبی کی بہی آواز ہے پہٹکر کاغذ

کہینچنی ہے مجہے اوس نور کے پیکر کی شبیہ
ورق عارض یوسف سے ہو بڑہکر کاغذ

وصف لکہنے مین اگر شرم بہری آنکہونکا
ای پری سرمہ کی پڑیا ہو سمٹکر کاغذ

تیرے اتوکے شلوکے کی جو کینچون تصویر
نقش پیدا کرے بمینت مسطر کاغذ

میرے دلمین جو گرہ ہوتی ہے کھلجاتی ہے
آپ بھجواتے ہین ناخن سے جو لکھکر کاغذ

خط مجھے لکھتے ہو کیون غیر کے مرنے کے لئے
نہ تو برچھی ہے نہ تلوار نہ خنجر کاغذ

خط مرا پھینکدیا یار نے پڑھکر شاید
آج منقار مین لاتا ہے کبوتر کاغذ

وہ شہ حسن جو لکھے مری عرضی پر حکم
بنے آئینہ اقبال سکندر کاغذ

خط مرا پڑھکے پسینا اونہین کیا آیگا
دم تحریر جو اشکون سے ہوا تر کاغذ

افعی زلف کے اوصاف مجھے لکھنے ہین
مہرہ مار کا محتاج ہوا سر کاغذ

ہر جگہہ کھچتی ہے اوس چشم سیہ کی تصویر
بنتے ہین آہوونکے پوست کے گھر گھر کاغذ

زلف کے وصف مین اشعار رقم کرتا ہون
خط مشکین کو ہے درکار معنبر کاغذ

مدحت قد کشیدہ نے بہت کھینچا طول
کیون پہونچ جانہ تا عرصہ محشر کاغذ

آمد و شد ہے شب و روز خطونکی ای برق
رات بھر لکھتے ہین ہم پڑھتے ہین دن بھر کاغذ

(ردیف رے)

بام پر ہے وہ پری نور کا چھپکا سر پر
پاؤنکے نیچے فلک عقد ثریا سر پر

سرخ مو باف نہین ای گل رعنا سر پر
چڑھگیا ہے یہ مرا خون تمنا سر پر

پیچ تقدیر کے دوران سر آسیب جنون
آفتین آئین شب ہجر مین کیا کیا سر پر

اس مین دیدار کا وعدہ ہے وہ ہے حکم ازل
خط ترا آنکھون پہ تقدیر کا لکھا سر پر

نہ مین مجرائی کسیکا ہون نہ درباری ہون
پھر بھی تقدیر کے پیچونکا ہے شملا سر پر

ابکے موسم مین دلہن بنکے بہار آئی ہے
سرخ ہے رخت بدن پھولونکا سہرا سر پر

اندنون حسن کا اقبال چمکتا ہی بہت
اختر بخت ہے یا ہیرے کا ٹیکا سر پر

ای صنم غیر ہی کی بات کی برداشت نہین
کہو تو نالے اوٹھائے پھرین دنیا سر پر

اسقدر آپکی زلفونکی بلائین لین ہین
کہ ہے اب سیکڑون آسیبونکا جلسا سر پر

جن اگر ہو تو اوتارے کوئی افسون اسے
ای پری ہے تری دیوار کا سایا سر پر

ظل الطاف ہے مطلوب کسی خوشقد کا
نہین درکار مجھے سایہ طوبا سر پر

جو کڑی پڑ گئی زندانمین بے رحشی پر
دل یہ سمجھا کہ پڑا ہے کوئی تنکا سر پر

نافہ مشک کے دلپر جو لگا ہے گھونسا
کس نے باندھا ہے نئی قطع کا جوڑا سر پر

کیا وہان غیر نے کنگھی نہین کی بالون مین
نہین چلتا ہے یہان آج جو آرا سر پر

سوگ کس عاشق گیسو کا تمہین رکھنا ہے
کیون ٹھہرتا نہین ایجان دوپٹا سر پر

بالون سے آتی ہے عطر گل فردوس کی بو
آیگا کون شہید ای گل رعنا سر پر

بزم کو کیون در قاآن پہ لیے جاتا ہے

کیا اجل کھیلتی ہے ای دل شیدا سر پر

یون تو مین نہین ہون ترے فرمان سے باہر
چاہون جو نہ تجکو یہ ہے امکان سے باہر

اوس روی کتابی پہ پسینا ہے نہ غازہ
شاید ہے تر و خشک اسی قرآن سے باہر

مرکر بھی مین وحشت ہی کی قابو مین ہونگا
خاکا اوڑکے نہ جائے گی بیابان سے باہر

ہے قبضۂ قدرت مین غم عشق حقیقی
ای چرخ یہ کھانا ہے تری خوان سے باہر

ڈہوڑہی مین محل کی ہمین جو چاہے سنا لے
سمجھینگے کسیدن ترے دربان سے باہر

گوش دل و جان مین ہین امانت تری باتین
موتی کبھی نکلینگے نہ اس کان سے باہر

گھر بیٹھے ہو کسطرح ترے حسن کا شہرہ
یوسف کو ملا مرتبہ کنعان سے باہر

پھر نکلین مہر و چمک کر تو مین جانون
بے پردہ اگر آؤ تم ایوان سے باہر

وہ بستۂ زنجیر خموشی ہون کہ تا حشر
نکلے مرے نالے بھی نہ زندان سے باہر

چار و نطرف اکدم مین نئی چاندنی چھٹکی
شب کو جو نکل آئے وہ الان سے باہر

نشہ مین اونہین کے مجھے درکار ہین بوسے
جو پستۂ خندان ہین گزک دان سے باہر

سجدہ تمہین کر بیٹھینگے کفار و مسلمان
ایکے بھی اگر آؤ گے اس شان سے باہر

اب ہاتھہ مرا گردن نازک مین پڑا ہے
ہوگا نہ گلا اون کا گریبان سے باہر

ثابت قدم معرکہ آپہنچے ابای عشق
سر دیکے بھی جائینگے نہ میدان سے باہر

غیرونکی تصور مین رسائی ہوئی کیونکر
کس وقت گیے آپ مرے دھیان سے باہر

اوصاف قدیار بھی موزون کرو ای بزم
کیون نور کا مصرع رہے دیوان سے باہر

صد چاک دل ہے سبزہ رخسار دیکھکر
آلے ہین زخم مرہم زنگار دیکھکر

کڑھتا ہے اہل ظلم کو ناچار دیکھکر
گریان ہے زخم خندہ سوفار دیکھکر

پرنم ہون آنکھین حال دل زار دیکھکر
بیمار روئین صورت بیمار دیکھکر

ٹھنڈی ہوی ہے آتش حسن بتان دہر
اوس شعلہ رو کی گرمی بازار دیکھکر

اللہ رے تیرگی تری فرقت کی رات کی
پھر پھر گئی اجل بھی شب تار دیکھکر

کیا لاغری سے بنگیا ہون شاخ زعفران
ہنستے ہین کیون وہ میرا تن زار دیکھکر

برسون مجھے رولایا ہے دندان یار نے
لڑیان بندہی ہین یہ در شہوار دیکھکر

آتے تو ہین فلک سے مسیحا علاج کو
نبضین چھٹین گی صورت بیمار دیکھکر

مجکو یہ ڈر ہے موے کمر مین نہ بل پڑے
زلفونکو چھوڑیے گا تو سرکار دیکھکر

سچ کہدے ای فراق بتان خیریت تو ہے
روتے ہین آج کیون مجھے غمخوار دیکھکر

تسبیح شیخ پڑھتا ہے اوس تبکے نام کی
دانا پھنسا ہے دام مین زنار دیکھکر

کیونکر فدا نہ اپنے دم واپسین پہ ہون
روتے ہین وہ بھی موتکے آثار دیکھکر

مانی سے بھی مکان کا نقشہ نہ کھچ سکا
تصویر بنگیا تری دیوار دیکھکر

دیتا ہے کون ساتھہ مریض فراق کا
ٹھہری نہ روح بھی مجھے بیمار دیکھکر

جرات گناہ کرنیکی عاصی کو بڑھگئی
رحمت کو تیری ای مرے غفار دیکھکر

دل سب سے پہلے عشق مین دیوانہ ہوگیا
رکھا تھا اسکو پہلو مین ہشیار دیکھکر

جی چاہتا ہے دامن تر خشک کیجئے
تیز آفتاب بادۂ گلنار دیکھکر

کی ہمنے سیر مسکدۂ ہستی و عدم
بیہوش دیکھکر کہین ہشیار دیکھکر

ای تیغ یار شور ہے تیرا جہان مین
دریا کا دل ہے آب تری دھار دیکھکر

مرتے نہین ہین بسمل ابرو حضور کے
کیا موت کٹ گئی ہے یہ تلوار دیکھکر

ای فتنۂ جہان یہ قیامت کی چال ہے
محشر بھی چھپ رہا تری رفتار دیکھکر

ایمان بت پرست بھی لاتے ہین سیکڑون
پتھر مین ای خدا ترے اسرار دیکھکر

وحشت مین کرکے جیب و گریبان کی دھجیان
بڑھتے ہین ہاتھہ دامن کہسار دیکھکر

قاتل کو قتل ہر کس و ناکس سے عار ہے
خنجر کو حکم ہے کہ گنہگار دیکھکر

مشتاق پایمالی ہین لاکھون ہی ناتوان
او جانیوالے راہ مین ہین خار دیکھکر

حیدر سے سب کرینگے قیامت مین التجا
مختار کارخانۂ مختار دیکھکر

کم خار زار سے نہین ای بزم باغ دہر

رکھنا قدم سنبھل کے خبردار دیکھکر

مرتبہ ملگیا کیا کعبہ سے باہر ہوکر
شان حق بت بہی خدائی کرین تہر ہوکر

بے سبب اوٹھہ گیے وہ مجھسے مکدر ہوکر
پھر گیا آج نصیب امرا یا در ہوکر

بیقراری نے تہ تیغ ٹھہرنے نہ دیا
دل نے کیا بات بگاڑی مری مضطر ہوکر

نامہ بر کا نملا جب کسیصورت سے نشان
ہوش خود کر گیے پرواز کبوتر ہوکر

جلوہ افگن ہوا گر وہ شہ خوبان جہان
چمکے دل آینہ بخت سکندر ہوکر

جوش کہا تا ہے یم غم نے یہانتک دلمین
چشمہ چشم سے امڈا ہے سمندر ہوکر

آپکے چاہ ذقن مین مرا دل ڈوبگیا
بحر امواج محبت کا شناور ہوکر

اونکا پیغام سناتا ہے زبانی ہمکو
نامہ بر اپنا پھر آیا ہے پیمبر ہوکر

تیغ سفاک نے بخشا ہے یہ خلعت ہمکو
دامن زخم کفن بنگیا چادر ہوکر

سخت جانی مری کچھہ کام نہ آئی افسوس
کاش رہتی ترے دروازہ کا پتھر ہوکر

اوس سے کس چال سے پائگی قیامت بازی
جسکی رفتار سے رہجاتا ہی محشر ہوکر

کر دیا ہجر نے اس درجہ ذلیل اور خفیف
اونکی آنکھون مین سبک ہو گیا لاغر ہوکر

فتح پاتے تہے ہر اک جنگ مین جو مالک ملک
موت سے ہار گیے صاحب لشکر ہوکر

کوچہ عشق مین دل نے تو بتایا رستا
خضر بہی آئے نہ اس راہ مین رہبر ہوکر

کیا ترے کانکے تنکے نے غضب ڈہایا ہے
دل مین یہ پہانس چبہا کرتی ہے نشتر ہوکر

جبہ سائی کا مٹا داغ نہ پیشانی سے
رہگیا ماتھے پہ تحریر مقدر ہوکر

دیکھہ اچہا نہین آئین یہ ای آئینہ
خود نما ہو نہ کبہی صاحب جوہر ہوکر

عاشق زار کا لاشہ نملا بعد فنا
بنگیا تار کفن ہجر مین لاغر ہوکر

بزم عالم مین جسے دیکہئے بیخود ہے وہ
دور کرتا ہے فلک گردش ساغر ہوکر

کوئی غصہ مین نہ اوس پردہ نشین کو لانا
اک غضب ڈہائیگا وہ جامہ سے باہر ہوکر

نہ ہٹا دایرہ کوچہ جانان سے قدم
بزم پھرتا رہا پرکار کا چکر ہوکر

ہم پہن کر کفن ای موت نکلتے کیونکر
وصل کی عید تہی کپڑے نہ بدلتے کیونکر

پاؤن مین ملکے حنا خونکی چلتے کیونکر
یہ بہی مانا تو مرے دل سے نکلتے کیونکر

نوک جہونک آبلہ و خار مین ہوتی نہ اگر
دشت مین آپکے دیوانے بہلتے کیونکر

باغکو ملتی نہ ہر شب جو تمہاری اوترن
صبحدم گل نئی پوشاک بدلتے کیونکر

دم خلوت جو زبان اپنی نہ دیتے اغیار
کرکے اقرار وصال آپ بدلتے کیونکر

قلب تہا عشق لب یار مین ٹکڑے ٹکڑے
سنہ سے ہم لعل بدخشان نہ اوگلتے کیونکر

اسقدر رہبر کہان جاتی جنازہ سے تہے
روح کے ساتہہ سب ارمان نکلتے کیونکر

دم مین لاکر جو اجل باڑہ ندیتی مجکو
تیغ کی چال مرے ساتھہ وہ چلتے کیونکر

اپنی آنکھین نہ بچاتے جو ترے کوچے مین
راہ پائے نگہہ شوق سے چلتے کیونکر

آبلے دل مین جگر مین اگر پڑتے داغ
چمن عشق مین ہم پھولتے پھلتے کیونکر

اشک گرم آکے جو آہ نے نکر دیتے نرم
دانے ہر پاؤنکی زنجیر کے گلتے کیونکر

کرتے ہین شمع قدیار کے موروں اوصاف
نور کے سانچے مین مضمون نہ ڈھلتے کیونکر

دور کرتا جو نہ مین دل سے بتونکی الفت
میری چھاتی سے یہ پتھر کہو ٹلتے کیونکر

روکتے برق تبسم کو اگر تیرے ہونٹہہ
لاکھون دل آتش یاقوت سے جلتے کیونکر

دیکھکر جست تری کھیل مین اے طفل حسین
عشق بازونکے کلیجے نہ اوچلتے کیونکر

روک سکتا ہے کوئی گرتی ہوئی بجلی کو
تیرے بیتاب سنبھالے سے سنبھلتے کیونکر

قوت بلبل کا ہے نظارہ گل ای صیاد
رزق پاتے نہ گرفتار تو پلتے کیونکر

آہ میری نہ اگر بڑہکے عصا بنجاتی
جھک گئے تھے فلک پیر سنبھلتے کیونکر

جلوہ داغ دل داغ جگر کیا چھپتے
چاند سورج نہ شب و روز نکلتے کیونکر

دم بخود ہین ادب حسن سے بانکے ترچھے
طفل اشک اپنے ترے آگے مچلتے کیونکر

نرم ہوتے ہین کہین گرم ہوا سے پتھر
دل تو تھے مری آہون سے پگھلتے کیونکر

آنکھونکے گہوارہ مین پلتے کیونکر

بھولکر میرے لہو کی جو لگاتے مہندی
دیکھتا مین کف افسوس نہ ملتے کیونکر

چلدئے دور سے وہ شکل دکہاکر اپنی بزم
ہای دم بہر مین سب ارمان نکلتے کیونکر

جاگ کر ہم کرتے ہین اختر شماری رات بہر
چین سے سو رہتی ہی قسمت ہماری رات بہر

اک طلائی رنگ سے ہی ہمکناری رات بہر
یار کے سونے سے ہی چاندی ہماری رات بہر

زلفون والونکو ہمارے آہو دل کی ہی تاک
پھرتے ہین اس صید کے پیچھے شکاری رات بہر

صوفیونمین گاکے اوٹھہ جاتا ہی وہ طفل حسین
حال لاتی ہی ہماری بیقراری رات بہر

ہجر جانانمین بہی ہم تنہا نہین ہین ای فلک
بیکسی ہی ساتھہ دن بہر بیقراری رات بہر

وصل مین کہلنے نہین دیتی تری آواز کو
اپنے پردونمین چہپاتی ہی ستاری رات بہر

ناز [illegible] ان عشق گیسو کو سمجھکر پہلوان
کشتیان لڑتی گیا کیا بیقراری رات بہر

ہجر مین ہی جانکنی ہی انتظار یار بہی
دم شماری دنکو ہی اختر شماری رات بہر

وصل کی شب یار کے زانو پہ اپنا سر رہا
مخملی تکیہ پہ تہی گردن ہماری رات بہر

خاک پر لوٹی جو برق طور پرتو سا سحر
جلوہ گر تہی کس کے دامنکی کناری رات بہر

میری شہر گرنازکیون کرتی نہ چوما
تہی گلے مین وہ کلائی پیاری پیاری رات بہر

کسکی گردنکو کہین ہوتا طوق
ایسا نصیب
تہی گلے مین وہ کلائی پیاری پیاری رات بہر

میری گردن سے چمک مین جھلتی تھی شمع طور
تھی گلے مین وہ کلائی پیاری پیاری رات بھر

جان بھی اکاش جاتی ساتھ ہی اوسکے فلک
تھی گلے مین وہ کلائی پیاری پیاری رات بھر

اپنی گردنکے مین بوسے کسطرح لون کبا کرون
تھی گلے مین وہ کلائی پیاری پیاری رات بھر

زعفرانی کس قمر سیمانے پہنا تھا لباس
کس لیے ہنستے تھے مجھپر خم کاری رات بھر

صبح تک پہرے ہین کوچہ مین رہے مشعل بکف
پاسبانی کرتی ہین آہین ہماری رات بھر

چوسکے دست ہوس چوری سے تمکو کسطرح
خوابمین دیتی ہی پہرا ہوشیاری رات بھر

صبح تک نشہ دوبالا تھا شراب نور کا
آنکھونمین پھرتی تھی چشم خماری رات بھر

وصل مین بھی وہ ہوا گھوڑے کا ڈورے نہین
شام سے طیار تھے انکی سواری رات بھر

آگرہ مین آئے ہم ای بزمر دل خوش ہوگیا
تھا سفر مین رنج دن بھر اور زاری رات بھر

شیشے فرقت مین ہین نالان دل محزون ہوکر
جام روتے ہین لہو دیدہ پرخون ہوکر

چرخ قسمت جو مری بخت ہمایون ہوکر
دود دل ناز کرے گیسوے شبگون ہوکر

ناصحو نکو نہ کہین اسکی ہوا لگ جائے
غم مرے دل مین ہمانہین افزون ہوکر

اوج منظور اگر طالع وحشت کو ہو
آبلے پہلے پڑین گنبد گردون ہوکر

آہ جاتی تھی گردون پہ ظفر کار اثر
کہین اولٹی نہ پھرے طالع وارون ہوکر

میری فرقت مین نہ اوس حور نے کپڑے بدلے
نظر آنے لگی لیلی مجھے مجنون ہوکر

یار نے خون تمنا جو سر بزم کیا
آبرو آئی نظر اشک جگر گون ہوکر

دل سودا زدہ کا ہوا گر اقبال رسا
بوسے لیتا رہے خال لب میگون ہوکر

نشہ حکمت سے جو انسان پی عقل بڑھے
موج می چلنے لگے نبض فلاطون ہوکر

شعرا مین نکرون یار سے پیغام وصال
متوارد کہین ہوجائی نہ مضمون ہوکر

نشہ مین ہونٹونکے بوسہ کا جو باندہا مضمون
جلوہ گر ہوگیے مصرع لب میگون ہوکر

پہنی کس رشک نے آج آب روانکی پوشاک
اشک کیون آج بڑہے جاہین جیحون ہوکر

مین وہ شاعر ہون کہ جھولون بہی گر یاد کرون
آئے عنقا بے دہن طائر مضمون ہوکر

یاد زندانیمین مناسب نہین اوس لیلی کی
بیڑیان اوڑہمین نہ ہوی سر مجنون ہوکر

ہاتہہ تم صاف کیا کرتے تہے جس پر آخر
رہگیا گرد کدورت مین وہ مدفون ہوکر

ای صنم تیری کدورت سے رواغ رقیب
ملگیا خاک مین گنجینہ قارون ہوکر

خوب دم مین وہ پری آگئی ای حضرت بزم
آپکے فقرے تو چلنے لگے افسون ہوکر

ہمنشین سمجہا تے ہین بیتابی دل دیکہکر
اپنی اپنی گاتے ہین سب رقص بسمل دیکہکر

نقطہ شک کی جگہہ قرآن مین کیونکر نہ ہو
سخت حیرت ہے ترے رخسار پر تل دیکہکر

گر میان تلوار کی آنچ اندنو نکلنے لگی — جوش کھاتا ہے لہو شمشیر قاتل دیکھکر
صورت نقش قدم آنکھین بچھاتے ہین ملک — چال تیری ای بت زہرہ شمائل دیکھکر
دل مجھے دیتا ہے ماہ نو مبارک کی صدا — مین جو آتا ہون ہلال تیغ قاتل دیکھکر
گرد باد دشت وحشت سے ہوا دل شاد یون — خوش ہو مجنون جسطرح لیلی کا محمل دیکھکر
ناز اپنے چاند پر کر شوق سے او آسمان — پر مرے پہلو مین بھی اک ماہ کامل دیکھکر
چلدیے فرقت مین تنہا چھوڑکر تم نے مجھے — ساتھ کب دیتا ہے کوئی وقت مشکل دیکھکر
لاکھ صدمے ہین مگر کچھ مسلم تو ہر نہین — عرش اعظم تھرتھراتا ہی مرا دل دیکھکر
رشک کی پہانسی قبیلے کے گلے کا ہار تھی — ہاتھ سے تیری گرون مین حمائل دیکھکر
کینچلی کے بچکے کی مانند ہے چین جبین — مار زلف یار میرا مہرہ دل دیکھکر
کہتے ہین شاعر یہ مطلع ہر کسی استاد کا — تیری قد کو نخل طوبا کے مقابل دیکھکر
اہلدل کو یاد دیتا ہی ز داغ جگر — دولت دیدار کا ہر وقت سائل دیکھکر
پھوٹکر رونے لگی چشم حباب بحر بھی — تر ہمارے اشکون سے دامان ساحل دیکھکر
جانکر تیرا ز نخدان گر پڑی ایماہ وش — ہو گیے اندھے فرشتے چاہ بابل دیکھکر
آج توبہ کرتے ہین پروانے عشق شمع سے — ای پریرو تجکو نور افزای محفل دیکھکر
بیڑیونکی شرم سے دلمین کٹی جاتی ہے آج — زلف پیچان مجکو پابند سلاسل دیکھکر

مانگتا ہے مجھسے مینائی مئی گلگون وہ مست
خون سے لبریز شیشۂ دل دیکھکر

جان دین کسواسطے ہر شمع پر پروانہ سان
ہم کرینگے عشق معشوق اپنے اقبال دیکھکر

سبکی حیرت ایک سے ہو یہ کبھی ممکن نہین
جلوہ گر ہو نا مگر آئینۂ دل دیکھکر

رامپور سے آگرہ مین حضرت بزم آگئے
ایک نظر مچھی بھون خورشید منزل دیکھکر

(ردیف ڑے)

ای آہ گرم ہوکے نہ تاثیر سے بگاڑ
تدبیر کو نہ چاہیئے تقدیر سے بگاڑ

وہ بت کشیدہ ہو دل حیرت زدہ سے کیا
تصویر کیا کرے کسی تصویر سے بگاڑ

ایدل نگاہ یار سے بیجا ہے بیخبری
اچھا نہین ہدف جو کرے تیر سے بگاڑ

بوسہ سے ربط گالیون سے بھی ہے ہمکو میل
تقصیر سے بگاڑ نہ تعزیر سے بگاڑ

جور ادیب باعث تنویر عقل ہے
لازم نہین ہے شمع کو گلگیر سے بگاڑ

سنتا ہون مین کہ جنس کو رغبت ہے جنس سے
کرتی ہے زلف کیون مری زنجیر سے بگاڑ

کرتا ہے تو علاج جنونکا جو ای طبیب
دے وہ دوا کہ جسکو ہو تاثیر سے بگاڑ

چھوڑے جو رہنما کو وہ پیر ہے ہو غول کا
کیونکر کوئی مرید کرے پیر سے بگاڑ

تیغ اجل سے ہو مری گردن کٹی ہوئی
لیکن نہین ہے یار کی شمشیر سے بگاڑ

عقل دنی سے کہدو کہ آداب عشق کر
ای مشت خاک دیکھہ نہ اکسیر سے بگاڑ

غیرونکی بھی جفا سہو اوس مہر کا بھی جور
ای بزم ابتو ہے فلک پیر سے بگاڑ

(ردیف زے)

آب گوہر سے ہوا کرتے اگر اشجار سبز
کانکے پتے بھی ہو جاتے تری ای یار سبز

کیون نہ ہم سمجھین ترے چاہ ذقن کا آب شور
جب نہوا اس سے نہال آرزو اکبار سبز

ابروئے خمدار گیسو کے عرق مین تر ہوا
زہر مین بجھکر ہوئی سفاک کی تلوار سبز

رو مین جب آنکھین مری تب پھلگیا نخل امید
ہو نہین سکتے ہین بے پانی کبھی اشجار سبز

تیرے خط سبز کے واصف ہین ای آئینہ رو
کیون نہو جائے ہمارا طوطی گفتار سبز

یاد مین اوس رشک شیرین کے جو رویا کوہ پر
ہوگئی تر ہوکے شاخ آہو ے کہسار سبز

آئینہ مین اپنا منہ دیکھے اگر وہ سبز رنگ
عکس رخ سے ہو ابھی فولاد کی دیوار سبز

خشک مغزونکو نہین اہل کرم سے فیض کچھ
چوب کشتی بحر مین ہوتی نہین زنہار سبز

بزم اوسکے سبز خط نے تازہ دو کھلائے رنگ
سرخ تھے پہلے مگر اب ہین گل رخسار سبز

رہتی ہے اونکے منہ پہ گلابی نقاب روز
ڈوبا ہوا شفق مین ہے یہ آفتاب روز

دلکی گرکسی ہی ای بت خوش چشم کرلیند
شیخی بگھارتے ہین ہر نکے کباب روز

کن کنکے داغ دیتے ہو لیپر مرے مدام
گویا ہے میرے واسطے روز حساب روز

کرتا ہے سیر عالم رویا کی آفتاب
آتا ہے خواب مین صنم بیحجاب روز

غیرو نکو وصف روی کتابی نہونگے یاد
پڑھتے ہین روز بھولتے ہین یہ کتاب روز

ہمکو خیال مین بھی میسر نہین وصال
بیدار بخت دیکھتے ہین ایسے خواب روز

جاتے ہین اپنے نالے تو آتے ہین اونکے تیر
رہتا ہے ہم مین اونمین سوال و جواب روز

کل بیخود آج بیسر و پا پرسون بیحواس
پاتے ہین ہم حضور سے تازہ خطاب روز

یکسان یہ آفتاب نکلتا ہے دونون وقت
چلتی ہے صبح و شام برابر شراب روز

وہ شمسوار کہانے لگا شام کو ہوا
کرنے لگا طلوع ہلال رکاب روز

جب سے ہوا ہے یار کو تیرا کیونکا شوق
دریا بہاتی ہے مری چشم پرآب روز

منہ چاند سا ہے دنکو بھی لفونمین جلوہ گر
ہم دیکھتے ہین سیر شب و ہتاب روز

شعلہ نگاہ قہر کا کس کو جلائے گا
رہ رہکے کیون چمکتی ہے برق عتاب روز

آتا ہے بیخودی سے مری آپکو عرق
دیتا ہے چینیے خجلت مین مجھکو یہ گلاب روز

موج خرام یار سے دل کیونکر نہ ڈوبجائے
لہرا رہا ہے قلزم حوض شباب روز

دم بھر کی زیست کی جو نہوتی بہت خوشی
کرتا نہ رقص بحر جہان مین حباب روز

ای بزم شکوہ شب فرقت نہین رہا
وصل بتان سے ہوتے ہین ہم کامیاب روز

(ردیف سین)

کس قیامت کی ہے تیغ اداؤنکے پاس
لوٹتی ہین حسرتین بھی پہلو بسملکے پاس

کیون نہ ٹھہرے جان بیتاب آکے اپنے دلکے پاس
پھر قرار آتا ہے بسملکا تو کچھ بسملکے پاس

ضبط دیکھو درد سے اسکے نہین آگاہ وہ
گو جگر کے متصل دل ہے جگر ہے دلکے پاس

سختی غربت عدم والونکے دل سے پوچھیے
مرمٹے ہین آہ جا پہنچے ہین جب منزلکے پاس

شرم سے اوس غیرت لیلی نے پردہ کرلیا
جب کبھی اپنا تصور بھی گیا محملکے پاس

وصل کی شب کب ملا بوسہ لب جانبخش کا
مین ہاتھ نہ سکندر کیطرح ساحلکے پاس

بہ گیا غم سے جگر خون ہوکے تسکین کون دے
ہمنشین تنہا ایک آنسو بھی نہین ہے دلکے پاس

لیکے دل پہلو سے اوٹھے کیون نہ ہی دور دور
سچ ہے اب کیون بیٹھے گا عاشق بیدلکے پاس

آرزو لایا ہے بہر نذر بزم ای شاہ حسن
نقد حاجت کے سوا اور کیا سائلکے پاس

حاسد ہے مرے داغ کا داغ پر طاؤس
اس آگ سے جلتا ہے چراغ پر طاؤس

پیری مین شگفتہ ہین گل داغ جوانی
پژمردہ خزان مین نہین باغ پر طاؤس

جا لیکے دوپٹے مین نہین مینے کی ہیکل
قندیل مین روشن ہے چراغ پرطاؤس

دہانی تری کمخواب کی چمپکین جو نظر آئے
بیرنگ نگاہون مین ہو باغ پرطاؤس

مٹنے کے نہین آہ سے داغ دل سوزان
بجھتے نہین آندہی سے چراغ پرطاؤس

داغون پہ مرے ملتے ہین کیون روغن قازان
کب تیل کے خواہان ہین چراغ پرطاؤس

آجائی عرق مینے کا زیور جو وہ پہنے
شبنم سے بڑہی زینت باغ پرطاؤس

اک پھول چمن مین نہ ملے مثل گل داغ
ڈہونڈہے جو صبا لیکے چراغ پرطاؤس

خدمت ترے مجرو ہونکی کرتا ہے شب و روز
دشوار ہے محنت سے فراغ پرطاؤس

جسدن سے ہوا مور جہل ای ربت ترے سر پر
ہے عرش معلی پہ دماغ پرطاؤس

معدوم ہوا دیکہکے داغ دل سوزان
قرآن سے پوچہینگے سراغ پرطاؤس

پیتا مین جدائی مین شرآ ابدل پر داغ
بنتا جو بنانے سے ایاغ پرطاؤس

گلشن مین زرافشان ہے ترا رنگ طلائی
کم اشرفیون سے نہین داغ پرطاؤس

گلزار مین تو جاکے تلوّن جو دکہاتا
جلتا نہ ترے آگے چراغ پرطاؤس

رفتار بہی اوسکی نہین نیرنگ سے خالی
نقش قدم یار ہین داغ پرطاؤس

لہرائین چمن مین جو ترے زلفونکے کالے
ٹہنڈے ابہی ہوجائین چراغ پرطاؤس

پابند قواعد ہون فن شعر مین ای برق

کس رنگ سے سوزن کروں زاغ پر طاؤس

(ردیف شین)

دل مین ہے میرے اک بت کافر کی بود و باش
اس شیشہ کی بغل مین ہے تہر کی بود و باش

آنکھو نمین پارہ دل سوزان اہن کسطرح
دریا مین ہے محال سمندر کی بود و باش

ہر سانس مین خلش ہے نکیلی نگاہ کی
کیا میری شاہرگ مین ہے نشتر کی بود و باش

مضمون خط ترانہ مرغان قدس ہے
کس بام پر ہے طائر بے پر کی بود و باش

ہر برگ اوسکا شہپر شاہین مرگ ہے
جس شاخ پر ہے طائر بے پر کی بود و باش

ای یار تیرے خانہ نقش قدم مین ہے
کیا بہشت و فتنہ محشر کی بود و باش

ہر گھر مین ہے نگار زر کے سونے کا ڈھیر ہے
جس شہر مین ہے مرد مے زر کی بود و باش

فوج بلا نے بھی وہن چھائی ہے
ای غم ہی جس جگہہ ہے لشکر کی بود و باش

ای بت خرام ناز کا آنکھو نمین ہے گھر
کاخ دماغ مین تری ٹھوکر کی بود و باش

قید حصار چرخ سے کیا نکلے آدمی
کسطرح چھوٹے گنبد بے در کی بود و باش

ابرو کا دھیان یاد مژہ خنجر دل مین ہے
تلوار کا مقام ہے خنجر کی بود و باش

دی خانہ لحد کے کرایہ مین نقد جان
او وقت ہاتھہ آئی گی اس گھر کی بود و باش

ایجان جلد بھاگ کہ ہے دل مین یاد زلف
سنتے ہین اس خرابہ مین اژدر کی بود و باش

وہ تبکدہ ہے قبلۂ کفر و فساد و ظلم
جسدل مین ہے بتان ستمگر کی بود و باش

رہتی ہے بزم دل مین شہ لافتا کی یاد
کسریٰ کی بود و باش نہ قیصر کی بود و باش

(ردیف صاد)

ہین دیر و حرم مومن و کافر کے لیے خاص
اونسبت کی گلی عاشق مضطر کے لیے خاص

معراج ہوئی جب تو نہ ہر ایک نبی کو
یہ مرتبہ تہا شافع محشر کے لیے خاص

اسود نے محل خانۂ معبود مین پایا
یہ عز و شرف ہی اسی پتھر کے لیے خاص

بے جان دیے ہاتھ نہین آتا ہی مرقد
ای دل یہ کرایہ ہے اسی گھر کے لیے خاص

اک ہاتھ ہی حیدر نے اوکھاڑا در خیبر
یہ زور تہا بازوی پیمبر کے لیے خاص

گردن کو میری تیغ اجل سے نہین کچھ کام
یہ نذر ہی قاتل تری خنجر کے لیے خاص

حصہ نہین ہر اک کا شب فرقت محبوب
یہ رات ہے عاشق کی مقدر کے لیے خاص

یہ چیز نہوتی جو وہان جانے نہ ہم رند
جنت مین گیے بادۂ کوثر کے لیے خاص

انبار زر و سیم ہو قارون کو مبارک
یہ بوجھ مناسب تہا اوسی سر کے لیے خاص

اون گیسوؤن کا سودا ہے میرے سر دلمین
یہ بال ہین اس شیشۂ و ساغر کے لیے خاص

اوسبت کا نوشتہ ہی یہ باعث توقیر
کیونکر خط تقدیر نہو سر کے لیے خاص

کونین کا جلوہ ہے دل تنگ میں یکجا
وسعت تو یہی عرصۂ محشر کے لیے خاص

سنتا ہوں مرے نالوں سے برپا ہے قیامت
یہ شور تو ای بزم تہا محشر کے لیے خاص

(ردیف ضاد)

کہاں ہیں داغ یار گل اندام کے عوض
قسمت نے چھینٹ دی ہمیں پہولام کے عوض

بدنامیاں نصیب ہوئیں نام کے عوض
ناکامیوں سے کام پڑا کام کے عوض

اب ضبط شوق بادہ ہے دشوار ساقیا
چلو ہی سے پلا دی مجھے جام کے عوض

مد نظر ہے طائر دل کا اگر شکار
بکھرا دو اپنی زلف رسا دام کے عوض

پیری کے بدلے عیش جوانی کی فکر ہے
آغاز کا خیال ہے انجام کے عوض

شیشوں کا اوج موج رہے ساقیا مدام
ہو دور جام گردش ایام کے عوض

زنار اگر پسند ہو اس بت کو واعظا
طالب ہو بزم کفر کا اسلام کے عوض

(ردیف طا)

کیا سواد چشم عیسیٰ سے لکھا ای یار خط
رکھتے ہیں آنکھوں پہ اپنی مردم بیمار خط

حسن واضح ہو گیا نکلا جو زیر یار خط
بن گیا ہے صاف شرح مصحف رخسار خط

دیکھنے سے اسکے ملتا ہی دل زخمی کو چین
کرتا ہے ای یار کار مرہم زنگار خط

لوح پیشانی چھپائے ہے خط تقدیر کو
اس لفافہ سے نکلتا ہی نہین زنہار خط

کہتے ہین مکتوب ہے انصف ملاقات الیضم
ایک ہفتہ مین تو بھیجو کم سے کم دو بار خط

خط ریحان سبزۂ خط کو ہین سمجھے بادہ نوش
خط سا غر ہے ترا ای عشرت گلزار خط

وصل کی درخواست خط مین دیکھکر کہتے ہین وہ
روز آجاہین ایسے تو یہان دو چار خط

وار اوچھے اوچھے کیون کرتا ہے قاتل جسم پر
لطف آجائے اگر گہری پڑین دو چار خط

دیکھکر قاصد مرا کہنے لگا وہ بدمزاج
جس نے بھیجا ہے اوسی کے سر سے جا کر مار خط

اسقدر امسال آب خنجر قاتل بڑھا
عاشقونکے سر سے اونچا ہو گیا دو چار خط

بے تامل ہر سر اوس شمع رو کی بزم مین
جاے پروانہ اگر لیکر مرا اک بار خط

تیرے لکھے کو پڑھا کرتے ہین تسکین کے لیے
ہجر مین تیری عوض اب ہے ہمارا یار خط

عاشق گیسو کا خط پگڑی مین تو نے کہہ لیا
دیکھہ قاصد بنگیا ہے طرۂ دستار خط

ہے ہر اک عاشق رہے خیر لیخا کیطرح
سورۂ یوسف کی ہے تفسیر یا ای یار خط

بزم کو اب ضعف سے کروٹ بھی لینا ہے محال
ایسی حالت مین لکھے کیا اونکو بیمار خط

نور شب کے لیے قمر ہے شرط
مہر کو مطلع سحر ہے شرط

عشق کرنا تو ہے بہت آسان — صد سو نکے سہنے کو جگر ہے شرط

علم کیواسطے ہے ذات بشر — آدمی کے لیے ہنر ہے شرط

دیکھکر زلف اونکا رخ دیکھو — شام کے بعد پھر سحر ہے شرط

کیون خموشی سوال وصل سے ہے — مبتدا کے لیے خبر ہے شرط

یہی پہچان عاشقونکی ہے — رنگ زرد اور چشم تر ہے شرط

وصل کے دن تو ترانۂ شادی — ہجر کی شب مین شور و شر ہے شرط

خام رہجائے گر پھرے نہ کباب — پختگی کے لیے سفر ہے شرط

بزم بعد فنا ملیگی قبر
مردے کے واسطے یہ گھر ہے شرط

(ردیف ظا)

اہل زر کیون نہون دنیا کی بلا سے محفوظ — بار ور شاخ ہے تیشہ کی جفا سے محفوظ

بیقراری کا نہ الزام لین طفلان شک — جو ہین معصوم وہ رہتے ہین خطا سے محفوظ

ننگ ہے اہل قناعت کا طلب حاجت کی — ہان ہین منت الہا و دعا سے محفوظ

آبلے پاؤنکے کب پانی سے بھر کر ٹوٹے — ایجنون بھیگ کے بھی ہین یہ بتا سے محفوظ

سخت جانی نے نہونے دی شہادت میری — رگ گردن رہی خنجر کی جفا سے محفوظ

اسقدر کہائی ہین چوٹین کہ نہین جسکا حساب
دل ہمارا زہا اب کسی جا سے محفوظ

مرنے والونکو تو صحت کی تمنا بہی نہین
تیرے بیمار ہین احسان شفا سے محفوظ

نشہ مین آہ رسا کا ہے سہارا مجکو
اس عصا نے ہے کیا لغزش پا سے محفوظ

تار برقی پہ چلی جاتی ہے چپکے چپکے
جب تو ہے لفظ خبر حرف ندا سے محفوظ

منہ سے کیا جانے نکل جائیگا کیا دو بوسہ
رہو دا تا نہ فقیرون کی دعا سے محفوظ

یا الٰہی نہ پڑے دل کسی بت کے پالے
رکہیو اس شیشہ کو تو سنگ جفا سے محفوظ

تخلیہ مجکو میسر نہوا ساری عمر
نہ ملی کوئی جگہہ مجکو خدا سے محفوظ

باعث امن خموشی کو نسمجہون کیونکر
غنچے ہین باغ مین گلچین کی جفا سے محفوظ

ہان خبردار زبان سے نہ کبہی کیجو سوال
جو خدا دوست ہین رہتے ہین صدا سے محفوظ

سینے مانگا جو اونہین ناز سے ہٹ کر بولے
مجکو اللہ رکہے ایسی گدا سے محفوظ

یہ وہ ناگن ہے جو سر چڑہکے اوترتی ہی نہین
رکہے اللہ تری زلف دوتا سے محفوظ

دل مین ہر شخص کے پہرتا رہا مانند خیال
عمر بہر مین ہا اس ارض و سما سے محفوظ

ای حرم ہم دل آگاہ کے صدقے مین ہوئے
محنت جستجوئی قبلہ نما سے محفوظ

آب شمشیر پلا دو تو ملے عمر ابد
تشنہ کامونکو کرو خوف فنا سے محفوظ

خوف آتا ہے کہ مضمون کوئی لے نہ اوڑے

رکھو اس نظم کو ای بزم ہوے محفوظ

اسطرح ہے مرے دلکو وہ ہمنشین مطبوع
جسطرح بلبل شیدا کو گل تر مطبوع

ہجو بتخانہ تو کرتا ہے مگر ای واعظ
دیکھہ اسود کو خدا کو ہی ہے پتھر مطبوع

آب فولاد کی ہے روز ازل سے پیاسی
کیون نہ شہرگ کو مری ہو ترا خنجر مطبوع

ہوس مال مین اللہ کو بھی بھول گیے
اہل دنیا کو یہانتک تو ہوا زر مطبوع

بزم جب بندش و مضمون کا ذرا لطف نہو
وہ سخن طبع سخنور کو ہو کیونکر مطبوع

سیکھی ہے تری حسن سے کیا جلوہ گری شمع
فانوس کے پردے مین ہے آتش کی پری شمع

دیکھا اثر ماتم پروانہ کو ای شوخ
اس غم مین سدا رکھتی ہی سوز جگری شمع

دلسوز نہ کیون اپنا شب ہجر مین سمجھون
ہے ساتھہ مری عمر روانکی سفری شمع

پروانے فدا ہوتے ہین پروا نہین تجکو
لازم نہین عشاق سی یہ بیخبری شمع

کس غم مین پریشان ہین ترے گیسو دو دی
حاصل ہے تجھے کس لیے آشفتہ سری شمع

پروانونکے جل جانیکا کچھہ غم نہین اسکو
سیکھی ہے کسی شوخ سی یہ دلگری شمع

کیا روز جزا ہوگی نہ اس جرم کی پرسش
پروانونکے خون سے نہین ہونکی بری شمع

خوشبو ہو ہوا اوسکی تری زلف کے آگے
روشن ہو اگر بزم مین ایسی اگری شمع

کسکے غم سوزان مین گھلی جاتی ہے پیہم
ہے شام ہی سے آج چراغ سحری شمع

ہر بزم مین کیون اسکی نہ توقیر ہو اے بزم
شعلہ نہین پہنے ہوے ہے تاج زری شمع

(ردیف عین)

ہجر کی شب میرے داغ دل کا ہے روشن چراغ
دیکھیے یہ شعبدہ جلتا ہی بے روغن چراغ

قدر ہے کیا خانہ ہستی مین اک روشن چراغ
داغ ہے سینہ مین یا ہے زیر پیراہن چراغ

داغ سوزان سینہ مین تربت پہ ہے روشن چراغ
زیر مدفن ایک ہے اور اک سر مدفن چراغ

وصل کی شب صبح سے پہلے بڑھا جاتا ہے کیون
خال رخ دیا ہے لے قرض کچھ روغن چراغ

بخشتا ہے طبع کو اک روشنی جو رادیب
جب تو سہ لیتا ہے سر پر سختی آہن چراغ

بھول جاے سرکشی جانا کا جلوہ دیکھکر
سامنے اوسکے جھکاے سرمگون چراغ

میری افسردہ دلی کا یہ اثر ہے بعد مرگ
ہو گیا ٹھنڈا جلایا جب سر مدفن چراغ

طور کی جانب وہ آتے ہین شب تاریک مین
دست موسی کا دکھاتی وادی ایمن چراغ

چرخ چارم پر ضیا ہر تابان دیکھی
آسمان ہی کیون لیے پھرتا ہے دامن چراغ

روشنی مین شرم سے ہوتا نہین عریان شوخ
ہو گیا وصل کی شب مین مراد ایمن چراغ

ہاتھ آیا روغن ماہی بازو سے فروغ
کیون نہ بنجاے ترا ہر دانہ جوشن چراغ

بزم کا اوستاد اوج نظم کا ماہ منیر
جسکی ہے تحقیق کا بعد فنا روشن چراغ

رشک سے کیا کیا جلا نبکر دل دشمن چراغ
کر دیا دیکھو حسد کی آگ نے روشن چراغ

زیر ابرو دیدۂ جانانکا جلوہ ہے نیا
طاق محراب حرم مین ہین دو روشن چراغ

گر مراد آئی شب وصل صنم کی ای فلک
روغن شیر سحر سے مین کرون روشن چراغ

دود واسکا کر رہا ہے بزم مین کار اگر
کیا تمہارے میل کی بتی ہے روشن چراغ

اوس کے گھر سے شبکو وہ چھپکے آیا میرے گھر
غیر کے گھر کا مرے گھر مین ہوا روشن چراغ

ہجر کی شب مین جو مرجاؤن قریب تلخکام
کر طرب روغن سے کرون اس نذر کا روشن چراغ

کوچۂ گیسو مین دل بھٹکا جو ظلمت کے سبب
کانکی لو بنگئی اوس شوخکی روشن چراغ

چشم کے بوسونکی بھیجی مسجد نمین جبکہ نذر
روغن بادام سی ہمنے کیے روشن چراغ

دیکھکر پیشانی آدم پہ نور احمدی
کہتے تھے سب اختر قسمت کا ہے روشن چراغ

فصل مین برسات کی جگنو کا جلوہ دیکھیے
شبکو ابر و باد مین کیونکر ہی یہ روشن چراغ

جام مے مہر فلک زلف سیہ روی نگار
چشم پرنم داغ دل دود جگر روشن چراغ

ایکدم بھی کم نہین ہوتا فروغ داغ دل
اس سیہ خانہ مین ہے آہون پہ روشن چراغ

خاکساری مین عرق ریزی سے ہی تنویر دل
تیل سے مٹے کے ہمنے یہ کیا روشن چراغ

بنگئی فانوس دست شمعرو کی آستین
اوس کے بازو کی جو یکہ کا ہوا روشن چراغ

ہے فقط دم کے سبب سے شمع ہستی کو فروغ
بے ہوا کے رہ نہین سکتا کبھی روشن چراغ

سوز فرقت سے جلایا عشق نے داغ جگر
آتش دوزخ سے کرتا ہے یہی روشن چراغ

قبر مین جب اپنے داغ دل کی پھیلی روشنی
بزم نے جانا یہی شاید ہوا روشن چراغ

(ردیف غین)

میری گردن سے شرط ہاری تیغ
ہوئی مجھ سخت جان سے عاری تیغ

جب ہمارا گلا ہی کٹ نہ سکا
پھر ہی کس کام کی تمہاری تیغ

دست نازک ہی کیا کرینگے قتل
اوٹھہ سکیگی کب اون سے بھاری تیغ

باندھے ہے بال نے بلا کا بوجھ
اونکی پتلی کمر ہے بھاری تیغ

نگہہ ابرو مژہ سے وہ شوخ
مارتا ہے چھری کٹاری تیغ

چاہیے سخت جانکو ای قاتل
جو ذرا منہ کی ہو کراری تیغ

عید قربان کا لطف آجائے
ہو گلا میرا اور تمہاری تیغ

کیون نہ اسکو گلے لگاؤن مین
ہے مرے پیار کی یہ پیاری تیغ

کیون نہ پہرذوالفقار اسکو کہین
دو زبان کہتی ہے تمہاری تیغ

بوسہ ابرو کا بزم نے جو لیا
منہ پر اوس جنگجو نے ماری تیغ

(ردیف ق)

ترا حبیب تہا تیرے خیال سے واقف
نہ جب تہا کاف بہی نون کے وصال سے واقف

مین اوسکے حال سے ہون اوسکے حال سے واقف
کہ روح بہی نہ تہی تن کے وصال سے واقف

وہی ہے خوب قناعت کے حال سے واقف
زبان تک نہین میری سوال سے واقف

وہ میری چال سے مین اوسکی چال سے واقف
مین اوسکے حال سے وہ میرے حال سے واقف

ہمارا شیشۂ دل پاک ہے کدورت سے
یہ آئینہ نہین گرد ملال سے واقف

شب فراق مین جو کی گذری کیا کہین تم سے
خدا ہی خوب ہے بندہ کی حال سے واقف

کوئی بتا یگا مجہ بے خبر کی حالت کیا
مری خبر بہی نہین میرے حال سے واقف

تری تلاش مین ہے چار سمت دل کا خیال
ہے شرق و غرب و جنوب و شمال سے واقف

دہڑی جمائی ہے اوسدن سے اوسنے مسی کی
جب اوسکی رنگ سے بہی تہی نہ فال سے واقف

ہمارے سر کو ہو سودا تو اوس شہید کا ہو
نہ جسکا سر ہو تن کی وصال سے واقف

وہ کیا خبر بہی تو آتی نہ اوسکے آنیکے
جو ہوتا حشر ذرا تیری چال سے واقف

جنہین علایق و آلام سے علاقہ ہے
وہی ہین خوب زمانے کے حال سے واقف

تمہاری لف مین دل کونہ یون پھنساتے ۔۔۔ جو ہوتے پہلے سے ہم اس وبال سے واقف
الٰہی دولت ایمان سے دل ہاتھ نہ دھو ۔۔۔ ترا گدا نہین دنیا کے مال سے واقف
مقابلہ مین مہ نو کے آیا کس دن مہر ۔۔۔ یہ تیغ کب ہوئی سورج کی ڈھال سے واقف
تمہاری تیغ گریبان ہے بے غلاف مگر ۔۔۔ کبھی ہوئی نہ جدال و قتال سے واقف
ہے دل کے آینہ مین عکس اک مہ نو کا ۔۔۔ یہ لاجواب ہے اوس بے مثال سے واقف
لڑائی آنکھ نہ تیغ نگاہ نے تیری ۔۔۔ ہوئی نہ یہ کبھی پتلی کی ڈھال سے واقف
وہ دیکھ لین کمر نازنین مین اوسکی گھڑی ۔۔۔ نہون جو شیشۂ ساعت کی بال سے واقف
اونہین کے پاس لو ہے دخت رز جو ہین ردار ۔۔۔ یہ مالزادے ہی ہین اس چھنال سے واقف

ندیکھا مصحف رخسار اوسکا بزم افسوس
ہوا کبھی نہ مین اس تازہ فال سے واقف

(ردیف قاف)

لائی تھی ای دیدۂ تر دھوپ سونیکا ورق ۔۔۔ بہا گی پانی مین ڈبو کر دھوپ سونیکا ورق
پا گئی اوس مہ کے گھر دھوپ سونیکا ورق ۔۔۔ کیون نہ لیجاتی فلک دھوپ سونیکا ورق
ای در بحر لطافت تو اگر دنکو نہائے ۔۔۔ کردے غرق آب گوہر دھوپ سونیکا ورق
حکم اگر پائے تو بہر نذر لائے روز عید ۔۔۔ نقل انجم پر لگا کر دھوپ سونیکا ورق

دیکھکر دنکو ترے روے کتابی کی بہار
پہاڑ ڈالے ای گل تر دہوپ سونیکاورق

تیری عید یکو جوای طفل حسین در کار ہو
مہر لائے کاغذ زرد ہوپ سونیکاورق

حکم اگر ہو قتل عاشق کا تو ای خورشید رو
دے پئے تحریر محضر دہوپ سونیکاورق

شوق لکھنے کا جو ہو اوس طفل کو تو ندرو
لوح سیمین صبح محشر دہوپ سونیکاورق

فقر کا رتبہ وہ ہے بیٹھون اگر بالاے خاک
فرش کردی جای بستر دہوپ سونیکاورق

چاندنی گھر سے تمہارے پائی ہے چاندنی لوح
جمع کرلیتی ہی دن بھر دہوپ سونیکاورق

آب آئینہ نہ کیون ہو اوسکے گھر مین آب زر
جس جگہہ ہوای سکندر دہوپ سونیکاورق

نقل خط روے انور کا نہین پائیگی حکم
کس لیے لاتی ہے اکثر دہوپ سونیکاورق

جلوہ می سے کہین کمتر ہے نور آفتاب
لائی پیش دامن تر دہوپ سونیکاورق

وہ جو نکلین سیر کو ای صبح تو صبدم کرے
تیری چاندی کے ورق پر دہوپ سونیکاورق

قیمتی کاغذ جو تکل کے لیے چاوہ شوخ
چرخ سے لائے اوڑا کر دہوپ سونیکاورق

پیش ابر و پانی پانی رو برو جلوی کے زرد
آب تیغ و آب خنجر دہوپ سونیکاورق

روز فرقت مین تو آجا برلے نام نند
دے بیاض چشم کو گرد ہوپ سونیکاورق

روز فرقت سی سیہ بختی کی سختی کیا کہون
ابر غم لوہے کی چادر دہوپ سونیکاورق

شوق ساقی کو اگر لکھنے کا ہو تو روز لاے
بہر مشق خط ساغر دہوپ سونیکاورق

کھولدے شب کو جو بازار تجلی حسن یار
بیچے پیش چشم اختر دہوپ سونیکا ورق

بنگئی دنکو تری تصویر خورشید دوم
لے اوڑی شاید ہوا پردہوپ سونیکا ورق

میکشونکی تقویت کیواسطے کرتی ہے روز
داخل صہبای احمر دہوپ سونیکا ورق

رات ہے کس پر لکھون اوس مہر وشکو عرضداشت
لایگی کل ای کبوتر دہوپ سونیکا ورق

وہ بت زرکوب اگر چھوتا کف پر زد ہوے
بنکے بڑھ جاتا مقرر دہوپ سونیکا ورق

تو اگر چاہے کہ افشانی ہو قرطاس سحر
حل کرے پانی مین دن بھر دہوپ سونیکا ورق

بزم نے چاہا جو لکھنا وصف مہر رے وبار
بنگئی فوراً سمٹکر دہوپ سونیکا ورق

(ردیف کاف)

پڑا ہے نقش کف پای یار کے نزدیک
صبا نہ آئی ہمارے غبار کے نزدیک

پونہچ چلے ہین گریبان تک ہمارے ہاتھ
دن آگئے ہین جو فصل بہار کے نزدیک

عجب ہے کیا جو ہین اوس غنچہ لب کی بزم مین غیر
چمن مین پھول یہی ہوتے ہین خار کے نزدیک

جگر ہے آتش ہجر بتان سے مشک بدوش
اک آبلہ ہے دل بیقرار کے نزدیک

اکیلا دشت مین مرقد ہے تیرے وحشی کا
بسا نہ آکے کوئی اس مزار کے نزدیک

وہ روز حشر جو زندونکو بخشدی اپنے
یہ کون بات ہے آمرزگار کے نزدیک

کہا جو حال دل اپنا تو سنکے بولے غلط
بہرم رہا نہین بے اعتبار کے نزدیک

پس فنا بھی ہے ظاہر علامت غربت
کہ بیکسی ہے فقط اک مزار کے نزدیک

کدورت اونکو رہی بعد مرگ بھی مجھسے
کبھی نہ بھولے سے آئے مزار کے نزدیک

چراغ و شمع نہ لایا کوئی سر دفن
نہ اوڑکے آیا پتنگا مزار کے نزدیک

دیار حسن مین ہاتم ہے بیوفائی کا
وہ مجکو روتے ہین میرے مزار کے نزدیک

جو فصل گل مین خبر آئی اونکے آنیکی
نیا شگوفہ ہو فصل بہار کے نزدیک

ہمارے سینہ مین ہے داغہاے دلکی بہار
کھلا ہے باغ نیا اس دیار کے نزدیک

سیاہ پریان نظر آتی ہین قفس مین بند
یہ پتلیان نہین مژگان یار کے نزدیک

طریق راہ نمائی کو بھول جاتے وہ
خضر جو آتے کبھی کوی یار کے نزدیک

قسم خدا کی وہین ہمتو چل رہین ای بزم
مکان ملے جو کوئی کوئی یار کے نزدیک

(ردیف گاف)

باتون سے میری لگتی ہے غیرونکے تن مین آگ
ای سوز غم بہری ہوی کیا سخن مین آگ

آتش قدم ہے یہ ترا دیوانہ ای پری
دو گام اگر چلے تو بھڑک جا بن مین آگ

آتشکدہ بنا ہے گلستان بہار مین
شوخی رنگ گل سے لگی ہے چمن مین آگ

سوچا تہا مین کہ زیر لحد تو ملے گا چین
بہڑکا یہ سوز دل کہ لگادی کفن مین آگ

حضار بزم جلتے ہین آپسمین رشک سے
بہڑکی ہوئی ہے یار تری انجمن مین آگ

مرکر بہی سوز غم سے سراپا شرر ہونمین
مُردہ نہین مرا یہ بہری ہے کفن مین آگ

لاکہون جوان اس نے جلا کر کیے ہین سرد
ایسی کہان سے آگئی چرخ کہن مین آگ

کیون گرم نالے کرتی ہے بلبل بہار مین
ای جانور لگائی گی اپنے چمن مین آگ

پروانہ شمع رخسار ترے ہون ازل سے یار
اف بہی نہین مین کرون جو لگے سارے تن مین آگ

بازو کا اونکے یکہ بنا شمع طور کی
یا قوتکے نگون سے لگی نور تن مین آگ

دل سے نجار نکلے جو غربت کا ای فلک
شعلے بہڑک بہڑک کے لگا دین وطن مین آگ

جلتا ہون روز و شب جو زنخدانکے عشق مین
کیا جاے آب ہے تری چاہ ذقن مین آگ

بزم حزین کو جلنے کی تاب اب نہین رہی
ای سوز ہجر یار نہ بہڑکا بدن مین آگ

(ردیف لام)

یہ مرتبہ تہا کب اس ناتوانکے قابل
مریض عشق کا سر اونکی رانکے قابل

نہین ہین وصل کی باتین ہمارے قابل
کسی کا ذکر ہماری زبانکے قابل

جوانی نام خدا آئی لاکہون ہونگے فدا
حضور ہون تو سہی ان بانکے قابل

تمہارے بام سے تشبیہ دیتے ہین شاعر — کبھی یہ اوج نہین آسمانکے قابل
نہ کیون ہو مقبرے شاہونکے دیکھکر عبرت — خدا کی شان یہ لوگ اس مکانکے قابل
شباب مین نہ کبھی ہو خواہش دنیا — یہ پیر زال نہیں ہے جوانکے قابل
کبھی تو خانہ دل مین ہمارے وہ آتے — سمجھتے آپ کو جو اس مکانکے قابل
ہماری آپکی الفت کا شہرہ ہونا ہے — یہ باتین ہونگی کبھی داستانکے قابل
نمود مرقد عاشق نہ وہ مٹا جاتے — جو بے نشانکو سمجھتے نشانکے قابل
بلاکے قبر تحدای اجل دیا ہم کو — مکان اور نتھا مہمانکے قابل
فلک نشین ہو اگر تم تو ہم ہین خاک نشین — کوئی زمین کے کوئی آسمانکے قابل
غم حضور کو جز خون دل غذا نملی — تواضع ہو نسکی میہمانکے قابل
وفور ضعف سے جھک جھککے آہ کرتا ہون — یہ تیر بھی ہوئے اوب کمانکے قابل
عجب یہ ہے تری غیرت پہ عاشق لیلے — مہار ناقہ نہ تھی ساربانکے قابل

کسی کے خنجر ابرو کے عشق نے ای بزم
چنے وہ لوگ جو تھے امتحانکے قابل

(ردیف میم)

مونس الم رفیق محن یار غار غم — اک جان لاکھ درد ہین اک دل ہزار غم

داغ الم سے ہجر مین رشک چمن ہے دل
دکھلا رہا ہے فصل خزان مین بہار غم

کیا کیا رفیق اپنے بھی ہین ہجر مین ستمگر
آلام درد رنج محن انتشار غم

جاری ہین اشک ساقی گلرنگ ہجر مین
رلوا رہا ہے صورت ابر بہار غم

راحت کی شکل خواب مین بھی کہان نہین
کب تک سہون مین ای مرے پروردگار غم

کیا پوچھتے ہو اوس دل مضطر کا حال زار
جسکا رفیق درد ازل سے ہے یار غم

ای بزم کیون نہ اسکو جگہ اپنے دین دلن
تنہائی کا رفیق ہے غربت کا یار غم

(ردیف نون)

قرآن پہ ہاتھ رکھنے سے کیا جاتا ہے
جھوٹی ہماری سر کی قسم کھا جاتے ہین

یہ ناز کی ہوئی نہ رگ گل کو بھی نصیب
خود ہی کمر کیطرح وہ بل کھا جاتے ہین

حصہ اونہین کا ہو گیا ہے صدمۂ ملال
عاشق تمہارے نعمت غم کھا جاتے ہین

وضع جہان رہی نہ کبھی ایک قطع پر
خلعت کہین کفن کہین سلوا جاتے ہین

سنتے ہین اونکی بزم مین ہے بولنا گناہ
مانند زخم لب وہان سلوا جاتے ہین

آہوئی دل کو کس کے ہے ناوک کی آرزو
چلتے تری کمان مین جو بندھوا جاتے ہین

ہے کس کی آہ مین اثر موسم خزان
کیون گال پہول سے تری کملا جاتے ہین

کیون قتل کرکے عاشقونکو خاک اور آہو
دنیا سے ہوگئے وہ کہین آئے جاتے ہین

کیونکر نہ دست شوق بلا بین زلف کی
ہاتھ اس قصور پر وہان کٹوائے جاتے ہین

منت یہ اوسکی تہی کہ مرے داغ دل جلین
گہی کے چراغ قبر پہ جلوائے جاتے ہین

وہ صاف دل ہون کہ مرکے بہی پیش نظر رہا
آئینہ میری خاک سے بنوائے جاتے ہین

ہم بعد قتل عاشقونمین سرخرو ہوئے
کپڑے ہمارے خون ہی نگوائے جاتے ہین

غیرون سے مٹی لاش کو دلوائے تہین مری
وہ آگے دیکہے خاک مین ملوائے جاتے ہین

ایجان دلکو بزم کے کہونا نہ ہاتھ سے
دیکہو امانتاً اسے رکہوائے جاتے ہین

کیا کیا عدم سے اونکے طلبگار آئے ہین
یوسف سے ایک لاکہہ خریدار آئے ہین

کسطرح آپ خواب مین ای یار آئے ہین
کیا ساتہہ میرے طالع بیدار آئے ہین

آنیکا اپنے راز ترے عشق سے کہلا
ہم جانتے تہے دہر مین بیکار آئے ہین

ملجای نقد عفو اجورہ مین یا کریم
عصیان کا لیکے دہر سے ہم بار آئے ہین

پس پس گئے ہین ضعف کی باعث سے استخوان
ہم جبکہ زیر سایہ دیوار آئے ہین

بزم جہانکی آمد و شد سے مقام حیف
دس بیس اوٹہہ گئے ہین تو دو چار آئے ہین

لائی ہے موت کہینچ کے ہستی سے ای عدم
آزاد ہم گئے تہے گرفتار آئے ہین

دیکھین نشانہ ہوتا ہے کس کس کا آج دل
مقتل مین لیس ہو کے کماندار آئے ہین

نکلا نہ غم کے دایرہ سے ایکدم قدم
چکر مین جب سی صورت پرکار آئے ہین

سنتے ہین تیری بزم مین ہوتی ہین چوریان
ہم بھی دل و جگر سے خبردار آئے ہین

گردش مین مثل جام وہی عمر بھر رہے
جو میکدہ مین دہر کے ہشیار آئے ہین

مقتل مین دیکھین کسکو شہادت گلے لگاے
سنتا ہون آج لیکے وہ تلوار آئے ہین

بازار کس کی حسن و جوانی کا گرم ہے
نقد حیات لیکے خریدار آئے ہین

اسدرجہ ہمکو تنگ زمانے نے کر دیا
تقدیر بیچنے سر بازار آئے ہین

پہونچی ہے آہ کیا کسی عاشق کی تا اثر
جنبش مین آج کیون در و دیوار آئے ہین

دنیا سرا ہے اور مسافر تمام خلق
وہ جایینگے ضرور جو ای یار آئے ہین

مٹ مٹ گیے ہین لاکھون ہی مانند نقش پا
جب شوخیون پہ وہ دم رفتار آئے ہین

وہ ناتوان ہون چلنے کا جسدم کیا ہے عزم
غش پیشوائی کے لیے سو بار آئے ہین

وحشت مین یاد آگئی مژگان کی نوک جھو کی
صحرا مین جبکہ زیر قدم خار آئے ہین

ای بزم اب لٹادی در آبدار نظم
جوہر شناس گوہر اشعار آئے ہین

طور کی شمع کا مذکور ہے افسانون مین
کیون نہو حضرت موسی ہی ہین دانون مین

میکدے آئینہ خانے نظر آتے ہین مجھے
شیشے چنوائے ہین ساقی نے جو میخانون مین

اس لیے موتیونکے ہار سے نفرت ہے اونہین
اشک عاشق نملا ہو کوئی ان دانون مین

اشک گلرنگ ہین آنکھونمین غم ساقی سے
بادۂ خون جگر ہے انہین پیمانون مین

رونق شہر خموشان کا سبب موت ہوئی
بستیان سیکڑون آباد ہین ویرانون مین

برہمی تیرے سخن سے ہوئی ظاہر ای بت
ہے عیان چین جبین سے ترے فرمانون مین

چھد گیا پیک نگلتے ہی کلیجہ میرا
برچھیونکی تو نہین نوکین ترے پیکانون مین

اپنے سایہ سے بھی وہ بھاگتے ہین لاکھون کوس
ای پری رو یہ ہی وحشت ہے ترے دیوانون مین

اپنے عاشق کی جو سنتا نہین فریاد وہ گل
شجر بیثمر کے پتے تو نہین کانون مین

بزم کیونکر درد ندان سے ترے ہی تشبیہ
اسقدر آب کہان موتیونکے دانون مین

حقیر کیون ہو یہ دریا ہی آبجو تو نہین
مرے سر شک ہین مفلس کی آبرو تو نہین

دم عتاب نہ کیونکر ہو آگ سر تا پا
پری خصال ہے وہ بت فرشتہ خو تو نہین

ہوائی آہ سے سوز جگر ہو کیا معلوم
تمہارے چہلے کی گل مین ہے رنگ بو تو نہین

غرض ہی کیا جو اٹھاوے مین قید کی کرتان
اسیر سلسلۂ زلف مشکبو تو نہین

لگا کے منہدی جو ہنستے ہو دیکھکر مجکو
بتایئے یہ مرا خون آرزو تو نہین

نماز شکردم قتل کسطرح ہوا دا
کہ آب تیغ ستم لایق وضو تو نہین

نہ کیونکر آئے شب ہجر مین خبر کیلیے
مری اجل ہی یہ ای بدمزاج تو تو نہین

نکلتی کیون نہین یارب شب جدائی مین
ہماری جان ہے اوس بت کی آرزو تو نہین

بتایئے مجھی کس شے سی آنکھین سیکو نمین
تجلّی آپکے دل مین ہے روبرو تو نہین

شراب کیون نکرے ترک وہ بت میخوار
حرام شے ہی یہ عشاق کا لہو تو نہین

ہمارے دل لکو ہے کیون عشق خنجر قاتل
ملی ہوی کوئی اس سے رگ گلو تو نہین

ہوے جو حضرت عیسے اسی ملتجی ای بزم
فراق یار مین جینے کی آرزو تو نہین

مجھپر جو روندے وہ مری چشم تر نہین
دلپر جو خود نہ ہنسدی وہ زخم جگر نہین

لب خشک عشق مین نہین یا چشم تر نہین
ای بزم اپنے قبضہ مین کیا بحر و بر نہین

کیا بیکسی برستی ہے اپنے مزار پر
جز شمع قبر اور کوئی نوحہ گر نہین

بے آہ کیا دکھائین بہار اپنے داغ دل
یہ وہ چمن ہے جس مین نسیم سحر نہین

تے زندگی کے ساتھ عزیز و رفیق یار
بعد فنا کسیکو ہماری خبر نہین

افروختہ ہے آتش گل سے چمن مگر
یارب یہ کیسی آگ ہے جسمین شرر نہین

تو ہی پیام یار کو پونہچا دے ای صبا
بیکس ہون میرے پاس کوئی نامہ بر نہین

کیونکر بیان ہو طول شب وصل یار کا
ای بزم یہ وہ رات ہے جسکی سحر نہین

کسکو اسطرح کے انداز نیاز آتے ہین
سر سے ہم آپکے گھر بندہ نواز آتے ہین

ظلم کو عشوہ سمجھتے ہین جفا کو انداز
جان لیتے ہین جو وہ بر سر ناز آتے ہین

نالے اسطرح کرو نمین شب غم مین العشق
ساتھہ آہونکے نکلکر تری راز آتے ہین

دیکھہ اوس چشم فسونگر کا تماشا اخرخ
شعبدے کیا تجھے ای شعبدہ باز آتے ہین

اک فقط شمع کو ہم پاتے ہین ہمدرد اپنا
تیری محفل مین جو با سوز و گداز آتے ہین

ذبح کر ڈالتی ہے تیغ تبسم مجکو
کبھی جنبش مین جو اونکے لب ناز آتے ہین

دیکھکر زخم جگر کی مرے روتی صورت
گدگدانیکو تری ناوک ناز آتے ہین

ساتھہ آتا ہی بتونکا بھی تصور ای شیخ
تیری کعبہ مین جو ہم بہر نماز آتے ہین

دام مین پھانس لیے مرغ نظر لاکھونکے
پیچ کیا کیا تجھے ای لف دراز آتے ہین

جنس اعلے سی ہے ارزان مقابل اسفل
ایک ہی نرخ مین محمود و ایاز آتے ہین

کوئی مرجای کہ جیتا ہی ای بزم حزین
وہ بھلا کب ستم و ظلم سی باز آتے ہین

سختیان جھیلو نمین کیونکر سیکڑون
ایک دل میرا ستم گر سیکڑون

یا خدا ہو عشق کا خانہ خراب
اس نے ویران کر دیے گھر سیکڑون

اوسکی چشم شوخ کی گردش کہان
کہائے پلٹے گو مقدر سیکڑون

کس قدر آباد ہے راہ عدم
جاتے ہین لشکر کے لشکر سیکڑون

اچھی اچھی صورتین اللہ نے
کیون مٹا ڈالین بنا کر سیکڑون

نالہ اپنا دور چرخ اون کا خرام
روز دکھلاتے ہین محشر سیکڑون

بزم لینگے ساقی کوثر سے ہم
روز محشر جام کوثر سیکڑون

عشاق اپنے گھر کہ نہ کوی بتا نکے ہین
کہلتا نہین کہ یہ مستوطن کہانکے ہین

ہنگامے جسکے ظلم سے آہ و فغان کے ہین
شاید حضور چاند اوسی آسمان کے ہین

کیہے ہین دلکے داغونکو کسکی عطا کہون
سب مجھسے پوچہتے ہین یہ تحفے کہانکے ہین

دیکہا نہین تو نکا دہن اوس جگہہ کبہی
ای وہم تو جہانکا ہی ہم بہی وہانکے ہین

پروا نے کہتے ہین مری داغونکو دیکہکر
روشن رہین چراغ یہ جس دن وہانکے ہین

دبتے نہین وہ بعد فنا بہی زمین سے
جو خاک مین ملای ہوی آسمان کے ہین

ایچرخ حال پوچہہ نہ اوس شہر حسن کا
رستے جہان جواب تری کہکشان کے ہین

بہیجا ہو اکسی صنم دلنشین کا ہے
آنکہون پہ پاؤن قاصد اشک روان کے ہین

تیرا نشانہ بچ نہین سکتا جو ای اجل
ترکش مین تیری تیر یہ کسکی کمانکے ہین

ای چرخ اپنی چال سے دھوکا نہ مجکو دی
پہچانتا ہون خوب تجھے فتنے جہانکے ہین

حصہ ہی خال گوشۂ ابرو کا بخت دل
سامان آج دعوت زاغ کمانکے ہین

لوحین ہون تربتونکے کہ تختے مزارکے
سب نقش پا مسافر عمر روانکے ہین

پہانسی ہو یا قضای معلق ہوای فلک
لٹکے کسی کی گیسوے عنبر فشانکے ہین

سنئے نہ حال تشنگی آب تیغ کا
چبھے جا بجا جگر مین یہ کانٹے زبانکے ہین

ململ کی کرتیون سے نمایان ہین جا بجا
کیا کہنے اس حباب کے ایسے روانکے ہین

پردیسیونکی قدر ہو پر یونمین کسطرح
اک آدمی وہانکا نہین ہم جہانکے ہین

پہلے سے بہی عزیز ہین کیون نہ مجکو ای گل
ای عندلیب پھول یہ کس باغبانکے ہین

کس سے معاملہ کرین ہین کسکو نقد جان
یوسف اگر ہین آپ تو کس کاروانکے ہین

آنکھونمین جان منہ کو جگر آگیا ہی کیون
کس نے طلب کیا ہی ارادی کہانکے ہین

اس کشمکش مین تار نفس ٹوٹ جائیگا
جھٹکے غضب علاقۂ زلف بتانکے ہین

ای بزم آے آگرہ مین راسپور سے
اب دل ہی خوش کہ سامنے جلسے یہانکے ہین

باتون سے جان آتی ہی ای جان جان مین
ہے زیست کا مزا تری میٹھی زبان مین

جسدن سے گم ہوا تری جلوہ کے دھیان مین
دل کا پتہ نہین ہی زمین آسمان مین

سرگوشیان حضور سے کرتی ہے میری آہ
اغیار جانتے ہین کہ بجلی ہی کان مین

روتا ہون خون آہونکے شعلے بلند ہین
دیکھی شفق زمین مین آگ آسمان مین

قدر دو تا سے پھر گئی شاید تری نگاہ
آتا نہین ہی تیر کوئی اس کمان مین

کسکو سنائین یار نے کوٹے ہی گالیان
اوترین فلک سے آیتین ہین کسکی شان مین

سب میرے رنگ زرد سے کینو کر نہوا اودا س
طاقت نہسا نیکی نہین اس زعفران مین

دشت ستم مین تشنگی قتل کیا مجھے
چھالے ہین میرے پاؤن مین کانٹے زبان مین

ہوتے ہین جب وہ نالہ زنجیر رخفا
کہتی ہین بیڑیان بھی کچھ اپنی زبان مین

کس نازنین کو سینہ سے لپٹا لیا ہی آج
زردی نئی ہی آکے انگیا کی پان مین

سوسن کا پھول داغ جگر بنگیا کیون
چٹکی کسی نے لی تو نہین اونکی ران مین

ای بزم بوسہ لب شیرین کے فیض سے
شیرینی آگئی ہی تمہارے بیان مین

ہستی پہ میری مثل گمان بھی گمان نہین
وہ بے نمود ہون کہ پتے کا نشان نہین

خال اونکے روئے صاف پہ مطلق عیان نہین
مصحف مین آیتون کا کہین بھی نشان نہین

کچھ رفتگان ملک عدم کا نشان نہین
نقش قدم نہین اثر کارواں نہین

یہ کسطرح کہون کہ دہن مین زبان نہین
لیکن مثال شمع مجال بیان نہین

تیر ستم ادہر ہے ادہر ہے سنان آہ
یا ہم ہی ایکدن نہین یا آسمان نہین

احباب رنگ رنگ مراد یکہکر کرے ہے
ایدل ہنسا دی سب کو یہ وہ زعفران نہین

کیا دیکہتے ہو سینہ پر داغ کی بہار
دل جس سے ہو شگفتہ یہ وہ بوستان نہین

گویا کیا ہی شیشہ کو فیض شراب نے
قلقل کی دے رہا ہی صدا گو زبان نہین

تیرے نمک کا شکر ادا کرتا زخم دل
پر ہاے کیا کہو کہ دہن مین زبان نہین

میری جراحتون کو شفا ہوگی چارہ گر
تا حشر اس یا خصکو خوف خزان نہین

کروٹ بدل سکے ترا بیمار ای مسیح
اتنی بہی جسم زار مین تاب و توان نہین

وہ دل کے ساتہہ لیگئے صبر و قرار بہی
ایسا لٹا جہان مین کوئی کاروان نہین

امید وصل ہی نہ کبہی مجکو یاس ہے
کیسر یقین کرون کہ ہر اکدم ہے ہان نہین

اونکا خیال ہے دل خانہ خراب مین
آباد کب ہمارا یہ ویران مکان نہین

مکتب مین طفل اشک صفت عمر کی بسر
لیکن زبان پہ ایک بہی معنی روان نہین

غیرون کو میرے سامنے بسمل نہ کیجیے
قابل اس امتحان کے یہ نیمجان نہین

کیون خوف آپکو ہے مرے دل مین آیئے
آئینہ خانہ ہی کوئی ہو کا مکان نہین

جس نے سہے نہون ستم اس چرخ پیر کے
روئے زمین پہ ایسا کوی نوجوان نہین

سجدہ گر و کیا ہے پے دور آفتاب
واقف فلک کی چال سے پیر مغان نہین

دیوانہ کس کے سایۂ گیسو نے کر دیا
زلف پری سے کم یہ مری بیڑیان نہین

رخسارہ و دہن کی تری وصف کیا کرین
غنچہ کا منہ نہین ہے تو گل کے زبان نہین

شعلہ کیطرح موج ہوا مجکو تیغ ہے
ایموت سانس لینے کی بھی تو ان نہین

یار اونہین ہی کیا اثر بیخودی ہوا
دامن وہان نہین جو گریبان یہان نہین

وہ بیخبر ہے بادۂ توبہ کے کیف سے
جسکو جہان مین بیعت پیر مغان نہین

ہوتا ہے آشکار یہ مژگان و چشم سے
مردم قفس مین بند ہین پر تیلیان نہین

ہو کسطرح سرور کی کمظرف سے امید
خمخانۂ فلک مین می ارغوان نہین

ای برہم نکتہ سنج ہین اس بزم مین تیرے
اہل کمال سے ابھی خالی جہان نہین

درد و غم رنج و الم کچھ تن بیجا مین نہین
ایک مہمان بھی اس خانۂ ویرانہ مین نہین

مبتلا کونسا دل الفت مژگان مین نہین
نیش عقرب کے خلش کس کی رگ جان مین نہین

اپنی تقدیر مین ہے رنگ خزان ای بلبل
فصل گل ہی مگر اک پھول بھی دامان مین نہین

شعلۂ آہ کی گرمی سے پگھلا جاتا ہون
کوئی دوزخ تو مری سینۂ سوزان مین نہین

موسم گل تہا یہ لپس کا لڑانے والا
چوٹ چلتی کبھی اب دست و گریبان مین نہین

عشق آئینہ عارض مین یہانتک رویا
ایک آنسو بھی تو اب دیدہ حیرانمین نہین

تشنہ کامان شہادت کو جو کردی سیراب
اتنا پانی بھی ترے خنجر تر انمین نہین

اوسکی تلوار مین ہے لطف حیات اور ممات
یہ اثر خضر تری چشمہ حیوانمین نہین

کیا سبب ہے جو گئے مرتے ہین عشاق دفن
آب خنجر تو تری چاہ زنخدانمین نہین

باغ کو اس دل پر داغ سے تن طاہر سے
ہمنے وہ پھول چنے ہین جو گلستانمین نہین

درد دل کا مرے اب کون ہے سننے والا
ہمدم ایک قیس تھا اب وہ بیابانمین نہین

خون ناحق کا نشان کچھ تو بتا اے قاتل
تیری دامن مین نہین تیرے گریبانمین نہین

تجکو حاصل ہو جو پیچ وہ بلای تقدیر
سنبلستانمین نہین زلف پریشانمین نہین

کس سے نسبت تجھے دون ای مری تیرہ بختی
یہ سیاہی تو کسی کی شب ہجرانمین نہین

ہر طرف خاک کے انبار نظر آتے ہین
کچھ بھی حسرت کے سوا اور غریبانمین نہین

تیری کشتونکو ملی خضر کی عمر اے قاتل
آب حیوان تو کہین خنجر تر انمین نہین

نہرین اشکونکی ہین گلداغونکی سرواہونکے
کونسا رنگ چمن کلبہ احزانمین نہین

کس سے بہلائین دل اس جوش جنون مین ای بزم
قیس و فرہاد بھی اب کوہ و بیابانمین نہین

جسکو سب اہل زبان مہر و وفا کہتے ہین
آپکی بولی مین کہیے اوسے کیا کہتے ہین

سایہ کہتے ہین کہ آسیب و بلا کہتے ہین
زلفین تم کہتے ہو جنکو اونہین کیا کہتے ہین

ہم بھلا بھی جو کہین لوگ برا کہتے ہین
آپ بیجا بھی جو فرمائین بجا کہتے ہین

یہ جفا جو جسے انداز و ادا کہتے ہین
ہم اوسی چاہنیوالونکی قضا کہتے ہین

آپکے گھر کا وہی صحن وہی بام بلند
عالم دل کا جسے ارض و سما کہتے ہین

روز دیکھا جو مجھے طنز سے یہ فرمایا
ہم اسے ابر کو ساونکی گھٹا کہتے ہین

ہین وہ اندھے جو سمجھتے ہین انہین شمس و قمر
آنکھون والے تری نقش کف پا کہتے ہین

جس نے جینے کی دعا دی مجھے اوس نے کو سا
زلیست کو شہر محبت مین قضا کہتے ہین

جام مے ہاتھ مین لو آنکھہ کہا کر کہو
کسکو ارباب خرد ہوش ربا کہتے ہین

اپنی کچھہ بیدمنی کی بھی خبر ہے کہ نہین
آپ کس منہ سے مجھے بے سر و پا کہتے ہین

بیوفا مینے کہا تمکو تو کیا قہر ہوا
کہنے والے تو کچھہ اس سے بھی سوا کہتے ہین

دم عیسی جسے سب کہتے ہین یار روح قدس
ہمتو اوسکو ترے کوچہ کی ہوا کہتے ہین

منہ پہ جو ڈالے ہے نشہ مین تو نیچے کی نقاب
اوسی مے کو عرق شرم و حیا کہتے ہین

قصد پرواز جو ہی کعبہ ابرو کیطرف
طائر روح کو ہم قبلہ نما کہتے ہین

کیا غضب ہے کہ برہمن اوسی بت سے ٹھہرا
اپنے ایمان سے جسکو خدا کہتے ہین

بزم جاتے تو ہو تم دیکھئے کو پیغام وصال

داد ہر کتا ہی کہ وہ دیکھیے کیا کہتے ہین

حکم رونیکا شب ہجر جو ہم دیتے ہین
جوش طوفانکی خبر دیدۂ نم دیتے ہین

اپنے سائل کو نیا رخت صنم دیتے ہین
بدلے کملی کے گلیم شب غم دیتے ہین

گو شب ہجر مین وہ رنج و الم دیتے ہین
میری اوقات سے لیکن مجھے کم دیتے ہین

در مقصود سے بہر دیتے ہین وا مان طلب
ابر نیسان کیطرح اہل کرم دیتے ہین

کیون طلب جانکی ای جان جہان ہے مجھسے
پھر وہ لیتے نہین جو اہل کرم دیتے ہین

تیری فتار بتاتی ہی نشان ہستی
خبر ملک عدم نقش قدم دیتے ہین

رد کر جانکا کیے دیتے ہین سب پر اظہار
کیا ندامت مجھے یہ دیدۂ نم دیتے ہین

بلبلین کیون تری فتار پہ ہوتی ہین فدا
کیا شمیم گل تر نقش قدم دیتے ہین

سرمۂ چشم بصیرت جو طلب کرتا ہون
لیکے چکٹی مین مجھے خاک قدم دیتے ہین

یہ بھی دیتے نہ اگر اون سے شکایت کیا تھی
شکر کرتا ہون جو وہ نعمت غم دیتے ہین

تیری فتار بتاتی ہی رہ ملک عدم
ہمکو منزل کا نشان نقش قدم دیتے ہین

کون ہے لخت دل فاطمہ سا دریا دل
ایک آنسو کی عوض باغ ارم دیتے ہین

غافلو عالم ہستی مین نشان قبر و لحد
خبر منزل ارباب عدم دیتے ہین

علم آہ حزین شاہی کوہ و صحرا
حضرت عشق بڑا جاہ و حشم دیتے ہین

زاہدونکو خم ابرو جو نظر آجائے
تو ابھی سر تہ محراب حرم دیتے ہین

جن بتونپر ہی فدا جان تصدق دل ہے
شان اللہ کی ہی وہ ہمین غم دیتے ہین

دشت وحشت مین نہ کیون خار و کا منون ہمین
کیا پھپولونمین مزا زیر قدم دیتے ہین

ایسے خود مطلبون سے بات مین کیا کرتا ہون
آپ سمجھے ہوئے ہین مجھپہ یہ دم دیتے ہین

طالب وصل ہو تمین اور وہ ہین طالب جان
مین اونہین دیتا ہون دم وہ مجھے دم دیتے ہین

بت کبھی مارتے ہین اور رجلاتے ہین کبھی
اپنے کشتونکو نیا روز جنم دیتے ہین

بوسہ کیا چیز ہے انکارتے تمکو جس سے
جان بھی مانگیے تو اہل کرم دیتے ہین

خواہش وصل مین وعدون وہی سے آتا ہی مزا
کیا سمجھتا نہین مین مجکو وہ دم دیتے ہین

جان و دل لینے کی رہتی ہین تقاضے ہر دم
پر کبھی منہ سے نہ نکلا کہ یہ ہم دیتے ہین

بوسہ تو قسمت عاشق مین کہان لکھا ہے
یہ غضب ہے کہ وہ دشنام بھی کم دیتے ہین

یہ بری لوگ ہین اللہ بچائے ان سے
غیرون سے ملنے کی ہم تمکو قسم دیتے ہین

باندھکر لائے ہین ہم اونکی کمر کا مضمون
زندگی مین خبر ملک عدم دیتے ہین

کیون نہ بیداد گری مین ہو وہ مشہور استاد
غیر اونکو سبق مشق ستم دیتے ہین

نگہ تھہرتی ہی اب مجھسے پھری رہتی ہے
غم تو ستا ہی بہت کیون وہ مجھے کم دیتے ہین

یہ وہی دل ہی خریدار تھے پہلے جسکے
مفت لیتے نہین اب تمکو جو ہم دیتے ہین

درہم داغ و درد اشکوں زردی رخ
سیمتن اپنے گدا کو یہ رقم دیتے ہین

اس ہوا سے نہین کہلنے کا مرا غنچہ دل
بزم کو آپ عبث وصل کا دم دیتے ہین

تنگ آغوش تہی اپنا ہون جسے اونکو ای بزم
مسکیان بہر ہے ہین روتے ہین قسم دیتے ہین

ہم ازل سے ہین تری چشم کے بیمار و نمین
مرض عشق پسند آیا ہے آزار و نمین

ابر ہی آتی ہے گھٹا شور ہے مینہ برسے ہے
پھول اڑتے ہین بہار آئی ہے گلزار و نمین

رنگ پھولونمین دکھاتا وہ ادہر جوبن
ہنسے گلدستے نہ دیکھے تھے کبھی یار و نمین

مرگ دشمن پہ مجھے رشک نہ کیونکر آئے
وہ پریرو ہے شریک اوسکے عزادار و نمین

شور فریاد تھا اندر نمین جو شب کو ای شوخ
کس کے مرنیکا یہ ماتم تھا گریبان نمین

تجھسے کیون بوی وفا آتی ہے مجکو پس مرگ
میری تیجے کے ہین کیا پھول ترے ہار و نمین

ملگئی عمر ابد ابرو ونکے کشتونکو
ای پری آب بقا ہے تری تلوار و نمین

رخنہ بندی جو حضور آپکو ہے مدنظر
آنکھین مشاقونکی جڑ دیجئی دیوار و نمین

ڈر یہ ہے ریش مبارک نہ گلابی ہوجائے
شیخ آتے ہوئے گھبراتے ہین میخوار و نمین

سرخ پوشاک جو پہنے ہین جوانان چمن
رنگ لاتا ہے لہو کس کا یہ گلزار و نمین

دشت مین غل ہے مری پا دیہ پیمائی کا
شور ہے آبلہ پائی کا مری خار و نمین

حالت گریۂ غم پوچھنے ای بحر جمال
جوش ایسا کبھی یکجا نہین فوارونمین

کوئی جز حسرت و حرمان نہین شاعر ای بزم
یہی دو ایک ہین مجمہ زار کے غمخوارونمین

سن لیا ہی جب سی نام قیصر ہندوستان
گوہر تاج فلک ہی افسر ہندوستان

کیون نہ دوبالا ہو نہ قدر کشور ہندوستان
جب کوئین وکٹوریا ہو قیصر ہندوستان

جب سی سکہ قیصر ہندوستان کا ہو گیا
مہر و مہ سی ہی سوا سیم و زر ہندوستان

سکۂ شاہنشہ آفاق کا اللہ ری فیض
کیمیا گر بنگیا ہر زرگر ہندوستان

ہو گیا گوہر فشان تینت دربار مین
آکے ہر سردار والا گوہر ہندوستان

قیصری دربار کی تصویر زیبا کینچکر
طعنہ زن مانی پہ ہی صورتگر ہندوستان

ہین سریر حکمرانی پر جناب وایسرای
زینت دربار ہی ہر سرور ہندوستان

ہین گورنر آفتاب آسمان برتری
لشکر انجم سی بڑہکر لشکر ہندوستان

وصف کرتے ہین شجاعان ولایت کا مدام
یک زبان ہو ہو کی تیغ و خنجر ہندوستان

قیصر ہندوستان کے آئینہ دارونمین ہی
ہو کوئی بالفرض اگر اسکندر ہندوستان

نظم کرکے لائی ہین اس بزم مین ای بزم ہم
شاعرانہ نذر جشن قیصر ہندوستان

اگر اصلاح تحریر مقدر پردہ مایل ہو
تو حق یہ ہے خط تقدیر یہ خط باطل ہو

اونہین منظور ہے یہ آج مقتل رشک محفل ہو
چلین ساغر شراب مے تکین اور رقص بسمل ہو

امید وصل کیا اوس سے ایدل آرزو کیسی
بھلا جس رشک لیلے کا حجاب شرم محمل ہو

نظر آتا ہی جسدم اضطراب برق گردن پر
گمان ہوتا ہے شاید یہ مری بیتابی دل ہو

نگاہ شوخ سے دیکھون شہید ابرو کو
کبھی یہ طائر قبلہ نما بھی مرغ بسمل ہو

طلب اوس نے کیا پیک اجل آیا ہی لینے کو
سفر ہی پر خطر دیکھین کہان آج اپنی منزل ہو

سہے لاکھون ستم تیری ہمار اضبط بھی دیکھا
جو ہم اک آہ کر بیٹھین تو پھر اک خلق مشکل ہو

بجز دو قرص نان ماہ و خورشید اور بھی کچھ ہے
کوئی دنیا مین ای گردون دون ایسی بھی منزل ہو

کیا قتل اوس نے مجکو اور عمر جاودان بخشی
الٰہی تا ابد آباد دنیا ہو وہ قاتل ہو

کیسکے دست بوسی سے حنا بھی رنگ لائی ہے
کہو اوس سے لگا کر خون شہید دین نہ داخل ہو

لگایا ہی وہ کاری زخم دلسے بزم کو چمکو
ترقی پر الٰہی اور زور دست قاتل ہو

نہ مین وحشی ہون نہ تو ہوش سے بیگانہ ہو
جسکو تسلیم کری عقل وہ دیوانہ ہو

مین ہون یا غیر تری عشق مین دیوانہ ہو
قابل سیل بلا کوئی تو دیرانہ ہو

ہجر مین صورت مقتل مجھے میخانہ ہو
چشم مریخ فلک نطر و نمین پیمانہ ہو

طالب زینت اگر زلف کا دیوانہ ہو
بالو نمین پنجۂ مژگان پری شانہ ہو

وا لکو ہے نشو و نما کشت شہادت مین بس
سبز آب دم خنجر سے مرا دانہ ہو

لب شیرین کا تصور جو ہو زندانیمین مجھے
دہن مور مین زنجیر کا ہر دانہ ہو

مین ہون اسمین کہ کوئی اور ہو ایسا معرکہ جو
جسکو با تو نمین اوڑا دو ہی پروانہ ہو

جوش وحشت مین خموشی کی جو تعلیم کرون
خار صحرا کی زبان پر مرا افسانہ ہو

دشت عرفا نمین نہین خاک اوڑانا آسان
کوئی بھلول سا دانا ہو تو دیوانہ ہو

ہندوے زلف بتان ہی ہو برہمن جسکا
یا الٰہی دل آشفتہ وہ بتخانہ ہو

تم جو لکھو او مری حق مین بھلا ہو کہ برا
صاف نقل خط تقدیر وہ پروانہ ہو

سخت جانی جو مری لف کے سو نمین رہ گئی
سانپ کا دانت ہو خنجر مین جو دندانہ ہو

نازنینون کا جو قبضہ ہو دل حیران پر
ای فلک شیش محل آئینہ کا خانہ ہو

نالۂ درد جدائی جو کبھی سن پائین
سبزۂ گوش بتان رنگ سے بیگانہ ہو

آبرو ہو گئی اس عہد مین ایسی بیقدر
نہ چلے ہنس بھی موتی کا اگر دانہ ہو

شیشہ چرخ جہان تو ڑین ہم ای پیر مغان
بہر مستان ازل ہو تو وہ میخانہ ہو

اپنے آنے سے سوا سی بھیجدے پہلے مری پاس
ای شب غم جو ترا موت سے یارانہ ہو

جان بلب ہو نمین شب ہجر کی تاریکی سے
کاش بجلی ہی سی روشن پیہ شیشہ خانہ ہو

قیمت وصل نہین نقد شہادت ایدل
ہو اگر گنج شہیدان بہی تو بیعانہ ہو

حشر مین کاش مجہے اونکے حوالے کردین
داد خواہی کی خطا پر بہی جرمانہ ہو

دل بتیا بکوروکے ہوی رہنا للہ
بزم جانانہ مین جوای بزم ترا جانہ ہو

(ردیف ہای ہوز)

تیرا جلوہ دیکہکر رہجای شدر آئینہ
بیخودی مین ہوا بہی جانیسے باہر آئینہ

ہی غبار رشک کے باعث مکدر آئینہ
اوسکو منہ دکہلائیگا کیا خاک تہپر آئینہ

دیکہہ لے اوس ماہ کا گر رخ انور آئینہ
آرسی ہو جوش غیرت سے گہٹکر آئینہ

آبرو کہوی بنا کر ای سکندر آئینہ
کوڑیونکے مول اب بکتا ہے در در آئینہ

ہوگیا میرا رقیب اب ای ستمگر آئینہ
تیری آگے سی نہین ہٹتا گہڑی بہر آئینہ

کہلگیا اس سے یہی مطلب جواب صاف ہے
لاتا ہی خط کے عوض میرا کبوتر آئینہ

دہوی ہی اشک ندامت نے مری فردگی
صاف ہوکر بنگیا عصیانکا دفتر آئینہ

مرکے اہل زر کی کب دست ہوس کوتہ ہوی
ہے ہر اک پر قصد دست سکندر آئینہ

سبز خط اونکا اگر دیکہے نہ لاتا ب ضبط
مثل طوطی بول اوٹہے ایدل مقرر آئینہ

روز خود بینی کا پڑہتے ہین سبق اس حسینہ
سے ہے مگر استاد انکا ای سکندر آئینہ

یہ صفا کاری بھی اک دھوکے کی ٹٹی ہی فقط
قلعی کھل جائے جو نکلے گھر سی باہر آئینہ

اس بڑھاپے مین بھی ہین آج خلی آرائشین
ہر ستارہ آرسی ماہ منور آئینہ

وہ عجب صورت سے خلوت مین مجھے آئی نظر
ہاتھ مین کنگھی تھی اور رخ کی برابر آئینہ

وہ سکندر کی ہی صنعت اور یہ جم کا طلسم
مرتبے مین ہین برابر دونون ساغر آئینہ

جلوۂ کونین مثل جام جم آتا نظر
دل کا عاشق کے بنا تا گر سکندر آئینہ

رشک آیا دیکھکر اپنی برابر کا حسین
توڑ ڈالا یار نے غصہ مین آکر آئینہ

جام مین بادہ ہے اور بادہ مین عکس روے یار
ماہ مین ہے آفتاب اور اوس کے اندر آئینہ

دیکھکر گیسو و رخ اوسکا یہ ہوتا ہے گمان
رکھہ گیا ظلمات مین شاید سکندر آئینہ

میرے دل کے ٹکڑے اسدرجہ ہوے دفن اسمین
ہو گیا شہر خموشان مین بھی گھر گھر آئینہ

اپنی اس حیرت زدہ صورت پہ اترائی نہ وہ
سامنے اوس کے آئے منہ کو دھو کر آئینہ

دیکھہ لیتا آرسی تیری اگر ای ماہرو
چور ہی کر ڈالتا اپنا سکندر آئینہ

دل مکدر صاف ظاہر مین ہے لوگون کا حال
گھر کے اندر ہے خس و خاشاک باہر آئینہ

ہی یہ صورت اور پھر لب پر نہین دعوے کا ذکر
آج ہم سمجھے کہ ہان ہے اہل جوہر آئینہ

کسکے گھر جا کر رہی شبکو پریشا کیسون مین بال
دیکھیے صورت تو اپنی آپ لیکر آئینہ

اپنی صورت پر ہے کیا وہ عاشق اندوہگین
کیون جدا ہوتا نہین آگے سی دم بھر آئینہ

جس نے دیکھا عکس شمشیر علی دو ہو گیا
بنگیا تھا سایہ تیغ دو پیکر آئینہ

اوسکا جلوہ دیکھنے کیون چاہتا ہے پھر ناخدا
تیری پہلو مین تو ہے بہتر سی بہتر آئینہ

عدل کا بازو ہے احمد کی کہون کیا جان نرم
ہے ہر اک پر قصہ باز و کبوتر آئینہ

(ردیف یای)

سجدہ کا عوض پاؤنکی ٹھوکر تو نہین ہے
سر ہی تری دروازہ کا پتھر تو نہین ہے

کیون اسمین ہوے جایے ہین دیوانے گرفتار
زنجیر جنون زلف معنبر تو نہین ہے

کیون زیر لحد جلوۂ جانانکا ہون مشتاق
چھاتی پہ مری طور کا پتھر تو نہین ہے

بلبل جو بنا ہے دل بیتاب اسی کا
داغ شکم احباب گل تر تو نہین ہے

کس طرح مری آینہ دلکو دو چین
حاصل مجھے اقبال سکندر تو نہین ہے

آپسمین کٹے مرتے ہین عشاق زنخدان
اس چاہ مین آب دم خنجر تو نہین ہے

ہر روز جواب وصل کی ٹھہری ہے الٰہی
خورشید مرے بخت کا اختر تو نہین ہے

ادنی سی اشارے مین ہے ہو جاتے ہین سب دو بج
ابرو جسے کہتے ہین وہ خنجر تو نہین ہے

کیون سوے حرم سجدہ کیا کرتے ہین زاہد
سر پھوڑنے کو کعبہ کا پتھر تو نہین ہے

فرقت مین گلا کاٹنے سی منع کرے کون
منظور مجھے وصل تن و سر تو نہین ہے

مانا کہ ہے کچھ قد موزون سے مشابہ
پر سرو چمن تیری برابر تو نہین ہے

کسطرح اوٹھے روز شب ہجر کی سختی
ایجان یہ دل ہی کوئی پتھر تو نہین ہے

دیوانہ نہین چاہتا ہون جو اوس دشمن جانکو
کچھ زندگی اپنی مجھے دوبھر تو نہین ہے

رنج آکے رہے اسمین کہ غم اسکا گلہ کیا
ایجان مرے دل مین ترا گھر تو نہین ہے

کیا دور فلک ہو تری رفتار سے ہمسر
فتنہ ہے مگر فتنۂ محشر تو نہین ہے

ساقی مری آنکھونمین پھرے آتے ہین کیون آنسو
خالی کوئی میخانہ مین ساغر تو نہین ہے

دامن جو بچاتا ہی مری خاک سے ہر بار
وہ آئینہ رو مجھسے مکدر تو نہین ہے

موجود صراحی بھی ہے ساغر بھی ہے مے بھی
کیا لطف کہ پہلو مین وہ دلبر تو نہین ہے

آزردہ ہوے جاتے ہو کیون بیٹھے بٹھاے
کچھ خیر ہے منظور نمین تیر تو نہین ہے

دل میرا کہا مانے نہ مانے تجھے کیا کام
ایجان تری حکم سے باہر تو نہین ہے

دریاے سرشک اسکو بہادے تو عجب کیا
کچھ خانۂ تن سد سکندر تو نہین ہے

خود چاہتے ہین ہم دل مضطر کو بنانین
پر صبر کی سل ہم کو میسر تو نہین ہے

کوئین نے گلا کاٹکے دی جان پر ایدل
احسان کسی کا مری سر پر تو نہین ہے

اعجاز کا چلتا ہی چلن نامہ بر یار
لایا ہے صحیفہ یہ پیمبر تو نہین ہے

کیون خوابمین بھی ناے کیا کرتی ہو بیدرد

تکیہ مین پر مرغ نوا گر تو نہین ہے

مر کے دیوانہ سرو قد دلدار رہے ہے
طوق مین قمری کی مانند گرفتار رہے ہے

جان اور دل سی ہر اک تیرا خریدار رہے ہے
بڑھکے یوسف سی تری گرمی بازار رہے ہے

آدمی موت سے غافل نہ ہو ہشیار رہے ہے
خوب ہے گور گڑھا پہلے سی تیار رہے ہے

لطف دیدار و شہادت کا تب ای یار رہے ہے
سینہ زانو نکے تلے حلق پہ تلوار رہے ہے

سر خرو تا بہ ابد خلق مین ای یار رہے ہے
خون عشاق سے رنگین تری تلوار رہے ہے

ایک گردش مین سدا صورت پرکار رہے ہے
چین سے ہم نہ تہ گنبد دوار رہے ہے

تیری امت کی سدا گرمی بازار رہے ہے
یا نبی حق انہین بند و نکا خریدار رہے ہے

رات بھر سینہ پہ یہ مصحف رخسار رہے ہے
ای صنم وصل مین اخلاص سے پیار رہے ہے

بار غم نے پس مردن بھی نہ پیچھا چھوڑا
خاک حسرت کی مری قبر پہ انبار رہے ہے

جامۂ جسم ترا لوی وفا بس جاکر
میرے بھونکا گلے مین جو تری ہار رہے ہے

طور پر حضرت موسی کو دکھایا جلوہ
ہمین محروم تری دید سے ای یار رہے ہے

رند لیجائینگے زاہد اسی صافی کی لیے
ہاتھ کٹوادین جو کل سر پہ ستار رہے ہے

یا مراد دل ہی بر آجو نہ کسینے پوچھا
یا نہ اس جنس کی دنیا مین خریدار رہے ہے

وہی نادان ہے دنیا مین رہے جو غافل
وہی عاقل ہے جو اس خواب مین بیدار رہے ہے

دور ہون پر ہے خیال آپکا مجھسے نزدیکیا
آپکو بھی تو ذرا پاس دل زار رہے

جب تو خاصان خدا سے دیا دنیا کو طلاق
زر ہی ہو کے کسی کی نہ یہ مردار رہے

تشنہ کامان شہادت کو جو کردی سیراب
آب اتنی تو تری خنجر خونخوار رہے

وار گردن پہ کروہ کہ نہ تسمہ رہجائے
کچھ اوترتی ہوئی سینہ سے بھی تلوار رہے

کس طرح آئے یقین خلد کے ملنے کا ہمین
جبکہ دنیا نہ ملی لاکہہ خریدار رہے

ناتوان عشق مین اوس گل کے ہوئے ہم ہر چند
دیدۂ دشمن بدبین مین مگر خار رہے

رشک کی آگ مین ہمسے نہ جلا جائے گا
ہم نہ آئینگے اگر بزم مین اغیار رہے

بے نقاب آج سر بزم وہ شوخ آتا ہے
اب خدا رکھے تو پہلو مین دل زار رہے

توڑ دی رشتۂ جان بھی مرا دست جنون
جامۂ جسم مین باقی نکوئی تار رہے

حسرت دید مین جھپکین نہ ہماری آنکھین
تار ونکی طرح شب ہجر مین بیدار رہے

پوچھو عصیان ناکامی کا تب اعمال سے حال
ایکدن کو بھی محرر نہ یہ بیکار رہے

گلشن حسن مین کہے نہ قدم بیگانہ
سبزۂ خط نہ قریب گل رخسار رہے

دختر رز کی محبت مین چلی جان یہ خ
دامن ابر کفن کے لیے تیار رہے

نہ چھپا کاتب اعمال سے احوال بشر
پیچھے ایک ایک کی دو دو یہ خبردار رہے

چرخ نے باندہی تو میرے ستانے پہ کمر
ذرا آہ دل سوزان سے خبردار رہے

ہم کب آئے ہین کہ بازار جہان خالی ہے
کوئی یوسف ہی ہاں اب نہ خریدار رہے

آج دو تیر وہ لاتے ہین کمانکی ہمراہ
دل سی کہدو کہ جگر سی بھی خبردار رہے

دختر رز نہین آسیب پری سی کچھ کم
بند شیشہ ہی مین بہتر ہی پہ مردار رہے

چین لے ای دل بیتاب وہ ہین آنیکو
ہوس ہے بھی کوئی کہدو کہ خبردار رہے

حشر کو کیون نہ تمنا ہو تری ٹھوکر کی
بڑھکے جب صور سے پازیب کی جھنکار رہے

جیتے جی گلشن جنت کی فضا حاصل ہو
جاکے جو باغ نجف مین کوئی دیندار رہے

کوئی منصور سے حق کہنے کی پوچھی تعذیر
جو کہے منہ سی ناحق وہ سردار رہے

بعد مردن بھی ہوا اوج نہ کم یار و نکا
چار کے کاندھونپہ تابوت بھی سوار رہے

منتشر صبر و خرد کیون نہو جب دل جائے
بی سری فوج ہی قایم جو نہ سردار رہے

نوک مژگان کی خلش دلمین مزا دیتی ہے
ای کماندار انہین تیرونکی بوچھار رہے

سرد بازار ہو نقد سخن کا افسوس
جیسے اس جنس کے دنیا مین خریدار رہے

دلکو آسیب شب ہجر نہ پہونچائی ضرر
میرے سینہ پہ جو وہ مصحف رخسار رہے

ایک حالتمین نہ رہنے دیا گردون نے ہمین
کبھی ثابت رہے ہم اور کبھی سیار رہے

ابتو وحشت کا مکان دشت و جرمانکا ہی گھر
عرش پہ رکھو کہین کیسین اگر یار رہے

ہون وہ بدبخت کہ دنیا مین نہین جسکا نظیر
کیا عجب مجھسے اگر ننگ کو بھی عار رہے

سو کے ٹکڑونکو بھی سونیکے نوالے سمجھے
ہم تو ہر حال مین خوش ای مرے غفار رہے

ڈال دو پیار سے اکروز گلے مین باہین
میری گردن مین کبھی تو یہ نیا ہار رہے

تیرا دیوانہ جو ٹکرای سر اپنا ای بت
در نظر آئین نہ ثابت کوئی دیوار رہے

وہ بھی دل ہونگے جو آرام سے رہتے ہونگے
اک مرا دل ہی جسے سیکڑون آزار رہے

کم نجانے کوئی انسانکو بڑی شخص ہین یہ
جانے کیا کرتے مگر موت سے نا چار رہے

کیا کہین درد محبت مین جو اوٹھتا ہی مزا
ہمکو آزار رہی بھی تو یہ آزار رہے

کسطرح ہمکو یقین ہو کہ نہ موت آئیگی
دار فانی مین نہ جب احمد مختار رہے

قصد ہے گور غریبان کیطرف اوکا آج
پیشوائی کے لیے حشر بھی تیار رہے

دلمین آتے تو مجھے کیا یہ خدا کا گھر تھا
میرے گھر آو تو احسان ای یار رہے

ہم ہوے یا کہ ہو حضرت یوای عشق
کبھی دو چار مصیبت مین گرفتار رہے

کیا حسین ملک عدم مین بھی دیکھے آئے
جن سے ملنے کو لب مرنے پہ تیار رہے

دیکھے اوس طفل برہمن کو جو تو ای زاہد
بدلے تسبیح کے پھر عاشق زنار رہے

اس اشارہ سے اوٹھاتا ہی مجھے وہ بدخو
آج بیٹھا نکو ئی بزم مین زنہار رہے

جب سے لیں آپکی زلفونکی بلائین مین نے
جلسے آسیبونکی سر پر مرے ای یار رہے

شیشہ دل مرا رہنے کو لیے اچھا ہے
جو پری بن کے ترا سایہ دیوار رہے

کشور دل پہ صف آرائی ہے فوج غم کی
تیر آہونکے چلین نالہ عملدار رہے

بزم کو چھیڑ نہ دینا جو یہ رو دے پل بھر
پھر نہ در کوئی رہے اور نہ دیوار رہے

ہمراہ ہو نہین سوز جگر دیکھتے چلیے
رستہ مین ذرا رقص شرر دیکھتے چلیے

کہتا نہین مین خون جگر دیکھتے چلیے
دامن کو بچائے ہوئے سر دیکھتے چلیے

بند آنکھین کیے جایئے کیون ملک عدم کو
یہ راہ ہے پر خوف و خطر دیکھتے چلیے

ڈرہے کہین بل جنبش دامن سے بچھڑ جائے
ہر دم طرف تار کمر دیکھتے چلیے

ای جذبہ دل کھینچکے لے آدم آخر
حسرت ہے اونہین ایک نظر دیکھتے چلیے

کانٹا نہ چبھے راستہ مین آنکھین بچھے ہین
سوئے مژہ دیدہ تر دیکھتے چلیے

عشاق کا رونا نہین کچھ سیر و تماشا
پھسلے نہ کہین پای نظر دیکھتے چلیے

ہمراہ سواری ہین کیے گوشہ نشین بھی
للہ کن آنکھیون سے ادھر دیکھتے چلیے

گو قبر سے کچھ کام نہین راہ عدم مین
پر موت کی خاطر سے گذر دیکھتے چلیے

تاکید حیا کی ہے یہ اون سے دم رفتار
جس سمت نہو کوئی ادھر دیکھتے چلیے

اعضای بدن کہتے ہین ای مرزہ دم نزع
ہمصحبتونکو وقت سفر دیکھتے چلیے

تیرہ بختی کی شب بسر نہوئی
دوسری رات عمر بھر نہوئی

درد دل کی دنہین خبر نہوئی
آہ منت کش اثر نہوئی

برق رخ دلمین جلوہ گر نہوئی
نبض موسیٰ رگ جگر نہوئی

پس گیا کون کچھہ خبر نہوئی
کبھی نیچی تری نظر نہوئی

یار کی دید عمر بھر نہوئی
آنکھہ شرمندہ نظر نہوئی

کیا مرے بخت کج کی ہی شاگرد
مجھسے سیدھی تری نظر نہوئی

میرے سر آنکھونکا پڑا الزام
مین ندیدہ ہوا نظر نہوئی

روز کہائے مزے مزے کیکے زخم
کبھی اس کہانیکو نظر نہوئی

تیری چتون پہری ہی مجھسے
میری قسمت ہوئی نظر نہوئی

نگہہ لطف کی بہی تاب نہین
لنترانی ہوئی نظر نہوئی

گو کہ قلعی کہلی شب غم کی
پر ہوئی چاندنی سحر نہوئی

وعدہ جلوہ کب ہوا پورا
جسکے دن تم تہے وہ سحر نہوئی

کفن آیا نہ جبتک اے شب غم
شرم سے روبرو سحر نہوئی

مرنیوالے کے نہ اے شب غم
پہرا ہوا کیا اگر سحر نہوئی

شب فرقت نے بسکہ تنگ کیا
گہر مین گنجایش سحر نہوئی

بیخود و نکو کسی کی کیا پروا
تم بھی آئے یہین خبر نہوئی

حال کہتا مرا کسی پر کیا
مجھسے واقف مری خبر نہوئی

گالیان دیکے پوچھتے ہو حال
بدزبانی ہوئی خبر نہوئی

چپکے یون منہ سے جان دی تجمیر
کہ فرشتونکو بھی خبر نہوئی

دلمین چپکے چپکے آکر رہتے ہو
پھر مری تمکو کیون خبر نہوئی

گو نزاکت ہزار کھل کھیلی
پر یہی ظاہر تری کمر نہوئی

ای پریرو طبیعت شاہان
ہوئی نازک مگر کمر نہوئی

ہوئی باریک بال سی بھی نگاہ
مگر اوس شوخ کی کمر نہوئی

ہوگئی زلیست چھاتی کا پتھر
مگر اوس بت کا سنگ دل نہوئی

رنج اوٹھانیکے کام تو آتی
سخت جانی مرا جگر نہوئی

زخم دل نے ہزار کی تدبیر
مجھہ مین اون مین ہنسی مگر نہوئی

تو جو ای مہر نیمروز نہ تھا
حشر کے دن کی دوپہر نہوئی

قبر نے سانچے مین بہت ڈھالا
سیدھی قسمت مری مگر نہوئی

لیگئی خاک بھی نہ اوس جا تک
ای ہوا تو کبھی ادھر نہوئی

پس کے تنگی سی سرمہ ہوجاتی
قبر کی رات میرے گھر نہوئی

کوہ غم کا بھی بوجھ اوٹھا لینگے — زندگانی پہاڑ اگر نہوئی
گوشہ گیری مین آبرو نہ بڑی — یہ صدف صاحب گہر نہوئی
دشمنی کا تو اونکو ہے انکار — قہر ہے مہر بھی اگر نہوئی
خاک اوڑاتے ہین اونکی راہ مین غیر — آج کو میری چشم تر نہوئی
جامۂ حیرت ہے ناز کی تیری — رگ غفلت بنی کمر نہوئی
ایسی غفلت سے نیند بہتر ہے — عمر کیون خواب مین بسر نہوئی

نالۂ بزم کب گیا خالی
آہ کب ہمدم اثر نہوئی

آئے ہین آنکھین سینکنے اونکی شباب سے — دیوانے آگ مانگتے ہین آفتاب سے
سوزش جگر کی کم ہوئی کیف شراب سے — دلکی لگی بجھی قدح آفتاب سے
نور قمر سے فرش تراتھا کہین لطیف — اس چاندنی کو داغ لگا ماہتاب سے
لکھتے ہین میری نالونکو کیون کاتب عمل — کیا کام مد آہ کو فرد حساب سے
بل کر رہی ہین دونون جگر سے تمہاری بال — ہندوی زلف جلتے ہین لوئی کباب سے
خنجر کبھی گلے پہ کبھی زہر کی تلاش — کاٹا شب فراق کو کس کس عذاب سے
کہائے ہین کیا ڈبو کے کنبا دل خزین — آتی ہی بوئی خون تری جھوٹی شراب سے

بخشائینگے خدا سی قیامت مین بزم کو
امید ہے جناب رسالت مآب سے

شوق گیسو مین بسر عمر رواں ہوتی ہے
دیکھیے شام مسافر کو کہان ہوتی ہے

جس جگہہ تیری جفا چرچہ بہی بیان ہوتی ہے
ڈر سی دانتونکی تلے میری زبان ہوتی ہے

دہین لیجاتی ہی تیری شب فرقت مجکو
وقت سی پہلے جہا موت نہان ہوتی ہے

ہوتی ہے سیر گلستان سے جنونکی تحریک
فصل گل شرح کتاب جفقان ہوتی ہے

بولتے ہی نہین تم ہو کے مکدر مجہہ سے
بات بہی گرد کدورت مین نہان ہوتی ہے

آہ پیری سے کرتا ہو مین نالے ایچرخ
کعبہ دل مین دم صبح اذان ہوتی ہے

تیر گہبرا کے وکالت کی لیے آتے ہین
مجسے ای ترک کشیدہ جو کمان ہوتی ہے

طبع بیتاب ٹہرتی نہین اک جا دم بہر
کبہی ہوتی ہے یہان گاہ وہان ہوتی ہے

دل ہاڑی دہین تو لوٹتی ہین دولت دین
یہ نئی روشنی ای بزم جہان ہوتی ہے

دیکہہ ادہر شرم سے منہ پہیر کے جانیوالے
چار آنکہین تو کرای آنکہہ چرانیوالے

دیکہکر اونکو قیامت مین کہینگے عاشق
آئے وہ فتنہ محشر کے اوٹہانیوالے

بند ہوتا نہین صحرای عدم کا رستہ
روز دنیا سے چلے جاتے ہین جانیوالے

تیری دزدیدہ نگاہون سے عیان ہوتا ہی
ہین یہی چور مرے دل کے چرانیوالے

ناز بردار اوٹھے جاتے ہین سب دنیا سے
زندگی سے ہین خفا تیری منانیوالے

کیا مزا دیتا ہے قاتل تری تلوار کا پھل
سیر ہوتے ہی نہین زخمونکے کھانیوالے

بعد مردن ہے عیان چہرہ سے حسرت الیسی
روئے دیتے ہین مری لاش پہ آنیوالے

جز غم و رنج ہے اس عالم ایجاد مین کیا
دھوکا کھاتے ہین عدم سے لوہر آنیوالے

بحر ہستی مین نہین مثل حباب آنکو ثبات
دل مین کیا سمجھے ہین محلونکے بنانیوالے

کر نہ ای واعظ مکار ریا کی باتین
دام تزویر مین کب پھنسے ہین آنیوالے

یہ کوئی جھوٹی قسم ہی کہ جو کھا جاتے ہین
زہر غم کے ہمین دنیا مین ہین کھانیوالے

مثل دنیا ہی عدم بھی کوئی دلچسپ جگہ
نام آنیکا نہین لیتے ہین جانیوالے

آپکے تیر نہ ٹھہرینگے مری پہلو مین
دل مین گھر کرتے ہین کسواسطے جانیوالے

جان جبتک کہ ندین قبر نہین ہاتھ آتی
خود او جڑ جاتے ہین اس گھر کے بسانیوالے

دیکھنا حشر عدم والونمین برپا ہوگا
آج وہ گور غریبان مین ہین آنیوالے

تیری رخسار کے نظارہ سے ہوئین خشک آنسو
آگ پانی مین یہ شعلے ہین لگانیوالے

دیکھین خورشید قیامت سے لڑے کسکی آنکھ
بے نقاب آج وہ ہین بزم مین آنیوالے

تیری ارمان سے نہ ہین باہر ایدل
یہ نہین عالم امکان مین سمانیوالے

پہلو سے غیر مین جا بیٹھے سر بزم ای بزم
درد دے لکے مری سینہ مین اوٹھا نیوالے

ہنگام رقص زلف کو چھوڑا نچاہیے
ناداں سمند برق پہ کوڑا نچاہیے

مرجایئے لٹکے یہ ہے زندگی کا لطف
قابو مین یار آئے تو چھوڑا نچاہیے

دیکھو ن تجھے کہ آینہ مین تیر عکس کو
یکجا ہمای حسن کا جوڑا نچاہیے

فلقل کی راہ رو کی ہوئی ہے حباب می
ساقی گلوی شیشہ مین پھوڑا نچاہیے

دیر و حرم کے سجدون سے کچھہ فایدہ نہین
پھوٹے ہوی نصیب کو پھوڑا نچاہیے

رنگین میری خون سے کردو مرا کفن
سادہ عروس مرگ کا جوڑا نچاہیے

جب رات بھیگ جایگی سوئے گی کسطرح
شبکو نہا کے بال نچوڑا نچاہیے

ہر گت پہ آپ لوٹتے ہین نقد دل ہزار
کہتا ہے کون ناچ مین توڑا نچاہیے

وہ نقد دل کو لیچکے اب چھینئے سی کیا
نازک ہی اونکا ہاتھہ مروڑا نچاہیے

صاحب سوال بوسہ پہ ایسا جواب سخت
یون دل کسی غریب کا توڑا نچاہیے

جب آنکھہ بند ہوگئی تر کی تمام ہے
راہ عدم کیواسطے گھوڑا نچاہیے

ای بزم اضطراب ہے بے سود عشق مین
دامان صبر ہاتھہ سے چھوڑا نچاہیے

سبیل نکلے جو اوس بیوفا کی آنیکی
قسم لون اپنی جوانی سی جا کے آنیکی

خوشی ہے نکہت زلف رسا کے آنیکی
رچی ہے پر یونمین شادی بلا کے آنیکی

خیال زلف کی آمد کا رتجگا ہی آج
خدائی رات ہی شام بلا کے آنیکی

شب فراق مین مر کر بچا ئینگے لیکین
ہزار ور کہینگے نوبت قضا کے آنیکی

سفر سے آوتری ہوئی منھدی اونکی آتی ہے
خوشی ہی طائر رنگ حنا کے آنیکی

مٹھائی باٹینگے فرقت مین جا شیرینکی
نیاز مانی ہے پیک قضا کے آنیکی

ہماری آہ کی شہرت ہے گھر مین اوس گلکے
ہوا بند ہی ہے چمن مین صبا کے آنیکی

نئی دلہن کے بھی گھونگٹ مین یہ نہین رفتار
غضب ہے چال تری سنہ چھپا کے آنیکی

دوہائی دینے مری آہ کسطرف کو جاے
خبر کدہر سے ہے روز جزا کے آنیکی

سنا ئینگے ہمین پیک نفس پیام طلب
یہی تو ڈاک ہے حکم خدا کے آنیکی

ہمارے پاس وہ تشریف لاتے ہین ای مزم
گدا کے گھر ہے خوشی بادشاہ کے آنیکی

چشم تر کو ادب حسن بھی منظور رہے
مصحف رخ سے ذرا پانی نگہ دور رہے

لینے پائے نہ بلائین تری معذور رہے
سیکڑون ہاتھ مرد دست ہوس دور رہے

بار عالم جو سلاطین نے اوٹھایا سر پر
بادشاہ ہو کے بھی مزدور کے مزدور رہے

پنبۂ ابر نکالے نہ فلک کانون سے
نالۂ و آہ کا جب تک مجھے مقدور رہے

نظر آئے نہ مجھے اپنے سوا پھر کوئی
میری آنکھون مین جو دم بھر بت مغرور رہے

بار غم یار دنکے سر پر ہی جوانی مین بھی
شبکو بھی چین سے دم بھر نہ یہ مزدور رہے

جای پیری بھی نہین پہونچی جوانی ہیجا
زہا مشک تو پھر کس لیے کافور رہے

راہ الفت مین ہو نہین تاب و توان سے آگے
گھر سے جو ساتھہ چلے تھی بہت دور رہے

اپنی خدمتمین حسینونکو جو تو آنے دی
باغ فردوس مین باقی نکوئی حور رہے

جو کری ظلم کی نالش وہی عاشق ہو قتل
شہر خوبان مین الٰہی یہی دستور رہے

زخمیون سے نہ گئے سر کہ جبینی اونکی
پختہ ہو کر بھی ترش زخم کی انگور رہے

رنج و آلام سہے ہمنے سفر مین ای نرم
اکبر آباد مین جبتک ہی مسرور رہے

بت سفاک اگر تیغ ہلالی باندہے
ذبح ہونے پہ کمر ہمت عالی باندہے

دہیان ابرو کا اگر ہمت عالی باندہے
سامنے دست ادب رو ہلالی باندہے

وعدہ جس فرش پر ای بت تو کری سونیکا
ٹکٹکی شام سی تصویر نہالی باندہے

وصل کے دن سحر و شام دکہائے سو بار
بال کہولے متواتر متوالی باندہے

اوس گل تر کو رہا شغل حنا بندیکا
ہمنے گلدستۂ مضمون خیالی باندہے

عرق شرم کے قطرے ہون ستارے شب کو
اپنے جوڑے مین جو تو سلک لآلی باندھے

گھونٹ شربت کی سمجھکر پیے جاتا ہے دل
کوئی کیا اپنی گرہ مین تری گالی باندھے

وعدۂ وصل اگر عالم رویا مین کرو
صدقے ہونے پہ کمر جسم مثالی باندھے

ایک جا کس سے ہون آب دم شمشیر کے وصف
کون شیرازۂ دیوان زلالی باندھے

تیری تیوریکی گرہ کھول سکی کیا معنی
جو مشعبد نظر سافل و عالی باندھے

کیون گری ضبط فغان کوئی تہیدستی مین
فائدہ کیا جو سر کیسۂ خالی باندھے

تیری آنکھون کا اشارہ ہو تو ہر نون سے سوا
جست کا تار سیری نبض غزالی باندھے

دیکھی نوکر سے جو بیکار کی ہمت افزون
ہاتھ بر طرفی کینخدا متمین بحالی باندھے

لائی ہی لکھنؤ سے آگرہ مین نکہت زلف
کیون نہ آج اپنی ہوا باد شمالی باندھے

ایک نا لیمین پتا بھی نہ لگے گا ای نرم
غیر کس واسطے پہرتا ہی دونالی باندھے

دل نے اک بوند لہو کی جو چہار کہی ہے
یہ امانت تری ای دزد حنا رکہی ہے

گرد غم سینے مین ای مہر لقا رکہی ہے
آتش عشق تہ خاک دبا رکہی ہے

دیر کیون لموت نے فرقتمین لگا رکہی ہے
بغل یار مین کیا تیغ قضا رکہی ہے

پاسبان شرم نگہبان حیا رکہی ہے
بیچ مین آپنے دیوار اوٹہا رکہی ہے

دولت عیش ابد بھی وہین کیا رکھی ہے
نگہہ لطف جہان تو نے چھپا رکھی ہے

کم نہو نعمت دیدار یہان بھی جو بٹے
تمنے کیون روز قیامت پہ اوٹھا رکھی ہے

روز کچھہ ہونڈ رہتے ہین تیرے مہارے آکر
میری پہلو مین امانت کوئی کیا رکھی ہے

دل خون گشتہ کو للہ ذرا ٹھکرا دی
لاش ہمنے تری دروازہ پہ لا رکھی ہے

آہ یا رب ای حسرت و عرمان ہٹ جاؤ
میری دروازہ پہ کیون بھیڑ لگا رکھی ہے

سانس کو روکے ہوے کیون ہے جناب لب جو
کس کے دم دینیکو اتنی سی ہوا رکھی ہے

باغ عین لالہ شفق چرخ پہ دلمین تپ عشق
ہر جگہہ تمنے نئی آگ لگا رکھی ہے

بحر فانی مین ہو کیا قالب خاکی کو ثبات
خام دیوار کی پانی پہ بنا رکھی ہے

دلمین طوفان حوادث کی نکیون ہو آمد
اس محل مین نہ سیلاب فنا رکھی ہے

بادہ خوار و نکو ستا یا نکرای واعظ
پانی پینی کی سزا تو نے روا رکھی ہے

گوشہ چشم سی دیکھا تو ہوا دل ٹکڑے
کیا اسی کونے مین شمشیر ادا رکھی ہے

خواب مین کسنے قدم آکے لیے چوری سے
تیری پازیب نے کیون دھوم مچا رکھی ہے

ملکر اغیار سے وہ خون کرینگے میرا
عید کیواسطے مہندی یہ لگا رکھی ہے

رکھدیا ساغر می طاق مین توبہ کرکے
آنکھہ رونے کے لیے ہمنے اوٹھا رکھی ہے

صحبت غیر مین گھونگٹ نہ دوپٹہ نہ نقاب
کون سے پردہ مین شرم آج چھپا رکھی ہے

وصل مین سوئین تری ساتھہ لپٹکر کیونکر
قبر کیواسطے نیند آج اوٹھار کہی ہے

پیٹ خالی ہو تو نجت اور جلاتا ہے مجھے
آگ دوزخ کے لیے اس نے لگار کہی ہے

ذبح کر شوق سی کبتک مین جھکا رہون سر
گردن اسواسطے کیا مینے لگار کہی ہے

مانگتا ہون جو مین دل آنکہہ چرا لیتے ہین
چور پہری مین امانت مری کیار کہی ہے

صبح جاؤگے جو تم دود جگر رو کی گا
اسی دنکے لیے یہ رات لگار کہی ہے

مانی ہے ابکے محرم مین شہادتکی نذر
جھوٹی منھدی تری یارون نے اوٹھا کہی ہے

فتنۂ حشر کا ہر بار تقاضا کیون ہے
قبر کے پاس امانت کوئی کیار کہی ہے

پہلے ہی جس نے کیا لقد دل جان مجھسے
وہ نگہہ آپکی آنکھون نے چرار کہی ہے

غیر تک پہونچی گی کیونکر تری ملوار کی آنچ
ہنسنے یہ آگ کلیجے سی لگار کہی ہے

خم ابرو سی تری سیر نہین ہوتی آنکھہ
تیغ کے گہاٹ پہ یہ ناو لگار کہی ہے

دولت وصل ملیگی کسی تدبیر سے کیا
میری تقدیر سی بھی منھ نے چھپار کہی ہے

سجدہ کرتا ہی جہان سایۂ دیوار بتان
اپنی کملی مین ای ظل ہمار کہی ہے

تلخی مرگ کو بھی جس سے نہین کچھہ نسبت
حق نے اوس زہر مین عاشق کو شفار کہی ہے

یہ بلا کیون نکری خاک نشینون سے دماغ
آپنے زلف سیہ سر پہ چڑہار کہی ہے

فخر کیا آپنے اوس تیغ سی گردن کیا
جس کے قبضہ مین زمانے کی قضار کہی ہے

عشق ابرو مین توجہ کی ہو کیونکر امید
طاق نسیان پہ مری یاد دھرا رکھی ہے

غیر پہلو مین ہین مین عالم تنہائی مین
دل مین اُس شوخ نے خالی مری جا رکھی ہے

بیزبانی کا یہ صدقہ ہی جو وہ چھیڑتے ہین
کچھ خموشی نے مری بات بنا رکھی ہے

چپ نہو باتین کیے جاؤ مزے لیتے ہین
تم نے کیون تھوڑی مٹھائی یہ دھرا رکھی ہے

وصل کا راز ہی نسیان کے حوالے بالکل
اپنے دل سے بھی تری بات چھپا رکھی ہے

بوسہ مانگا ہی خدا کے لیے کچھ تو کہیے
کیون زبان اپنے دانتون مین دبا رکھی ہے

صبر کی سل نہ ہٹا سینہ سے اے بیتابی
وقت بد کے لیے یہ چوٹ لگا رکھی ہے

جا کہ جسم سے گذری تو ملا زاد سفر
موت کے پاس گرو ہمنے قبا رکھی ہے

پیچ زلفون کے ہوی صرف رقیبون مین تمام
میرے حصہ کی بھی کچھ تمنے بلا رکھی ہے

کس تپ سے مجھے پائیگی قیامت کے دن
عمر رفتہ نے نشانی مری کیا رکھی ہے

بنکے تصویر جنون بھی نہین آنے دیتے
کیسے پہچان مری آپنے کیا رکھی ہے

قتل کرنیکے لیے بانکی ادا کیا کم تھی
ٹیڑھی ٹوپی جو ادا اے مہر لقا رکھی ہے

دلکو دی آنکھون کی سرمہ نے جو زخمونکی نوید
باڑھ تلوار پہ کیا نام خدا رکھی ہے

بزم کہتے ہین وہ مدح دردندان سنکر
آب گوہر کی سبیل آپ نے کیا رکھی ہے

وہ گل جو گرم سخن اپنے ہمزبان سے نہ تھے
جلے ہوئے تو کچھ آہ شرر فشان سے نہ تھے

گل بہشت تھی جن روزون اونکے نقش قدم
ہمارے داغ بھی کم لالہ جنان سے نہ تھے

اسیر دام محبت نہ ہم تھی جن روزون
شکستہ حال سوا گیسوے بتان سے نہ تھے

ملے ہین خاک مین ہم ضعف کی رفاقت سے
وگرنہ پیچھے کبھی گرد کارون سے نہ تھے

نئے مزے ہین تری گالیونکے کہانے مین
یہ ذائقے کبھی واقف مری زبان سے نہ تھے

عدو کی ٹھوکرین کہاتے ہین اب خدا کی شان
وہ سر جو دور ترے سنگ آستان سے نہ تھے

پہونچ گئے تری خدمتمین کیونکر اے مہوش
بلند نالے اگر بام آسمان سے نہ تھے

چمن مین پھولے تھے گلہاے ارغوان لیکن
مقابلہ مین سوا چشم خونفشان سے نہ تھے

نظر مین ہین خس و خاشاک کوہی نول اچکا
سبک زیادہ مری جسم ناتوان سے نہ تھے

غرق ابتو ہین دریاے اشک مین اے زم
ہم آشنا کبھی اس بحر بیکران سے نہ تھے

تصور رخ گیسوے پرشکن مین رہے
کبھی حلب مین رہے ہم کبھی ختن مین رہے

ترا گلا جو نہان زلف پرشکن مین رہے
ہمیشہ طوق کا چاندی کی پیرہن مین رہے

مذاق بوسۂ جانبخش ہر سخن مین رہے
تری زبان جو دم بھر مری دہن مین رہے

سوا دم نکوئی رگ مری بدن مین رہے
رہے تو ایک یہی تار پیرہن مین رہے

غبار وادیٔ غربت نکالو دل سے اگر
قبای صبح نہ اوجلی مرے وطن مین رہے

نہ آئی قبر مین بھی نیند بیقرارون کو
فنا کے بعد تڑپتے ہوے کفن مین رہے

فراق یار دکھائی اگر دراندازی
موافقت کبھی ہم بہر جانثن مین رہے

پتا ملا نہ کہین ورنہ ڈوب مرتے ہم
تمام عمر تلاش چہ ذقن مین رہے

جلا کے بھی نہ چمکنے دیا زمانے نے
بجھے چراغ کیصورت ہم انجمن مین رہے

ہماری بات پوچھی کسینے دنیا مین
برنگ سبزۂ بیگانہ اس چمن مین رہے

رہون ہمیشہ مین رطب اللسان شکر جفا
لعاب اگر تری تلوار کا دہن مین رہے

بدل لے شیخ رگ جان سے رشتۂ زنار
اگر وہ بت کبھی آغوش برہمن مین رہے

ہماری دل کو یاد جبین کہان سے ہاتھ آئی
بلا کے پیچ تو اوس زلف پر شکن مین رہے

اگر حسینونکو نفرت ہو شوخ چشمی سے
برائے نام نہ وحشت کسی کرن مین رہے

ہوا نہ آپ سے باہر بہار مین کوئی
گل اپنے جامہ مین ہم اپنے پیرہن مین رہے

تم اپنے دست نگارین سے دو اگر بوٹی
حنا کے عطر کی خوشبو مرے کفن مین رہے

اگر کے دست بقبضہ ہوے تو کیا حاصل
جو دل مین چبھتی ہے وہ نوک بانکپن مین رہے

برنگ بوے گل آ کر ریاض عالم مین
رہے تو ایک ہی رات اپنے پیرہن مین رہے

مٹا دیا مجھے افلاس نے زمانے مین
مری کمال نہان جامہ کہن مین رہے

وہ آج باغمین سوئینگے دیکھا ہی گلچین
شکن نہ بستر گلہای یاسمن مین رہے

برنگ گرد کدورت تہی شہر مین ای بزم
غبار خاطر صحرا ہوے جوبن مین رہے

وہ سیہ رنگ اور یہ شفاف ہی بلور سے
یار کے سینہ کو کیا نسبت ہی کوہ طور سے

بار یہ اوٹھتا نہین اب عاشق رنجور سے
ناز اپنے آپ اوٹھوائین کسی مزدور سے

کیف درد دل عیان ہو دیدۂ مخمور سے
بادہ کھنچوا جو ساقی زخم کی انگور سے

جلوۂ حسن اوسکا افزون ہی چراغ طور سے
نور حسن بندہ کا مشتق ہی خدا کی نور سے

جلگیا یون شعلۂ حسن بت مغرور سے
آجتک پھوٹی نہ کوپل کوئی نخل طور سے

عالم ارواح مین تہی رز روی دیدار
یہ تمنا دلمین لیکر آئے ہین ہم دور سے

سیمتن نقد دل و جان و جگر سب لیگئے
مال مفلس نے زیادہ دیدیا مقدور سے

وادی ایمن مین تیری جاکے کیا ہو کلیم
سیکڑون ٹیلے ہین اوسکی گلی مین طور سے

ہجر کی شب کیون نہ جاوان تمد کی ہمراہ مین
میرے لینے کو غریب آئی ہی کتنی دور سے

تیری افشانکے ستارے شب کو جب کرتا ہون یاد
انجم حرخ آنکھین کھلا ہین مجکو دور سے

سنکے درد دل کی کیفیت ترشرو کیون ہو ے
ہی نئی سرکہ جبینی زخم کے انگور سے

چال اوڑائی ہی فلک نے آپکی رفتار کی
سیکھی بجلی نے تڑپ میرے دل محرور سے

ایک بوسہ دو تو ہم بھی بار اوٹھائین ناز کا
کام دل خوش کر کے لینا چاہئی مردوں سے

خال ہو حبشی کے چہرہ کا اگر آئے چراغ
ہجر کی شب کو بھی نسبت کیا شب دیجور سے

نیش غم نے سیکڑون سوراخ پیدا کر دیے
دل ہمارا کم نہین کچھ خانہ زنبور سے

آگے نالونکے مری ہے کیا حقیقت صور کی
ڈھول کی آواز آتی ہی سہانی دور سے

جب نہ پاس آئے تو کیونکر کم نسیم جھین لطف یار
جو بڑی شی ہی نظر آتی ہی جھوٹی دور سے

اوسکے رخکا سامنا خورشید محشر کیا کرے
ساق پا جس شوخکی تبہر ہو دشت حور سے

وہ بھی دن تھے اپنے پہلو مین ہا کرتے تھے وہ
اب نہین ہوتی کبھی صاحب سلامت دور سے

باغبان نا سوکے پانی سی سینچا کیا اسے
زخم کی آتی ہی بو ہر خوشہ انگور سے

راہ صعب سلطنت کو لنگ ہی کر دیجین طے
فضل شاہ دو جہان پوچھے کوئی تیمور سے

ہاتھ رکھہ لیتے ہین کانو نیز دشمنکو پھیر کر
اسقدر اب اونکو نفرت ہے مری مذکور سے

تیری دیوانے تجھے کو دیکھتے ہین اے حسین
کچھہ غرض انکو پری سے ہے نہ مطلب حور سے

مجکو بھیجا جب جہنم مین خدا نے روز حشر
مانگی دوزخ بے امان میرے دل محرور سے

ٹھوکرین کہاتا ہے یہ تاج فرق عاشقان
تیری نقش پا کو کیا نسبت سر فغفور سے

روز منبر پر کیا کرتے ہین ذکر خلد و نار
دیکھئے زاہد کی صورت یہ ملینگے حور سے

سوز غم سے جوش گریہ ہوگا اے بزم خرین

نوح کا طوفان اوٹھی گا سینے کی تنور سے

خانۂ عیش وصل مین جو دل ٹھہرے — حیف فرقتمین خرابی کی منزل ٹھہرے
جلوہ گاہ صنم العشق اگر دل ٹھہرے — گہر خدا کا بت بے پیر کی منزل ٹھہرے
حسن و عشق آج تو ای شوخ مقابل ٹھہرے — تو اگر پہلو مین ٹھہرے تو مرا دل ٹھہرے
سرد مہری سے تری بزم مین ہم شب کو جلے — بنکے پروانہ چراغ سر محفل ٹھہرے
فرقتا اوسکی ہی عذاب اپنے لیے ای محشر — عین دوزخ ہی جو جنّت کی ہی قاتل ٹھہرے
عقل اور عشق مین ہو ربط بہت مشکل ہے — کیسے مل جل کے رہین دونو یہ منزل ٹھہرے
شرر و شعلۂ و سیماب ٹھہر جائین مگر — کب یہ ممکن ہے کہ عاشق کا دل دل ٹھہرے
دار دنیا مین ہر انسا کا اتنا ہی قیام — جسطرح آکے مسافر سر منزل ٹھہرے
ابتو شوخی سے سوا ہو گیا اونکا حجاب — ایک پل خوابمین بھی آکے بہ مشکل ٹھہرے
روح کو اسکے تڑپنے کی سبب سے ہی سکون — جان قالب مین نہ ٹھہری جو مرا دل ٹھہرے
جان بخشی کبھی عاشق کو کبھی قتل کیا — مسیحا عیسی کبھی ٹھہری کبھی قاتل ٹھہرے
تم جو دکھلاؤ ذرا روے کتابی اپنا — چشم تر مصحف رخسار کی منزل ٹھہرے
دیکھیے جسکو تری اردو نکا بسمل ہے — اک نہ مانے کے یہی نیچے وہ قاتل ٹھہرے
غیر نے تمسے اشارہ نمین کیا بات نمین — کہین جگر ٹھہری کہ نہ ایجان سر محفل ٹھہرے

اپنی عمر اور گناہونکا کیا جبکہ حساب
جرم انفاس کی گنتی ہی فاضل ٹھہرے

آئے دلمین مری رہکے جو کسی کا جلوہ
کوئی لیلی ہو کہین پر ہی محمل ٹھہرے

جانیوالون نے عدم کے نہ لیا دم بھی کہین
یہ جو ٹھہری بھی تو جا کر سر منزل ٹھہرے

مین نہ کہتا تھا جگر تھامنے کیون ای صیاد
میری نالے کوئی فریاد غلط دل ٹھہرے

جو ہے کعبہ مین وہی دیر مین ہے ای زاہد
کیا تماشا ہی یہ حق ٹھہرے وہ باطل ٹھہرے

صدمۂ عشق کا عاشق کو ہی شکوہ ممنوع
درد اعضا مین جو ہو وجع مفاصل ٹھہرے

خال رخسار ترے جلوہ ہو گر آنکھون مین
ای قمر اختر تابندہ ہر اک تل ٹھہرے

غیر کو گاڑو جو تم مجکو گر انباری ہو
مٹھی بھر خاک بھی چھاتی کے لیے سل ٹھہرے

ہو اگر قصد سفر ضعف مین تو صورت نبض
پاؤن جس جا سے اوٹھاؤن وہی منزل ٹھہرے

ہجر مین جانسا ہمدم جو ندی ساتھ ای زخم
کون ایسا ہی کہ دم بھر مین مشکل ٹھہرے

کس صاحب نشور کے منہ مین زبان نہتی
اک مجھ ہی پر قصور کے منہ مین زبان نہتی

کہتا کچھ اہل حشر سبیشک وہ اپنا حال
افسوس ہے کہ صور کے منہ مین زبان نہتی

دعوے اشاہدی پہ یہ تھے نشتر انیان
اور لطف یہ کہ طور کے منہ مین زبان نہتی

کیا کیا نہ اور حشر پہ آتین قیامتین
اچھا ہوا کہ صور کے منہ مین زبان نہتی

کیا چپ ہوی تو اور محشر کے سامنے
گویا کہ وان حضور کے منہ مین زبان نتھی

اوس شوخ نے دیا نہ جواب سلام بزم
شاید کہ پر غرور کے منہ مین زبان نتھی

صف محشر مین سارے انبیا اندوہگین نکلے
شفاعت خواہ امت ایک خاتم المرسلین نکلے

بجز سختی اوٹھاے نام تمکین ہے کہین نکلے
ترا شاجاے جب سو بار تہہ تر بگین نکلے

یہ حسرت صبح وصلت یا الٰہ العالمین نکلے
اودہر پہلو سے وہ جایئن اودہر جا حزین نکلے

جنہین دانا سمجھتا ہم وہ غزلت گزین نکلے
جنہین بینا سمجھتے تھے وہ نا انجام بین نکلے

مزا ہے نشہ مین ساقی جو بھر ے ہاتا پائی کی
کسی کا چاک ہو دامن کسی کی آستین نکلے

فلک پہونکا اگر ای آہ سوزاں اس سے کیا حاصل
مزا ہو مضطرب ہو کر جو وہ پردہ نشین نکلے

عدم مین بھی نظر آئے کسی کے چاہنیوالے
ہزاروں عاشق خستہ جگر زیر زمین نکلے

ہزارون افتین جھیلین اودہے تھا سیکڑو صدمے
مگر ای حضرت دل آپ پہلو سے نہین نکلے

وہ رند بادہ کش مین حوض کوثر کر دیا خالی
بڑی مے پینے والے آخر مین بھی اک ہمین نکلے

بہار لالہ تھی مکری کیے قاتل نے جب میرے
ہزاروں سینہ سوزان مین داغ آتشین نکلے

جلایا خون دل میرا بہت پر سوا کیا اونکو
خداوندا رقیب روسیہ اب تو کہین نکلے

جو یاد آیا ہی فرقتمین تری تو شیخ کا دیوان
زبان سے اپنی نکلے بھی تو اشعار حزین نکلے

نہ نکلی منہ سے ہان اک دن سوال وصل کو سنکر
کہون اور کیا اے جان تم کچھ ہی نہین نکلے

ذقن کی چاہ تھی پہلے سو لہر عشق ہو ٹوٹکا
کنوین سے آئے چشمہ مین نہین وہ بے نہین نکلے

عبث ہے ناز رفعت پر خود بکھین غرور ی ہے
زمین ہی اوسکے کاشانہ کی ہے ہفتمین نکلے

شب وعدہ وہ کیا آئینگے جنکی یہ حالت ہے
صدا سنکر مری جو رات گھر سے ہی نہین نکلے

گریبان تیغ بنجائی گلوئے غیر کی خاطر
جو میرے قتل کو قاتل چڑہا کر آستین نکلے

صدائی حسنا قبر کی جسدم تومین سمجھا
کہ اب منکر نکیر آئے کرامًا کاتبین نکلے

رقیبون سے محبت ہے اونہین غیرون سے الفت ہے
ہمین پر ظلم کرتے ہین بڑے وہ کاک حسین نکلے

دل و جان دونون حاضر ہین جو اک بوسہ پہ لیجیے ہو
مگر پھر یہ نہو اسمین چنا اور اسمین چنین نکلے

جفاکار ہین یکتائی جہان بھر مین تو ہم بھر مین
وفادار ہین اک کامل جو نکلے تو ہمین نکلے

چلا ہون لامین حرم کو دل ہمکسطرح بہلیگا
خدا ایسا کرے بتخانہ کعبہ کے قرین نکلے

کرونا لے جو فرقتمین او ٹہالو آسمان سر پر
وہ آئے زلزلہ پاؤنکے نیچے کی زمین نکلے

برش شمشیر حیدر کی کوئی جبریل سے پوچھے
کٹے جب سے نہ پھر اب تک وہ روح الامین نکلے

دل سوزانکو میرے الفلک تو کیا سمجھتا ہے
پکارا لامان دوزخ جو آہ آتشین نکلے

برہمن سے وہ کافر پوچھتا ہے وصل کی ساعت
مزا ہو اوسکی پوتھی مین اگر شب ہو سون نکلے

کہا مینے نہ نکلے شبکو تم گھر سے تو یہ بولے
پھر اپنا دل شکایت کیا نہین نکلے نہین نکلے

کدورت خاکسارون سے بھلا یہ بھی کوئی سمجھے
جہان ہم الیفلک جائین وہین یہ سرزمین نکلے

گمان تھے ہمکو کیا کیا لیکن ای بت سب غلط نکلے
غضب تم سخت دل ہو رحم بدخو بد نفین نکلے

نیا بادیر و کعبہ مین ملے وہ خانہ دلمین
بھٹکتے ہم رہے اتنک کہین ڈھونڈا کہین نکلے

پسند آیا ہی غصہ اسقدر اوس شوخ بدخو کو
وہ ٹانکے اپنی چولیمین اگر ماتھی کی چین نکلے

کسیکے عشق مین قلب و جگر پر ہی نہین قابو
ہماری جانکے دشمن ہماری ہمنشین نکلے

خوشا طاقت رہی قوت اوکہاڑی دو در خیبر
کہ جسکے گھر مین کہانیکو نہ اکنان جوین نکلے

پسند آیا ہی مجکو اسلیے یہ رخت عریانی
کہ آنسو بہی نہ میرے اشر مسار آستین نکلے

جگر پہلو سے دل سینہ سے اشک آنکہون سے جان تن سے
شب فرقت یہ سب نکلے مگر ارمان نہین نکلے

لباس نو پہنکر دو مجھے خلعت شہادت کا
لہو ہی میرے افشان ہو تو حسن آستین نکلے

دل دارفتہ شیدائی ہے اک طفل مغنی کا
کرون نالہ اگر وقت سحر تو ہیر وین نکلے

بت مغرور کی کوچہ کی رفعت تو اگر دیکھے
فلک تیری تعلی سی بہی کچہ اونچی زمین نکلے

ملے آرام جیسا ہی برزم و دون و ارفانی مین
فلک سا کی جہان بہی جس جانہو ایسی نہ مین نکلے

غیرت ماہ کی ابرو کا خیال اچہا ہے
الیفلک بد سے تیری یہ ہلال اچہا ہے

غیر کے ساتہہ مسیحائی کو آنا کیا تہا
جاؤ جاؤ کہ برا ہی مرا حال اچہا ہے

دل اگر اپنا بتاؤنمین بدلکر دل غیر
شرط ہارنیکو جو وہ کہدین کہ یہ مال اچھا ہے

مرغ دل اڈر تو نجائیگا جو پہنچیگی وہ تیر
صورت زاغ کمان بے پر و بال اچھا ہے

ظلم گلچین سے بری سنگ ستم سے محفوظ
پھول پھل جسمین نہ آئین وہ نہال اچھا ہے

جسکے ماہ رمضان مین ہو مرض مانع صوم
میکشونکے لیے ساقی وہی سال اچھا ہے

نہ تو کچھ کہنے کا موقع ہے نہ کچھ سننے کا
نہ جواب اچھا ہے اونکا نہ سوال اچھا ہے

رنج و ایذا ہو مری واسطے یار احت ہو
آپ جس حال مین رکھین وہی حال اچھا ہے

خیر و برکت نہین ہوتی جو ملے بے محنت
ہاتھ آتا ہی جو محنت سے وہ مال اچھا ہے

چاندنی دھوپ ہے رخ یار کے پرتو سے ہوئی
ماہ کامل نے صدا دی یہ کمال اچھا ہے

کوئی مرتا ہے تو مرجائے ہو کوئی پھوٹ کے سر
کون کہتا ہے محبت کا وبال اچھا ہے

دل بھی کثرت سے نہ پہنسے نظر آتی جو کہ
دام گیسو سے یہ اک بال کا جال اچھا ہے

کوئی بھی حضرت یوسف کے لگاتا نہین دام
اونکو سب شوق سے لیتے ہین کمال اچھا ہے

مجھسے وہ پوچھتے ہین وصل مین کس شوخی سے
ابتوای ہجر کے ماری ترا حال اچھا ہے

رخ روشن سے ہٹایا نکر و زلف سیاہ
طائر دل کے پھنسانے کو یہ جال اچھا ہے

شیخ صاحب کو پلا دیتے ہین اگر مفت شراب
کہتے پھرتے ہین جوہر اک سے کلال اچھا ہے

پرتو خاک شہیدان سے ہوا گلرنگ جہان
غازۂ رنگ شفق سے یہ گلال اچھا ہے

الفلک ہمسے ملے دیکھیے کس روز وہ ماہ
دن پھریں جسمین ہمارے وہی سال اچھا ہے

خوف فرقت سے امید آمد جانا نکی ہے خوب
جسسے ان ہجر کا ای شام وصال اچھا ہے

وصل سے دولت حسن اور ہوی اونکی زیاد
صرف سے جو نہ کبھی کم ہو وہ مال اچھا ہے

چڑھکے سینہ پہ مجھے قتل کیا غصہ مین
مہر سے اوس بت قاتل کا جلال اچھا ہے

خاکساری نے دکھائی چمن خلد کی سیر
جام جم سے یہ مرا جام سفال اچھا ہے

بزم مے کا سوسہ کا سائل ہے دیکھیے آنکار
صرف جو راہ خدا مین ہو وہ مال اچھا ہے

گردن کا جو ڑ ایک ہی ضربت مین گر کھلے
خنجر کا جوہر اور نمایان مگر کھلے

ای جانبند محرم زرین اگر کھلے
ہو گی یہ دیدہ سوزنکی جڑیا کر کھلے

کیا کاتب عمل نے لکھا کچھ خبر نہین
تحریر دیکھین دفتر قسمت اگر کھلے

تنگ آگیا ہون ظلم حسینان سے دہر مین
جلدی کہین عدالت محشر کا در کھلے

تابوت میرا تخت سلیمان سے کم نہ تھا
تھے سیکڑون حسین جنازہ پہ سر کھلے

زیبا سنہری رنگ پہ ہے چنپئی لباس
پوشاک وہ پہنیے کہ جو جسم پر کھلے

صیاد جای رحم ہے احوال عندلیب
فصل بہار مین بھی نہ بلبل کے پر کھلے

پردہ مین خامشی کے چھپا تو ہون کا حال
کھلکر کرین جو بات تو عیب ہنر کھلے

مضمون کمر کا اونکی نہایت دقیق ہے
کہو لو سخنور یہ معمہ اگر کہلے

پردہ نشین کے عشق مین لازم ضبط بھی ہے
ایسا نہو کہ دلپہ جگر کی خبر کہلے

اندھیر ہو رہا ہی زمانے مین سر بسر
بال اونکے جب سے رہتے ہین آنہون پہ کہلے

ترتیب کی جستجو مین ہون مدت سے ہمان لیکن
منزل اگر نصیب ہو رخت سفر کہلے

رونے مین چشم تر بھی مری تجھسے کم نہین
برسے مقابلے مین تو ای ابر تر کہلے

ای بزم دل گرفتہ ہمیشہ رہا کیے
افسوس ہے کہ مجھسے نہ وہ عمر بھر کہلے

محو بتان اپنا دل زار ہے
تار نفس رشتۂ زنار ہے

ورد زبان وصف خط یار ہے
نغمہ سرا طوطی گفتار ہے

عسرت و افلاس وہ آزار ہے
جسکی دوا شربت دینار ہے

جنس سخن اندنون بیکار ہے
کون بھلا اس کا خریدار ہے

راز شب وصل ہین اسمین نہان
دل نہین یہ مخزن اسرار ہے

آتش فرقت ہی یہ بھڑکی ہوئی
سینہ سوزان کرہ نار ہے

عاشقون مین مین وہ سیہ بخت ہون
روشنی خانہ شب تار ہے

سبزہ خط آپکے رخ پر نہین
آئینہ پر جدول زنگار ہے

بھول گیے وصل کا وعدہ حضور
کس لیے اقرار سے انکار ہے

دیکھیے داغونکی ہماری بہار
سینہ ہے یا تختۂ گلزار ہے

ٹھوکریں اس شوخ کی کھاتا ہوں دل
کیا کری وار فتۂ رفتار ہے

روتے ہیں یاد دُرِ دندان میں ہم
سلک گہر آنسوؤنکا تار ہے

تیر ستم کھاکے میں کب رو دیا
خندۂ زنان کیوں لب سوفار ہے

فیصلہ ہو جائیگا مقتل میں آج
میرا گلا ہے تری تلوار ہے

تم جو چلے کٹ گیے لاکھوں گلے
تیغ ہے یا شوخیٔ رفتار ہے

ملتی ہے کوچہ میں تری سلطنت
ظل ہما سایۂ دیوار ہے

فکر ہے کیا آئی جو وحشت میں موت
ہر کفن دامن کہسار ہے

ڈھونڈھتے ہیں صحرا جنون میں میرے
طبل و علم آبلۂ خار ہے

بزم میں یہ ہو بت یہ ممکن نہیں
مصرعہ یکتا قد دلدار ہے

مخمس بر غزل مامون مرزا علی حسین صاحب مرحوم
اکبر آبادی متخلص بہ قیصر شاگرد خواجہ آتش لکھنوی

نہ بدہیان ہین نہ زخمونکے ہار کچھہ بھی نہین
لہو سے فرش زمین و اندام کچھہ بھی نہین

جگر کے ٹکڑے نہ جسم فگار کچھہ بھی نہین
شہید غم کا تری یادگار کچھہ بھی نہین

نشان قبر نہ سنگ مزار کچھہ بھی نہین

زمانہ مین جو فروغ آفتاب کا ہے یہ
کسی حسین کا ادنی سا نقش پا ہے یہ

نہ شام ہے نہ سحر مین بتا دون کیا ہے یہ
کسی کی چشم فسونگر کا شعبدہ ہے یہ

وگرنہ گردش لیل و نہار کچھہ بھی نہین

حسین جو ہین ستمگر وہ اسکے مالک ہین
کہون ہزارون مین کھلکر وہ اسکی مالک ہین

ہزار ظلم کرین پر وہ اسکے مالک ہین
یہ اونکا بندہ بے زر وہ اسکے مالک ہین

مجھے تو دل پہ مری اختیار کچھہ بھی نہین

جو لالہ زار ہو تو قابل تماشا ہو
وہ باغ کیا کہ جہان پھول ہون نہ سبزا ہو

یہان وہ شی نہین جس سے کہ دل شگفتا ہو
ہمارے سینہ کے داغونکو دیکھتے کیا ہو

یہ وہ چمن ہے کہ جسکی بہار کچھہ بھی نہین

نور جرم کو تشبیہ کیا ہے ذرون سے
کیا حساب تو لا انتہا ہے ذرون سے

عطا ہے انکو جو یکسان کیا ہے ذرون سے
مری گناہونکی گنتی ہے ذرون سے

تری کرم کا خدایا شمار کچھہ بھی نہین

ڈرا نہ حشر سے واعظ کر اپنا منہ کالا
کہ پڑ چکا مجھے شبہای ہجر سے پالا
ہزار بار ستاروں نکو مین نے گن ڈالا
مین ہون فراق کی راتونکا جاگنے والا
حساب مین مری روز شمار کچھ بھی نہین

مدار زیست ہو کس پر کہ سب کو دے بیٹھے
تمام فرش زمین اشکون سے بھگو بیٹھے
بہا کے خون دل آنکھون سے ناتوان ہو بیٹھے
ہماری پاس ہا کیا جو تھا سو کھو بیٹھے
شکیب طاقت و صبر و قرار کچھ بھی نہین

مخمس بر غزل مرزا خادم حسین صاحب رئیس اکبرآبادی

ابر گیسو سر بازار لیے پھرتے ہین
شفق سرخی رخسار لیے پھرتے ہین
خواب خوش مردم بیمار لیے پھرتے ہین
نشہ آنکھون مین طرحدار لیے پھرتے ہین
داغ سینے مین غموں یار لیے پھرتے ہین

نہ صدف مین در شہوار لیے پھرتے ہین
نہ کسی آبلہ مین خار لیے پھرتے ہین
سچ بتا دین جو ہم ای یار لیے پھرتے ہین
جیسم لاغر مین دل زار لیے پھرتے ہین
قفس مرغ گرفتار لیے پھرتے ہین

ادھر سے پیغام مگر تیر ستم لاتے ہین
ادھر سے [illegible]

ایلچی ہو کے یہ کسواسطے شرماتے ہین | راز کھلتا نہین کچھ کہتے ہین کیا جاتے ہین

بات منہ مین لب سوفار لیے پھرتے ہین

اونکے بیساختہ پن پر مین تصدق دل و دین | جب سے حسن خداداد تو کیسی ہے زمین
ہم نہین مانتے لاکھ کہین ظاہر بین | نرگسی آنکھو نمین سرسہ کا ہے دنبالہ نہین

اک عصا مردم بیمار لیے پھرتے ہین

قصر جانانکے جو پہلو مین رہے ہون بر سون | ظل طوبی کے قیامت مین طلبگار ہون کیون
کسطرح تنکے تلے کا فر نعمت کیون ہون | بار احسان سے جھکے ہین سر و گردن دونون

منت سایۂ دیوار لیے پھرتے ہین

ای پری طاق تلے عیار یون مین کو آنکھین | مگر اسد رہنے نہین پہلے جفا جو آنکھین
پھینککر اپنی کمند نظر ابتو آنکھین | خود بخود کھینچی ہوئی آپ ہی شانہ دلونکو آنکھین

اندرستونکو یہ بیمار لیے پھرتے ہین

مضطرب بن لز اسی لاکہ ہو ربع مسکون | صورت نقش قدم اپنی جگہہ سے نہ ہٹون
جستجو کسکی کرون ضعف کا خود تپلا ہون | یہ سکتہ مجھہ مین کہان ہے کہ جو دو گام چلون

وعدہ وصل کی اقرار لیے پھرتے ہین

ہو گیا خشک جو تہا حصہ خنجر کا لہو | بلکہ باقی نرہا دعوت نشتر کا لہو

کیسی شہر گ کہ چھوڑا دل مضطر کا لہو
پی لیا غم نے سراپا تن لاغر کا لہو
فقط اک ہاتھ کا ہار لیے پہرتے ہین

عشق کو کوستے ہین جینے سے ہم تنگ آکر
کیونکر آسودہ ہون سر دیکے گلا کٹوا کر
مصلحت یہ ہے کہ اک مرتبہ قابو پاکر
بار سر تیغ پہ قاتل کی پٹک دین جاکر
کیون سبکدوش یہ بیگار لیے پہرتے ہین

کسکو معلوم تہا کہ یہ تہا در کہین
تہا یہان رنج زیادہ کہ سوا در کہین
اپنے گہر مین سراغ اسکا ملا در کہین
دل کا پہلو مین پتا تہا نہ پتا در کہین
اب کھلا حال کہ سر کار لیے پہرتے ہین

حیلہ قتل کو ہے عشق ہمارا کافی
جان لینے کو ہین مژگان صف آرا کافی
سر شگافی کو لیے ناخن کا آرا کافی
قتل کرنیکو ہے ابرو کا اشارا کافی
آپ کیون ہاتھ مین تلوار لیے پہرتے ہین

خیر خواہی کی تمہین رسم جو سمجہا دیں
طبع نازک پہ مبادا کہ ملال آ دیں
پرسشونکو نہین ہوتی ہے روا دیں
شیشہ دل کو کہین ٹیس لگا جا دیں
دیکہو وہ شوخی رفتار لیے پہرتے ہین

مکرر بطرز دیگر

ذہن عالی کا نمائندہ ہی شناخوان برجیس
دل ہی نازک صفت بزم طبیعت ہے نفیس

اسکے ہی نیکو آماد ہین ہر رزم ہن بیس
شیشہ دلکو کہین ٹھیس نہ لگجاوے رئیس

دیکھو وہ شوخی رفتار لیے پھرتے ہین

غزلیات فارسی

دیدیم چو دلدار پرپیچیدہ بسے را
لیکن نہ شنیدیم وفادار کسے را

بشنو سخنے از دل زار کہ نیابی
بے آنکہ کنی ترک ہوا و ہوسے را

بشکستہ منہ رنج دل زار کہ نیابی
در یکسئی عشق تو فریادرسے را

منہ دام بلا گستر از بہر تو صیاد
بشکستہ از زور خود نگر قفسے را

بنگر کہ بجا روبہ مزرعہ پاک ربودیم
از راہ تماشائی تو ہر خار خسے را

رفتہ از ربا طاقت و آرام دتحمل
جز عشق ندا ریم کنون ہیچ کسے را

ہر دم بجہان غلغلہ از رنگ رحیل ست
لاکن نشنیدی تو صدائی جرسے را

از ہر دم تو اغیار زکوی تو سگت راند
ہر دم زکجا غیر تو فریادرسے را

بیا بیا که دگر عام شد صلای شراب
مخور مخور همه خون جگر بجای شراب

ز جلوهٔ رخ ساقی حور وش بنگر
که رشک کور تو تسنیم شد صفای شراب

بود خود از سر سودا مدام خشک دماغ
هر آنکه تر نکند دامنش هوای شراب

حلال و طیب و طاهر بد انیش واعظ
بگوش دل شنوی گر تو ماجرای شراب

ز فرط حرص قناعت بجام جم نکنی
شوی چو بر در میخانه گدای شراب

بگو منافع آن نیز واعظ ار گوئی
گناه گر تو نمودی بیان برای شراب

خوش ست قلقل مینا ز لحن داودی
بیا به بزم طرب گوش کن صدای شراب

قطره زن یا چو از محفل رندان برخاست
از سر شک دل عشاق چه طوفان برخاست

جامهٔ هستی ما را چو گنهکاران نیک درید
شب پی سیر چو آن ماه درخشان برخاست

سرو استاد بیک پا ز سر رفعت او
بهر گلگشت چو آن رشک گلستان برخاست

روز محشر چو مرا سوی جهنم بردند
بهر تعظیم ز جا شعله نیران برخاست

قیس بنگر اثر آمد لیلی پیداست
گوش کن بانگ جرس گرد بیابان برخاست

گردش ساغر می بر دو به یغما تقوی
منفعل محتسب از صحبت رندان برخاست

شعله حسن تو پروانه صفت سوخت مرا
شمع بر حال من از بزم تو گریان برخاست

مصرع شد ز اب خجالت کره نارای برهم
شعلهٔ عشق چو از سینهٔ سوزان برخاست

مرا نه عشق بجوش بهار شد باعث
بهار چیست که آن گلعذار شد باعث

بجوان نکرد مرا زینهار دیوانه
بدشت هجر پریچهره یار شد باعث

ز کوی تو چو نه رفتیم عذر ما بپذیر
قرار رفت دل بیقرار شد باعث

به بزم رشک جنان بود هیچ دیو رقیب
گل نشاط مرا از خم خمار شد باعث

دل چو بسمل بسپید یار بسمل کیستم
کشتهٔ تیر نگاه و دلفگار کیستم

اشکباری شور طوفان کرد در عالم بپا
شد جنده برق از من بیقرار کیستم

خاطر پژمرده و دل لیده و مو بسمل صفت
با همه تن همچو نرگس انتظار کیستم

چون صد و نه چشم ستد در هجر کای دلربا
جوش طوفان از آب ست اشکبار کیستم

صد نگان جسم خورد از باد گل ضعفم نبین
فکر یم یارب که با این بازبار کیستم

مهر و مه ذره عرش غرور ما بود
با همه رفعت که دارم خاکسار کیستم

وادی ایمن ز بزم پر صفایم جلوه گر
حیرتم چون آینه یارب غبار کیستم

تقریظ عطیه جناب سلاله الاطیاب حاوی فروع و اصول جامع معقول و منقول مولوی سید محمد صاحب متخلص بـ وزیر ابن جناب سعادت القاب زبدة العلما و عمدة الفضلا مولانا مقتدانا مفتی سید محمد عباس صاحب مدظله العالی

شاه بیت دیوان کلام حمد ایزد منعام که بر باعی عناصر زیب حواس خمسه بخشیده و طغرائے ایوان اسلام نعت سید انبیاء کرام که ارکان بیت ایمان مستحکم گردانیده درود نامحدود بر ذات پاکش و اولاده الامجاد الی یوم التناد اما بعد چراغ بزم که بر کرده عین الانسان و انسان العین ذاکر سبط رسول الثقلین جناب مرزا عاشق حسین صانه الله عن کل شین ست که تجلاش کبد الدجی و شمس الضحی بل نور افروز اهل بصیرت و چشم فرق دین ست ٭

لوحش الله عجب کلام متین	زینت بزم عاشقان ست این
بشنود هر که شعر پاکش را	هی برآرد ز صدق قال تحسین

تقریظ از محمد احسن الله خان صاحب ثاقب خلف جناب

مولوی محمد نصر اللہ خان صاحب بہادر صدر الصدور نشین یافتہ
و رئیس آگرہ من تلامذہ جناب افتخار الشعرا حافظ خان محمد
خان صاحب شہیر نزیل بھوپال و جناب مولوی محمد محسن صاحب
محسن کاکوروی ✤

راقم التقریظ ؎ خدایا آتش برقی بجز من ✤ کہ ہست و نیست سر تا پا
بسوزد ✤ یارب این ساقی لاابالی خرام کہ چراغ بزم نام دارد چہ
مایۂ بادۂ پرزور بجام دارد کہ تا بادہ پرستان میخانہ نوش ازان قطرہ
بکام کنند از ہای و ہوی مستانہ جہانے بہم زنند شرابی دارد
مرد افگن کہ رنگ بر روئے آذر کدہ ہا شکند و رحیقے دارد ہمہ
آتش کہ لب دوزخ فریاد زند دانی کہ ساقی لاابالی خرام کنایہ ست
از دیوان بہار عنوان و بادہ پرزور اشارہ است باشعار آن
چہ دیوان بہار گلستان معانی ست و چہ اشعار از ہار بستان نکتہ رانی
سخن شناس شناسد کہ این کتاب دفتر فصاحت ست و مجموعۂ بلاغت
و چون نباشد کہ نخلبند این چمن شاعری ست رنگین طبیعت و سخنوریست
بلند فکرت مرزا عاشق حسین بزم کہ از ارشد تلامذہ منشی میسر مرحوم ست

وعدیلش درین جزو زمان معدوم غزلش سرمایۂ ناز و نیاز ست
و تضمینش مجموعۂ سوز و گداز میخواستم که در قطار ستایش کلام
آن مجمع خوبیهای بیکران سیاه کنم و سخن شناسان را از پایۂ
شاعری او آگهی دهم اما دودلی و پریشانیم نگذاشت که چیزی
برین دو سه سطر که تحریر یافت افزوده باشم و مشتاقان سخن را
چنانکه دل میخواست حال نامه و نامه نگار باز نموده باشم و بالله
که این عذر آسیمه سرم بجای خویش ست لراقم التقریظ
کسی چون می تواند شد درماندهیکه من باشم * بسان شمع میسوزم
مگر در پیرهن باشم * یارب این چراغ بزم نورافزای انجمن سخنوران
معنی آفرین باد *

خامه بطور تقریظ ریخته کلک جواهر سلک منشی محمد
فیروز شاهجهان صاحب فیروز ساکن رامپور شاگرد رشید نواب
مرزا خانصاحب داغ دهلوی مدظله

ہون شاہ کشور سخن دل پذیر کا * کرسی عرش پایہ ہے اپنے سریر کا

معنی سخن کے سنوالو۔ معنی پروری کے داد دینے والو۔ تمہین

کچھہ خبر بھی ہے کہ دنیا مین آج کل کیا ہو رہا ہے - اگر سیر دیکھنی ہے تو
اکرٹے تنتی جھوتی ہماری ساتھہ چلے آؤ - آج ہم تمکو اوس باغ کی
سیر دکھائینگے کہ جسکو قیامت تک خزان کا خوف نہین - اس کے
باغبان نے اپنی عمر عزیز کا ایک بہت بڑا حصہ صرف کرکے اسکو تیار
کیا ہے - باغ کیا ہے ایک طلسم ہے کہ جسمین عاشقان خستہ جگر بلبل
کا درد آمیز نالہ سنکر کبھی تو کلیجہ دونون ہاتھون سے تھام لیتے ہین - اور
کبھی بے اختیار رو دیتے ہین - کبھی چہرہ پر اداسی چھا جاتی ہے اور
یہ شعر زبان پر ہوتا ہے ؎ بیدل وہ ہون کہ یاد نہین کچھہ سوائے دل
ہر دم پکارتا ہون بھی کیا ہے ہای دل + اور کبھی یاس بھری نظرون سے
آسمان کو دیکھکر آہ جگر سوز سینہ سے کھینچکر حالت مایوسی مین چپ
رہجاتے ہین (وہ کیا ہے سوز و گداز کے بھرے ہوئے مضمون
کبھی کبھی حسین مہ جبین نازنین لوگ بھی اسکی سیر کو آتے ہین
اللہ اللہ وہ عجب وقت عجب سمان ہوتا ہے - نئے نئے شباب
کی امنگ ہر ایک کا نرالا ڈھنگ پھولونکی بہار دیکھکر اور غنچون
کی چٹک سنکر ہنسنے دیتے ہین بات بات مین شوخیان کرتے ہین

ہر دم نیا انداز ہوتا ہے قدم قدم پر ناز ہوتا ہے۔ کسیکا خرام مستانہ
کسیکا گرتے گرتے سنبھل جانا۔ وہ کیا ہے۔ وصال کے مضامین
عیش کے ذکر کبھی انقلاب حوادث سے ایسا اتفاق بھی ہوتا ہے کہ
اسمین مست الست لوگ بھی آنکلتے ہین۔ عجب تماشہ ہوتا ہے سب
ساتھہ ہوتے ہین۔ لیکن کسیکو کسی کی خبر نہین ہوتی کوئی اودہر روش
پر گرا پڑا ہے۔ کوئی تاک کے سایہ مین اینڈ رہا ہے کوئی نعرہ
والشر لوسے ہمدوش ہے اور کوئی نشہ مین بیہوش کوئی ہجوم جموم
کر یہ شعر بار بار زبان پر لاتا ہے ؎ بہار آئی ہے بھر دے بادہ گلگون
سے پیمانہ ٭ رہے لاکھون برس آباد ساقی تیرا میخانہ ٭ وہ کیا ہے
ساقی مہوش کے کرشمے۔ پینے پلانے کی چیز کے مضمون۔
آج خوب جی بھر کے اسکی سیر کرلو دل بشاش نہو جائے تو ہمارا
ذمہ اگر نجانتے ہو تو اب یہ بھی جان لو کہ اس باغ کا باغبان
کون ہے اور اسمین کسکی قلم ندرت رقم کی گلکاری کی ہوئی ہے
بنانیوالے اسکے جناب مرزا عاشق حسین صاحب بزم
نبیرہ اوستاد جادو تقریر جناب منشی سید اسمعیل حسین صاحب منیر

مغفور ہین - اور نام اس باغ کا چراغ بزم ہے فیروز اب خاتمے پر دعا کو ہاتھہ اوٹھاؤ - الٰہی جبتک شعل مہر و ماہ فلک پر جلوہ گر رہین یہ چراغ بہی بزم شاعری اور انجمن سخنوری مین روشن رہے معصرع - این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد +

قطعۂ تاریخ

دیوان جناب بزم کا مطبع مین چھپ گیا	روشن ہوا جہانمین چراغ مراد بزم
فیروز فکر مجکو جو تاریخ کی ہوئی	آواز آئی غیب سے باغ مراد بزم ۱۲۹۰ ہجری

تقریظ ریختہ خامہ عنبر شمامہ نواب رستم علیخان صاحب متخلص بہ رستم رئیس اکبرآباد شاگرد بزم

ناظم دیوان کائنات کی حمد اور بشر ضعیف البنیان لاحول ولا قوۃ الا باللہ طغرا نویس کتاب رسالت کی نعت اور انسان کج مج بیان استغفر اللہ محمد حامد حمد خدا بس + خدا مداح مدح مصطفے بس + بس اے زبان سر سخن کو تاج حمد و نعت سے سرفرازی مل چکی اب کچھہ اوستاد شفیق چراغ بزم نظم جناب میرزا عاشق حسین صاحب بزم کے دیوان کی مدح سرائی ضرور ہے حق حق کہنا چاہیئے دعوی باطل عقل سلیم ہی دو ہے

ای حضرت رستم سیج کھنا اس لطف کا دیوان تمنے کبھی خواب مین بھی دیکھا
تھا طبیعت کی جودت مضمونکی جدت بندش کی صفائی فکر کی رسائی
رنگین بیانی طلاقت لسانی دیکھکر طبع مذاق پسند کو وجد آتا ہی آج
انوری ہوتا تو اس سخن کی داد دیتا خاقانی ہوتا تو اس کلام کا لطف
اوٹھاتا مین کیا اور میری تعریف کیا ؎ صائب ذو چیز میشکند رونق سخن
تحسین ناشناس و سکوت سخن شناس - ای چمن آرایان معانی
دیکھو یہ وہی باغ ہی کہ جس مین خزان کا گذر نہین وای نخلبندان
گلشن نکتہ دانی نظر کرو یہ وہی گل ہے جسکو باد سموم کا ڈر
نہین بادہ سخن کے مستوین منشی ہے مگر شراب نہین شعلہ عشق یظم
کے سوختہ دلو اس مین مزا ہے مگر کباب نہین روشن ضمیرو یہ روشن ہے
مگر چراغ نہین رنگین خیالو یہ رنگین ہے مگر باغ نہین زمین شعر
معشوقان سخن سے آباد ہے پرستان کھنا اسکو زیبا ہے کہ ہر
شاہد مضمون غیرت پریزاد ہے چمن آرایان کن فکان اس
دیوان کو رنگ قبول اور مصنف کو عمر صد و سی سال عطا فرما کر
اور مقاصد دینی اور دنیوی بر لای اللہم آمین ثم آمین +

تاریخ و تقریظ رنجتہ کلک گہر سلک حکیم سید فخر الدین صاحب
فخر شاگرد حضرت مہر مرحوم اکبر آبادی

کیا ضمیر صافی گہران صبحدم پر مکتوم نہین اور قلب روشن نفسان
سنجمجل مشرب پر مفہوم نہین کہ مبدء فیاض نے تیہ سخن کو کیا مرتبہ
عطا فرمایا ہی نہ دست وہم مسیحا ملاء اعلی نے اوسکے ارتفاع کو کسی
تلاش بالغہ سے پایا ہے نہ عقل سلیم مہندسان معلے ہوش پرور نے گام خیال
تفحص سے پایا نہ اوسکی وسعت کو چشم سنجید گاخرد مقیم نے مکیال فہم
مین تولا ماشا اللہ معدن فیوض ظاہری مخزن علوم باطنی ملا الظامی
صاحب مغفور نے نسخہ مخزن اسرار مین مقامع علو مدارج شعرا
خوب بیان فرمایا چنانچہ اوسکا حوالہ صرف دو شعر پر اکتفا کرکے یہ نیاز مند
ہرزہ گو خوشہ چین خرمن شعرا حلہ بیا نمین لا یا نظم پردہ راز کہ سخن پرور
سایہ از پردہ پیغمبر یست پیش و پس در وصف کبریا ✦ پس شعر آمدہ پیش انبیا
ای فخر طول سخن مین کچہ مزہ نہین کیا آگے ناظم و ناثرین نے کچہ کہا نہین
کار دنیا کسی تمام نکرد - ہر چہ گیرید مختصر گیرید - گر فتم طریق تحریر
دگر داشتم جادہ تقریر افصح فصحای شیرین کلام ابلغ بلغای متحرر

رشک سلمان ساوجی غیرت سحبان وائلی معدن جواہر آبدار
مخزن اسرار ہر نکات نثر و نظم اعنی امیرزا عاشق حسین صاحب المتخلص بہ
بزدم متوطن بلدہ بہشت سرشت فیض بنیاد دارالخلافۃ اکبرآباد جسکہ
بوستان نظم کیطرف خیال بلند مقال کو لائے تو ہر شایقین اور سامعین کے
دماغکو اوس باغ پر فضا کی نکہت و گل ریاحین سے ہزار ہزار طرح پر معطر فرمایا
اور چمن چمن اور روش روش مرغان نوا سنج نے مضامین پر لطف کو سنکر
غلغلہ شادمانی کا مچایا یعنی نتایج طبع گرامی اور جوہر فکر عالی سے عمدہ
عمدہ اور چیدہ چیدہ نکات منعقد کرکے ایک دیوان تصنیف فرمایا کہ
نام جسکا چراغ بزم قرار پایا جو کہ درنیولازیور طبع سے آراستہ و
پیراستہ ہوکر ناظرین پر تمکین کی نظر فیض انور سے گذرتا ہے لہذا
اس نیازمند ہیچمدان کفش بردار کہین و مہین بندہ حکیم سید فخرالدین
متخلص بہ فخر شاگرد رشک مہر سپہر گلچہر حضرت اوستاد مخزن جود و احسان
معدن الطاف بے پایان نجم شوکت چرخ ہمت ثریا بارگاہ شرافت
و خدافت پناہ جناب امیرزا حاتم علے بیگ صاحب مہر مغفور سے جو
مصنف ممدوح والاشوکت کا ارشاد واسطے تقریظ و تاریخ کے ہوا

اوسکو الاسر فوق الادب جانا اور طول سخن سمجھکر زبان کلک تیز ہوش
سخن پرور کو تقریر سے باز رکھا پس مبصّران زمان اور نکتہ چینیان جہان
پر مخفی اور محتجب نرہے کہ ہر شخص جسوقت فکر سخن کرتا ہے بے شبہ لخت جگر
اور خون دل کہاتا اور پیتا ہے نظم ہر کہ سخن را بسخن ضم کند ٭ قطرہ از خون
جگر کم کند ٭ سخن گفتن و بکر جان اسفتن ست ٭ نہ ہر کس سزائے
سخن گفتن ست ٭ سبحان اللہ مرزا صاحب کیسی عالی طبیعت اور
کیا فکر بلیغ رکھتے ہین کیسی کیسی نکات مشکلہ کو کس کس صناعی اور
خوبصورتی کے ساتھہ انواع اقسام طرحپر آسان اور سہل کرکے دکھایا
اگرچہ حضرات ناظرین خود پسندی کو کام نفرماوین تو یقین ہی کہ
مشاہدہ نسخہ جدید سے عجیب لطف اور حظ اوٹھائین ای آفرینندہ
ارض و سماوے پیدا کنندہ ہر دو سرا جبتک یہ دیوان کائنات
رہے مصنف سخن کی ہر محفل مین بات رہے میان فخر بس
کرو زیادہ مت ہوس کرو طبع آزمائی اور قافیہ پیمائی کہان
تک اب سخن کو انجام کرو اور قطعۂ تاریخ پر اختتام کرو گر قبول افتد

	قطعہ تاریخ	

عجایب یہ دیوان لکھا بزم نے
کہ جسکے چمن مین اوڑی چھپے

ہوا گلشن مطبع مین طبع جو
کھلے ہر روش پر شگوفے نئے

معطر ہوا سامعین کا دماغ
عجب نکہت انگیز ہین گل کھلے

بہار اس چمن کی ہی نکہت فزا
تو ای فخر دل مین اوٹھے ولولے

کہ ہو فکر تاریخ کی اب ضرور
نسیم سحر گل سے دامن بھرے

بس اتنے مین بلبل ہوئی نغمہ سنج
کہ واہ یہ رنگین مضمون چھپے

تقریظ و تاریخ رنجہ قلم جواہر رقم شاعر بی نظیر محمد واجد حسین
خانصاحب ظہیر الہ آبادی۔

منم کہ روز زیارو دیار خویشتنم
منم کہ دل از شرار خویشتنم

منم کہ سوختہ دل از شرار خویشتنم
منم کہ والہ نقش و نگار خویشتنم

منم کہ در چمن خود بہار خویشتنم
آہوی طرز رم بباد دادہ و

دامگر بدام صیاد افتادہ کہ چشم دوختہ و بال و پرم سوختہ ہر چند دام ہا
قرسودہ و جور قفس ہا آزمودہ لیکن ہمان سر شکر بر پا صیاد و زبان
از شکایت آزاد ساقی روزگار خود بجام من انداختہ و طبیب تجربہ کار

معجون خاموشی برای من ساخته قدر بیهوشی دماغ حال من داند و لذت
خاموشی زبان لال من - زبانم سوخته آتش بے دود - و دهانم دوخته
سوزن زهر آلود - چشمم نرگس وار حیرانی من - و زبان سوسن صورت
نگار بے زبانی من - باغ من داغ من - و داغ من چراغ من
گل جامه دریده من - و شبنم اشک چکیده من - زنجیر موج روان
دریای من - و خیمه حباب گردان جای من - لاله کوهسار چراغ افروز
شرار آهم - و سینه ماهتاب داغ سوخته دود سیاهم - گوشه صحرای
من دهان پلنگ - و کشتی دریای من پشت نهنگ - نخلے از برگ و ثمر آزاد
و مجنونے چون بید مجنون مادرزاد - بهارم رنگ پریشان شکسته - و
غبارم نابرخاسته و ننشسته - کارم نفس در سینه سوختن - و افگارم
لب از تمنا دوختن - در چمن اگرچه نرگس وار خاموشم - لیکن همه تن چشم
و سراپا گوشم - تا توانی که اشک آسا از جاده خیزم - و نکته دانے که به گوهر دنیا
آبروے دریا ریزم - آبله پائی پایه من - و شکسته دلی مایه من - بے سر و
سامانیم داغ سرمان - و سرگردانیم حسرت گنبد گردان - قلقل مینا یکدم
در گلو - و جام تمنایم لشنه بے بادهٔ گفتگو - آرزویم بلبم نارسیدن -

ومرادم گل خاموشی چیدن - حیرتم آئینه ساز جوہر - وغیرتم پردہ طراز گوہر
نے من پر از نغمہ بی نوای - وکمند من شکستہ نارسای بہارم سراپا زرد -
ودرد ماتم ہمہ درد - سینہ من چاک چاک - وآئینہ من زیر خاک - ای ظہیر مرزہ
پذیر تو کہ متاع کاسد داری وظن فاسد - من صد دل کجا - وسر سخن گفتن
کرا - چون قلم دو زبان دردست داری چرا وصف آن یگانہ زمانہ نگاری اعنی
دیباچہ کتاب فصاحت خاتمہ بیاض بلاغت مطلع دیوان سرے فرازی و
مقطع غزل بی نیازی صورت پیمای معنی ایجاد ومعنی پیما لفظ اتحاد
مقبول دارین مرزا عاشق حسین بزم خلف اکبر مرزا عباس مرحوم ملیح کہ
نشرش نثری نثار ونظمش نظامی قارنی الجملہ از سخنوران زمان وناظمان جہان است
چرا کہ ارشد تلامذہ افضل المتحققین مستند المتاخرین سرد فتر دیوان فصاحت
فرمان بلاغت سرخیل سخنوران ممتاز کلام معجز نظامش سراپا اعجاز خاقانی
دوران سعدی زمان فخر تجلی وہلالی رشک افزای دردی وزلالی افصح الفصحا
ابلغ البلغا نادرہ عدیل ناظم عدیم النظیر سیدی سندی منشی سید اسمعیل
حسین صاحب المتخلص بہ میر الہم اغفر وارحم رب قدیر ظہیر ساکت باش سامع
مزاش فقرہ چند از طبع نیاز پیوند جہت پسند دانش بلند طرز پسند

قلمبند گردانید۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف ؛

قطعہ تاریخ

کلمہ پڑھا دیکھکے دیوان بزم — خاک ہوا اوج دماغ کلیم
خار کیصورت سی کھٹکتا ہی خار — بلبل شیراز کو باغ کلیم
مہر کی تنویر ہے ہر شعر مین — داغ دل ماہ ہے داغ کلیم
اہل نظر آئے نظر کس طرح — دیدۂ عنقا ہے سراغ کلیم
مصرعۂ تاریخ لکھو ای ظہیر — طور پہ روشن ہی چراغ کلیم
۱۳۰۴

قطعہ تاریخ طبعزاد شاعر عدیم المثال ناظم بی نظیر جناب منشی امیر احمد صاحب امیر لکھنوی

شمع بزم اہل معنی میرزا عاشق حسین — کز کلام بر ترش باشد دبالاشان بزم
ست تاریخ دیوان خود از اجناب امیر — گفت۔ بزم آرائی ارباب سخن دیوان بزم
۱۲۹۷ ہجری

قطعہ تاریخ من تصنیف نیر سپہر علم و کمال حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

اللہ اللہ کیا کلام بر مغز پایا فرع — جلوہ گر ہے شاہد معنی کہ شمع انجمن
خوب ہاتھ آئی سنین ختم دیوان آی جلال — بزم کا دیوان بھی ہے رونق دبزم سخن
۱۲۹۷ ہجری

قطعۂ تاریخ من تصنیف شیوا بیان صاحب ضا ہنر سید محمد حسن قمر متوطن قصبۂ داغی پور صانہ اللہ عن الشرور شاگرد جناب منیر مرحوم

میرزا بزم ماہ اوج کمال — شمع بزم کلام رنگین ہے
وہ ہے سلطان ملک نظم سخن — اوس کا دیوان شہ دواوین ہے
دیکھکر حسن بندش و معنی — نکتہ دانون مین شور تحسین ہے
سلک گوہر سے کم نہین بیتین — لفظ ہر ایک عقد پروین ہے
ای قمر لکھہ یہ مصرعۂ تاریخ — بیگمان مصحف مضامین ہے
۱۲۹۷ ہجری

دیگر

بنگر قمر حقیر دیوان بزم — زیباست چو مصحف فصاحت خوانی
تاریخ بطرز نو ہویدا گردد — گر سحر و فسون چہار نوبت خوانی
۱۸۸۰ء

قطعۂ تاریخ ترتیب دیوان ریختہ کلک گہر سلک ذوی الخلق و المکارم خواجہ قمر الدین خان صاحب ضا رقم مترجم بوستان خیال

خوب ترتیب پائی دیوان نے — نام بھی خوب ہے چراغ بزم
دیکھہ لینگے سخنوران جہان — ڈھونڈھتے تھے بہت سراغ بزم
واہ دیوان ہی اور کیا دیوان — بہر نظارہ ایک باغ بزم

آفرین شوخیٔ طراز زبان | مرحبا گرمیٔ دماغ بزم
رنگ گفتار انجمن آرا | می سخن ہے زبان ایاغ بزم
معنی و لفظ کی ریاحین سے | بنگیا ہے چمن سے باغ بزم
سال ترتیب اسکا لکھہ راقم | خوب ہے جلوۂ چراغ بزم

قطعہ تاریخ مولوی سید راشد علیصاحب ضیا شاگرد میر

خوشا فیض تعلیم منشی میر | زہے حسن تکمیل دیوان بزم
جو ہے نام و تاریخ ہجری کی فکر | ضیا تم بھی کہدو چراغاں بزم

قطعہ تاریخ حکیم سید کریم الزمان صاحب فرخ اکبرآبادی

پیشتر بھی تھا یہ دیوان دلفریب | چھپ گیا جب اور جوبن ہوگیا
کلک فرخ نے لکھی تاریخ یہ | لو چراغ بزم روشن ہوگیا

قطعہ تاریخ مرزا غلام امیر صاحب جلیس شاگرد رئیس

وہ چہ خوش گفت بزم این دیوان | شاعر خوش بیان بلیغ و فصیح
از گلستان نظم یافت جلیس | حسن اول گل ریاض ملیح

قطعہ تاریخ سید اعجاز حسین العابدی اعجاز

از پی سیر گشت چون مطبوع | گنج اشعار بزم شاعر ہند

گفت اعجاز بانشاط و سرور | طبع کا سال۔ نظم نادر ہند
۱۳۰۴ ہجری

قطعہ تاریخ سید نیاز علی صاحب عزم شاگرد مصنف

ایسا فصیح ہے مری استاد کا کلام | مطبوع ہو جہانکو نہین اسمین اختلاف
تاریخ طبع کی جو ہوی فکر عزم کو | آواز غیب آئی کلام بلیغ صاف
۱۳۰۴ ہجری

قطعہ تاریخ حکیم سید بشارت علی صاحب فنا شاگرد بزم

یہ دیوان ہے میری استاد کا | نہ کیونکر کہون اسکو مین تاج نظم
رسول سخن ہین جو وہ ای فنا | کہی مین نے تاریخ معراج نظم
۱۳۰۴ ہجری

قطعہ تاریخ سید نذر حسین صاحب بدر شاگرد مصنف

ای زہے اوج نظم حضرت بزم | دید کے آسمان چنین دیوان
فکر تاریخ طبع کرد چو بدر | گفت دل بے نظیر این دیوان
۱۳۰۴ ہجری

قطعہ تاریخ منشی فقیر محمد خان صاحب انور مہتمم مطبع انوری آگرہ

انور کلام بزم نے پایا عجب فروغ | مضمون آبدار چمکتے ہین مثل ماہ
ہی روشنی طبع سے تاریخ دلفروز | کیا جلوہ شمع بزم سخن کا ہی واہ واہ
۱۳۰۴ ہجری

تمت

بہ عون ناصر حقانی نہاد صوعقد وکشا رقا معا

نسخہ حیرت افزای جہان مجموعہ ہوش ربائکتہ سنجان

گلدستہ مضامین احسن آئینہ زیب انجمن

موسوم بہ

مثنوی تصویر سخن

من تصنیف

مخزن علم وکمال شمع افروز فانوس خیال

مرزا عاشق حسین صاحب بزم اکبر آبادی سلمہ اللہ تعالی

در مطبع انوری بسعی و اہتمام فقیر محمد خان انور مزین و مرقوم گردید
در مطبع مجتبائی بطبع رسید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معراج ہے چشم حوصلہ کی — رویت ہے ہلال بسملہ کی
دل شکر خدا کا معترف ہے — نالہ الحمد کا الف ہے
ہر موئی بدن اگر زبان ہو — ممکن نہین حمد کا بیان ہو
کچھ بول سکے زبان کیا ذکر — پربستہ ہو جب فرشتہ فکر
کیونکر نہ پھر آئین ہاتھ خالی — کوتاہ کمند بام عالی
سبحان اللہ خدائے بیچون — از چون و چرا ے عقل بیرون
وہاب قوی قدیر و دانا — خلاق و مقدر و توانا
حنان و حلیم و عدل و منان — حی و قادر رحیم و رحمان
حصے مین ہے سب کے انعمت اوسکی — زیبندہ اوسی کو قدرت اوسکی
تارے ہین فلک کے زیور و زین — ہین شرح دو حرف کن کے کونین
لالی سے بہار ہے شفق پوش — شبنم گل تر کو گوہر گوش
سجدے مین سر حباب دریا — ہر نگلی کلمہ کی خار صحرا
ہر بزم کی روشنی وہی ہے — ہر شمع کی اوس سے لو لگی ہے
قاصر ہین سب اصل مدعا سے — پوچھو یہ زبان مصطفا سے

نعت

کیا نعت رسول کا ہو اثبات — چھوٹا سا منہ بہت بڑی بات
شاہنشہ انبیا محمد — ہے عرش بریں پہ جسکی مسند
گلزار ددکون مین ہے وہ گل — ہے طائر سدرہ جس کا بلبل
وہ دُر یتیم بحر عرفان — وہ اوج کلیم طور ایمان
معراج ہے اوج باب عالی — قوسین خم رکاب عالی
غائب جو وہ نور ہو نظر سے — صاد صلوات آنکھین مانگے
یارب صلوات بھیج اوس پر — اور آل پہ اوسکی تا بہ محشر

منقبت

ای ساقی غیب دیر کیا ہے — دے مجھکو خم غدیر کی می
جس می کے ملائکہ ہین مشتاق — جس می کا ہے شیشہ زیب طاق
جس می کے ہین جام ماہ و خورشید — جس کا نشہ سرور جاوید
جس می کا ہے دور آسمان پر — اک موج ہے جسکی آب کوثر
اوس شیشہ کے پھول کا ہون بلبل — اوصاف علی ہین جس کے قلقل

کیا وصف خدیو لافتا ہون
جس کے مداح مصطفا ہون

اشجار جہان اگر قلم ہون
لکھنے کو بھی انس و جن بہم ہون

دریا بھی مداد کی ہون تصویر
اوراق شجر برائے تحریر

شمہ نہ ہو مدح مرتضا کا
پھر حوصلہ ہو کسے ثنا کا

وہ نور خدا امام اول
وہ بعد رسول سب سے افضل

داماد رسول نور ایجاد
جبریل امین کا خاص و استاد

دنیا مین گلیم سے ہم آغوش
عقبے مین لوائے حمد بردوش

راکب ہے وہ دوش مصطفا کا
مولود ہے خانہ خدا کا

فرمان علی سے کس کو انکار
نکلا خورشید چھپ کے دو بار

زہرا و علی ہین دونون یکتا
بحرین جواہر تجلا

چودہ معصوم ہین جو مشہور
ہر ایک سہ دو ہفتہ نور

سب نور مجسم الٰہی
سب آیہ محکم الٰہی

سب حجت حق ہین وحی مطلق
کونین کی جن سے زیب و رونق

تسلیم درود بے نہایت
حق کی صلوات اور رحمت

ہر لحظہ ہر آن ہر دم اونپر
صدقے مری جان ہر دم اونپر

نام وحال مصنف

اللہ کرے جو فضل و امداد — منظوم کرون کچھ اپنی روداد
عاشق مین حسین کا ہون مشہور — اس نام سے ہوگیا ہون مشہور
ہرگز نہین حاجت تفحص — وہ نام ہے بزم ہے تخلص
یکتاے جہان فصیح مغفور — مداح حسین سب مین مشہور
تھے اونکے حقیقی ایک بھائی — آگاہ ہے اون سے سب خدائی
تھے نام بلیغ سے وہ معروف — جد ہین مرے وہ جناب موصوف
مرزا عباس میرے والد — روشن دل و متقی و عابد
اون کا جو یہ تھا تخلص — ہموزن فصیح تھا تخلص
اون نامور و نکا ننگ ہونمین — وہ آئینے اور زنگ ہونمین
دس سال سے کم تھا کچھ مرا سن — والد ہوے جب جنانمین ساکن
گذری ہین اسے کل آٹھ نو سال — آشفتہ ہے آجتک مرا حال
بچپن مین یتیم ہوگیا مین — دل بنکے دو نیم ہوگیا مین
غم کے جو گرین پہاڑ سر پر — حاصل کرون علم و فضل کیونکر
یہ صدمہ جان خراش ہر وقت — سودا ے غم معاش ہر وقت

راحت مین نکوئی شب بسر کی
گھیری رہی فکر سارے گھر کی

جاداد نہ ہاتھہ آئی کوئی
میراث مین پائی شعر گوئی

پڑ جاے جوان مصیبتون مین
گھر جاے جو ایسی آفتون مین

جمعیت حال وہ کرے کیا
تحصیل کمال وہ کرے کیا

ای بزم یہ ذکر سبکو ہی شاق
اب لوگ ہین مثنوی کے مشتاق

آغاز مثنوی وخطاب بہ ساقی

ای ساقی سیمبر ادہر دیکھہ
صدقے ترے اک نظر ادہر دیکھہ

دکھلادے ہمین گلابی آنکھین
وہ نیند بھری شرابی آنکھین

لچکا کے کمر کو پانیچے تھام
دست نازک سے بھر دے اک جام

ہنس ای لب جام صورت گل
ای شیشہ می ہو گرم قلقل

ای ابر سخن گھر فشان ہو
ای طوطی دل شکر فشان ہو

ای صبح ورق دکھاے خورشید
ای شام رقم چراغ امید

ہان اے نے کلک ہو شکر بار
بن بلبل دل کی تو ہی منقار

آمد شب وصل

بن ٹھن کے یہان عروس شام آئے
ساغر مہ چاردہ کا بھر لائے

اسطرح ستارے ہون نمایان
ماتھے پہ دولہن کے جیسے افشان

فانوس سپہر کی ہون روشن
جو شمع ہو زہرہ کی ہو گردن

پیاری پیاری ہے روشنی آج
نکھری نکھری ہے چاندنی آج

مستانہ خرامش صبا ہے
فرش گل تر بچھا ہوا ہے

ستھری سی کسی ہوئی پلنگڑی
پھولون مین بسی ہوئی پلنگڑی

اک سمت چنگیرونکی قطارین
گلدستونکی خوشنما بہارین

اوٹونپہ پڑی ہین پھولونکے ہار
خوش قطع سٹک ہوئی ہے تیار

تمباکو کا دھوان ہے خوشبو
حور جنت کا جیسے گیسو

ہین چوگھڑے عطردان گلدان
چاندی کے ورق لگے ہوئے پان

سامان خوشی کا ہے مرتب
آئی ہے آج وصل کی شب

مہکا ہوا ہے مکان سرسو
بھینی بھینی ہے پھولونکی بو

آمد آمد ہے اوس پری کی
جس مین کہ ہے شان دلبری کی

آغاز سراپا و شروع تعریف زلف و موی سر و زیور

وہ حسن وہ نور کا سراپا
سانچے مین ڈہلے ہوئے سب اعضا

گہونگروالے وہ عنبرین بال
فتنہ پس جای جس سے وہ چال

مصرع زلفونکے چست وموزون
جنمین دلکش بلاکے مضمون

بالون مین موتیون کا جوبن
ہر روزن دُر مین ایک ناگن

طول شب زلف ہو جو معلوم
تو شام مین رتجگے کی ہو دہوم

ڈہونڈہے سے نہ تا ملے شب وصل
جوڑے مین وہ باندہ لے شب وصل

ان بالونکے چہلے ہاتہہ اگر آئین
پریونکی طرح بلائین گل کہائین

ان گیسودن کی بلائین لیکر
پریون سے ہوئین بلائین ہمسر

چوٹی مین کرن کا بہاری موباف
ہر پیچ مین کہکشانکے اوصاف

ہیرے کا جو سیس پہول چمکا
سب بولے گہن سے چاند نکلا

افشانکی چمک جو دیکہہ پائین
آنکہمین تارون کی چوند ہیائین

پہپکا یا قوت کا ہے پیارا
یا سر پہ یہ خون ہے ہمارا

کیا وصف ہو گیسو ونکا ہیہات
کل دوہی پہر کی آج ہے رات

چوٹی کی ہے پاؤن تک طوالت
پہونچی یہ رات تا قیامت

چمکے جو سخن کی کچھ بھی تقدیر
ماتھے کا کروں مین وصف تحریر

کیا ماتھے کا چاند چھو سکین ہم
گو ہے یہ بلند قد آدم

ٹیکے کا جو دیکھ پائے جلوا
سورج بھی کلنگ کا ہو ٹیکا

تشبیہ جبین یہ ہاتھ آئی
قرآن کی لوح ہے طلائی

ہے مثل سکندر اوج اقبال
آئینہ ہے اوس جبین کی تمثال

ماتھے کی شکن سے سب ہین ششدر
جا پہونچی حلب مین چین کیونکر

کچھ عذر جو دردسر کا تھا آج
صندل کو ہوئی حصول معراج

تعریف ابرو

ایک ایک ابرو جو ہر طرف ہے
اس چاند کو قوس مین شرف ہے

رشک ماہ مبین ہے یہ چاند
گھٹتا بڑھتا نہین ہے یہ چاند

زیور کی ہے اوس جبین سے توقیر
ٹیکا ہے مہر خط تقدیر

جٹتی وہ بھوین خدا کی قدرت
بسم اللہ مصحف صباحت

کیون ہو نہ دوچند عمر زینت
دو چاند و نکی ہر مہینے رویت

سرسبز ہو کسکی کشت ہستی
تلوار برستی ہے دو دستی

دریائے جبین کی موج دیکھو — ان دونون بھونکا اوج دیکھو
پیغمبر حسن کا زہے زین — پایا ہے مقام قاب قوسین
کٹ جاتی ہے انکے خم سے شمشیر — غمزہ ہے کڑی کمانکا تیر

تعریف چشم و مژگان

دنیا مین جو نور کی ہین آنکھین — اوس غیرت حور کی ہین آنکھین
وہ رخ جو ہے مصحف خداداد — آنکھون سے کیے ہین حسن نے صاد
بادام یہ ہون جو نور افگن — لے ان سے چراغ طور روغن
کرتی ہین یہ آنکھین شہریاری — سکہ ہے پتلیون کا جاری
کیونکر ہو چراغ داغ سے میل — ایدل نہین ان تلون مین وہ تیل
مردم نہون کسطرح شرابی — ڈوری ہین اون آنکھونمین گلابی
کیا تیغ نگہ سے بچ سکین ہم — سرمہ دیتا ہے باڑھ ہر دم
آنکھونکا ہے وصف مثنوی مین — کاجل کی کوٹھری ہین بیتین
پلکون نے لگائے زخم کاری — ہے دل سے مری چھری کٹاری
قسمت نے یہ مجھسے کی برائی — برگشتگی ان سے سیکھہ پائی

کیونکر نہ ہدف بنے دل زار | تیر افگنونکی صفین ہین یہ چار

تعریف حسن بینی

بینی سے ہے شان رخ دوچندان | گویا ہے الف میان قرآن
بینی جو الف بنی سراپا | یہ ہندسہ ایک کا ہے گویا
ہیرے کی جو کیل جلوہ گر ہے | نقطہ یہ صفر کا ادھر ہے
ایدل یہی رمز اسکی پہچان | وہ چند ہوئی ہے حسن کی شان
بینی اونگلی اوٹھا کے اک سو | تبلا رہی ہے ہلال ابرو

تعریف لب و دہن و دندان

نازک ہین وہ ہونٹھ پتلے پتلے | بوسہ کے خیال سے ہون نیلے
عیدین کے چاند ہونٹھ ہین صاف | خالی دونون مین جای انصاف
شیرینیٔ لب کا سنتے ہی حال | بوسہ کی ٹپک پڑی ابھی رال
باتون مین نمک لبون مین ہے قند | نعمت نہین کوئی انکی مانند
اعجاز ہے دو کا ایک ہونا | ملتا نہین میٹھے سے سلونا

سرخی نظر آئی ان کی افزون — یاقوت کا دل ہے غم سے پر خون
سودے مین لبونکے ہین جو حیران — نشتر کی ہے منتظر رگ پان
دل لینے کی ہین لبونمین گھاتین — اعجاز ہین پیاری پیاری باتین
ہو تشنہ لبو نپر انکا احسان — رکھدین جو سبیل شربت جان
لب دانتونکے وصف مین جو کھولون — منہ آب گہر سے پہلے دہولون
کچھ عقدۂ مدح ہم جو کھولین — سب نظم کو موتیون مین تولین
دیکھے جو یہ گوہر جہانتاب — الماس نجوم بھی ہو بے آب
زاہد بتیاب ہون نہ کیونکر — ان موتیون مین ہے آب کوثر
ہونٹون مین ہین دانت پیارے پیارے — چھٹکے ہوے ہین شفق مین تارے
یہ ہیرے سمائے ہین نظر مین — کنیان سی کھٹکتی ہین جگر مین
جو چوس لے وہ زبان شیرین — فرہاد ہو اوس پہ جان شیرین
ہنسنا اوسکا جو دیکھے دم بھر — بجلی گرے منہ کے بھل تڑپ کر
ایسا نہین حور کا تبسم — گویا ہے نور کا تبسم
از بسکہ ہوئی رہ سخن تنگ — تنگی سے ہے اپنی وہ دہن تنگ
اس منہ کی نبات پائے غنچہ — ہر مرتبہ منہ کی کھاے غنچہ

اس سمت یقین اور دہر کو ظن ہے — ان دونونکے درمیان دہن ہے
کیون تار نفس کو ہو نہ رشتا — ہے چشمۂ سوزن مسیحا

اوصاف زنخدان

اوس چاہ ذقن کا وصف کیا ہو — جس مین آب بقا بھرا ہو
اس چاہ سے جب ہو آب زہرا — پھر کس سے ہو اختلاط گہرا
اس سیب کا وصف اگر بیان ہو — قوت دل کی ہو قوت جان ہو
باتو نمین جو شاخین نکلین اے یار — ہر شاخ سے سیب ہو نمودار

تعریف حسن رخسار

دیکھے جو فروغ روی پر نور — آنکھین جھپکے تجلی طور
زلفین ہین جو دو طرف پریشان — ہے ہندو نکی بغل مین قرآن
کی خال سیہ نے یہ خرابی — ہندو ہوئے کافر کتابی
گالون کا ہے معجزہ نمایان — دیکھا نہین دو ورق کا قرآن
گالونکی ثنا کرون مین تا کے — کیا راہ دو ماہ جلد ہوئے

اللہ ری اوس کا چنپئی رنگ — کندن بھی نہین ہے جس سے ہمسنگ
چکنے چکنے ہین بسکہ رخسار — کیون پائے نگہ نہ پھسلے ہر بار
ہے پھول تو کیا چمک ہی ہر سو — سونا ہے تو اوسمین کیون ہے خوشبو

تعریف گوش وزیور گوش

پائے ہین وہ اوس حسین کے کان — ہمسر ہو صدف نہین یہ امکان
ہالہ سے سوا جڑاو بالے — زیبندہ ہین موتیون کے جالے
کانونکی صفا پہ ہو کے حیران — موتی ہوئے انتیونکے غلطان
بالون مین وہ شوخ مچھلیان ہین — شاگرد تڑپ مین بجلیان ہین
نالونکا رسا جو ہو مقدر — لیجائین وہ بجلیان لپک کر
کانون کی چمک جو دیکھ پائی — ہر شمع نے ان سے لو لگائی

تعریف گلوئی مصفا وگردن زیبا

اوس غیرت حور کا گلا ہے — یا شیشہ نور کا گلا ہے
ہاتھ آئے جو مجھکو شمع ایمن — شب کو پڑھون وہ بیاض گردن

خم ہونے مین شرم سی ہے جوبن — بنتی ہے ہلال عید گردن
خورشید ہے جنکے سامنے ماند — الماس کے طوق مین ہے وہ چاند
منت مانی تھی طوق نے کیا — اوس حور نے جو گلے لگایا

تعریف سینہ و پستان و لوازم آن

آئینہ سینہ ہے جو شفاف — جوبن کا عکس ہے عیان صاف
اس آئینہ کا ہو وصف کس سے — محرم نہوی نگاہ جس سے
جوبن کی امنگ کی نئی شان — دل لٹوہے اوسپہ جان قربان
طوبا کے دو ثمر یہی ہین — کسریٰ کے ترنج زر یہی ہین
ہے جوش مین آب آئینہ پر — گویا ہین حباب آئینہ پر
ہے حسن کا شہریار جوبن — انگیا سے ہے تاجدار جوبن
انگیا مین ہے موتیون کا مجمع — ہین دونون کٹوریان مرصع
ہے برج قمر بھی جس سے حیران — انگیا کے ہے بنگلہ کی نئی شان
اس بنگلہ کو دیکھین صاحب ہوش — ہین اس مین فرنگ کے کلہ پوش
منظور نظر وہ چھاتیان ہین — دو صرہ زرہ چھاتیان ہین

انگیا پہ کرینگے کیا نچھاور
ہین مٹیون مین لیے ہوی زر

وی جان جو ایسی چھاتیون پر
تربت پہ ہو اوس کی قبۂ زر

انگیا کو ہے قتل عام آسان
بیڑا اوس کا اوٹھاتے ہین پان

انگیا سے ہمانہ کیون ہو شششدر
چڑیا سیتی ہے بیضۂ زر

تعریف شکم و ما یتعلق بہ

صندل کی ہے تختی خوشنما پیٹ
مخمل سے بھی نرم ہے سوا پیٹ

کرتی جو کریب کی ہو آبی
ہو پیٹ کے رنگ سے گلابی

کرتی مین شکن تہ شکن ہے
دریا سے لطیف موجزن ہے

اونچی کرتی جو ہے نرالی
کیون پیٹ کی شان ہو نہ عالی

پھولونمین بسی ہوئی ہے کرتی
کیا ٹھیک پھنسی ہوئی ہے کرتی

دل لوٹ ہے جلوۂ شکم پر
کچھ ابر مین چاند کچھ ہے باہر

اوس پیٹ کی سیلی اللہ اللہ
لاکھون ہین لکیر کے فقیر آہ

اوس پیٹ پہ ہے کمال زیبا
آڑی ہیکل کے ساتھ کٹھلا

ثابت جو کرون مین عفت اوسکی
قرآن اوٹھالے ڈھولنا بھی

تعریف شانہ و بازو و دست نازک

وہ نور کے شانے خوشنما گول — اونچے اونچے سڈول انمول
زیبندہ ہین نور تن مین بازو — یکتاے جہان پھبن مین بازو
زیور مین ہے انکا اور جوبن — اک ہین جیسے شمع طور روشن
بازو جو ہین اس قدر مصفا — پچھلی ہے جوی شیر کی کیا
جلوہ جو کلائیان دکھائین — شاخ گل تر بھی لے بلائین
ہیریکے وہ پیارے پیارے کنگن — خود رنگ کا طالب اون سے کندن
شاخین یہ نئی بلور کی ہین — یا شمعین خدا کے نور کی ہین
پنجون سے ہین سکتہ مین سخن رس — اک مصرعۂ قدمین دو مخمس
اونگلی ہے ہر اک کلید گویا — ناخن ہین ہلال عید گویا
ان چاندونکی دیکھکر تجلی — ناخن بہ جگر ہو ماہ نو بھی

اوصاف کمر و ناف وغیرہ

کیون ہو نہ کمر عزیز دلہا — تار رگ جانکو جس سے رشتا
اوس گل کی کمر سے وہ لپٹ جاے — جس شخص کو دست غیب تھاما

سیکھے جو لچک کمر سے بجلی
سنبھلے نہ پھر ابر ترسے بجلی

چھلا سی کمر جو دیکھیں یان
یاد آئے نہ خاتم سلیمان

چوٹی نے عبث کمر کو تاکا
اک بال پہ بوجھ ہے بلا کا

حیران ہین کودہنی سے آنکھین
سونے کا حصار ہے عدم مین

کیون نافنے کی ہے بے محل جا
نقطہ نقط کمر مین کیسا

نیفہ کا ہے رنگ سرخ مطلق
لپٹا ہے کمر سے خون ناحق

کولے ہین کمر کے پاس موزون
جن پر خورد و کلان ہین مفتون

یہ معجزہ حسن کا ہے الحق
دو کوہ ہین تار مین معلق

اوصاف ران و زانو و ساق پا

ہین لوح بلور دو نون رانین
آئینہ نورد و نون رانین

پاجامہ کی چین زانو نکے پاس
گویا ہے موج دار قرطاس

اون رانون کو باعث نزاکت
چٹکی کی ہے گلبدن سی نفرت

تکیہ اون رانون کا جو پائے
خواب راحت کہین نہ جائے

ہے رکن نماز حور ہر ساق
غیرت دہ شمع طور ہر ساق

اون ساقونکا وصف ہی یہ مجمل
حورون کی کلائیون سے افضل

ان پنڈلیون نے اوڑھے کیا ہوش
فانوس مین شمع کیون ہے روپوش

کیا کرسکے دعوئی صباحت
ہے شمع کی آپ روتی صورت

ترسے ہے جو عرق مین ساق پر نور
ہین چہاگلین آب زر سے معمور

جن پاؤن پہ مہر و ماہ گرتے
کس طرح چھڑی نہ گرد پھرتے

نازک رخ حور سے کف پا
ہر نقش قدم پری کا چہرہ

چھپ کر کہین جائے جبۂ بدخو
پھر بول سکین نہ ڈر سے گھنگرو

تسلیم کو ماہ نو ہے پیہم
ہر ناخن پا کے سامنے خم

تعریف رفتار ولباس زرتار

ٹھوکر آفت کی قہر کی چال
دل فتنہ حشر کا ہے پامال

خونریزیون کے طریق سوسو
تلوار کی چال جن کی پیرو

کیون پانچون پر نہ خلق ہو لوٹ
ہے اطلس خون تازہ کی گوٹ

پاجامہ گرنٹ کا ہے بہاری
کلیون کی بہار دل کو پیاری

رفتار کا گر اشارہ پائین
کلیان خوش ہو کے پھول جائین

وہ پانچے ناز سے اوٹھانا — وہ موی کمر کا پیچ کھانا
گستاخیون سے جو آنکھین لڑجائین — چھڑیان ابھی پانچھونکی پڑجائین
گر دست ہوس بت کو چھولے — چٹکی مرے دل مین گوکھروے
لوزات کی گوٹ اگر نظر آئے — پستہ کی بھی لوزر ہر کہا جائے
گنگا جمنی کرن کا وہ روپ — لپٹی ہوئی چاندنی سے دھوپ
جلوہ کو ہے ہر گھڑی نئی دھن — تازہ شب روز ہے تلون
کیون بدلے نہ صبح شام کا روپ — ہے چاندنی چنپئی ہری دھوپ
ململ کا دوپٹہ تحفہ سر پر — باریک کریپ سے بھی بڑھکر
گوٹ اودی گرنٹ کی دل افروز — توڑا لچھے کا برق جانسوز
چٹکی سے چنا ہوا معطر — ہر چین ہے اوسکی موج کوثر

تعریف قد و قامت

موزون بت اوسکا قد بالا — سانچے مین ڈھلا ہوا سراپا
پڑجائے جو سایہ اوسکا اکدم — فتنہ برپا ہو قد آدم
ہر عضو بدن سڈول موزون — خوبی و نزاکت اوس پہ مفتون

تعریف اداو غمزہ و ناز

شوخی و وقار دوش بردوش — رنگینی و سادگی ہم آغوش
دل تیغ نگہ سے کیون نہ کٹ جائین — اولٹے جو مژہ صفین اولٹ جائین
بانکا انداز چھی چتون — ہر عضو مین طرفہ چلبلاپن
گستاخ نظر جو دیکھہ پانا — دانتون مین وہ ہونٹ کا دبانا
کیا دید کی تاب ہو کسی مین — غصہ سے ملا ہوا انہی مین
مستانہ نظر سے بیخودی ہو — پلکون سے دل مین گدگدی ہو
بیباکیون مین عیان حیا تہی — گرمی نرمی غرور شوخی
کیون صاحب وضع ہون نہ غارت — اک ساتھہ ہی تمکنت شرارت
وہ عین ملاپ مین رکاوٹ — ہنگام عتاب بھی لگاوٹ
غمگین مجھے دیکھکر ہنسانا — پھر غصہ کی آنکھین بھی دکھانا
بوسہ کے سوال پر وہ لڑنا — کچھہ بات بناؤن تو بگڑنا
اظہار وہ بھولے پن کا کرنا — اپنے سایہ سے آپ ڈرنا
غش دیکھکے مجھکو بھول کھانا — وہ گیسوئے عنبرین سنگھانا
صدمہ مری بیخودی کا سہنا — تسکین دی دیکے مجھہ سے کہنا

روئے ہمین گر نہ آنکھین کھولے
سہے ہے کرے ہمکو گر نہ بولے

وہ پان مری لیے بنانا
سو طرح محبتین جتانا

وہ منہ مین مرے اوگال دینا
پر وقت پہ صاف ٹال دینا

خود پیار سے دوڑ کر لپٹنا
مین قصد کرون تو پیچھے ہٹنا

نازک خیالی و ذکر موسم برشکالی

برسات مین منھدیونکا ملنا
پکوان مزے مزے کے تلنا

وہ کالی گھٹا مین گھر کر آنا
بادل کی گرج سے ہول کھانا

بجلی کی چمک سے پیچھے ہٹنا
ڈر کر مری چھاتی سے لپٹنا

بگلے اوڑتے وہ بولتے مور
غل کوئلونکا پپیہونکا شور

وہ باغون مین مجھکو لیکے چلنا
کپڑے نئے رنگ کے بدلنا

جھولے مین وہ پینگونکا بڑھانا
بڑھجاے جو پینگ غل مچانا

گانے مین غضب صدای برفن
اونچے سر دن مین ملا ساون

لیتی ہین ہزار طرح لہرین
وہ جھلین وہ ندیان وہ نہرین

پروائی کے جھونکے ہو گلگشت
جنگلا گانے ہین طائر دشت

طاؤسونکا ناچ چارسو ہے — رقصان ہر اک حباب جو ہے
سرسبز تمام جھاڑیان ہین — لالے مین نہان پہاڑیان ہین
سبزہ کا خضر کو آسرا ہے — جنگل کیسا ہرا بھرا ہے
فیروزہ ہی کا ہے جو شجر ہے — ہریل ہر طائر نظر ہے
پڑتی ہین جو ننّی ننّی بوندین — سوتی ہین وہ دامن نگہ مین
چیتل پاڑے ہرن چکارے — بھرتے ہین خوشی مین سب طرارے
اک سمت مکھنا اونٹھی ہے گنگور — اک سمت ہے آبشارونکا شور
دامن گل دشت کا ہے پرزر — کمخواب کی بوٹیون سے بڑھکر
فیروزہ سودہ دشت کی ریت — سرسبز تمام وہانونکے کھیت
پانی آئینہ سان مصفّا — پینے کا چو کہا ہے سبزا
نکلی ہے دھنک جو پیاری پیاری — ہے دامن ابر مین کناری
ہر رنگ کی بوٹیان ہین خوشبو — کیا چنریونکا فرش ہے سرسو
ہر سمت جو ابر ہے شفق گون — رنگریزونکی ہے دکان گردون

تعریف دریائی جمن و خوبی ہاے وطن

مغرور ہے حسن پر نمک پر — جمنا کا دماغ ہے فلک پر
ہر ایک حباب ہے فلک اوج — چھو لیتی ہے کہکشانکو ہر موج
پر نور ہزارون کشتیان ہین — ہمشان ہلال آسمان ہین
تیراک بلا کے ہین فسون گر — پانی کے بھی دل مین کرتے ہین گھر
دریا ہے کہ سحر کا مرقع — ہر قصر حباب مین ہی مجمع
دریا کی ہے نیلی نیلی رنگت — تیراک ہین اوس مین خوبصورت
دیکھتے ہین تماشین سارے — چھکے ہین سپہر پرستارے
دریا کے کنارے جمع میلا — ہر گھاٹ پہ رنڈیون کا ریلا
خونریز ہووے وے اشارے — تلوار کے گھاٹ ہین کنارے
یوسف ہے نظر مین ہر پریزاد — ہے غیرت مصر اکبرآباد
رکھتے نہ عزیز اسکو کیون ہم — جمنا نہین رود نیل سے کم
لوہے کا جو پل ہے زیب دریا — پانی پیتا ہے ابر گویا
جال اوس مین جو لوہے کا نظر آئے — عنقای نگہ قفس مین پھنس جائے
وہ قلعہ سرخ سحر ہاروت — دریا کے کنارے قصر یاقوت
اسٹیشن اودھر ہے جلوہ فرما — گویا ہے طلسم حیرت افزا

لیکر جو مسافر آتی ہے ریل | دنیا نئی ساتھ لاتی ہے ریل

توجہ فکر نکتہ سنج در ذکر روضہ تاجگنج

اب چھوڑون خیال کعبہ و دیر | منظور ہے تاجگنج کی سیر
وہ سنگ رخام کا ہے گنبد | یا نقرۂ خام کا ہے گنبد
اللہ رے صفائی سنگ مرمر | بے آب ہے جسکے آگے گوہر
وہ برج ہے تو سپہر کا ہے | موتی ہے تو تاج مہر کا ہے
اس روضہ مین طرفہ روشنی ہے | ہر وقت نظر مین چاندنی ہے
کیون دیکھین یہان نہ انس و جن صبح | موجود ہے اسمین رات دن صبح
دیتی ہے بہار پچے کاری | فردوس کی ہے جڑاؤ کیاری
ہر غنچہ و گل یہان مرصع | گلزار ارم کا ہے مرقع

در ذکر کوچہ دلبر و ہجوم عاشقان مضطر

یہ شہر نہ کیون ہو جان عالم | ہے مسکن بادشاہ بیگم
جس کوچہ مین وہ پری ہے ساکن | صدقے ہین بشر سے لیکے تا جن

رکھتے ہین فغا نکا ورد عاشق — پھرتے ہین محل کے گرد عاشق
دس بیس کے چاک ہین گریبان — بعضون کے لہو سے سرخ دامان
بعضے تہامے ہوئے جگر کو — تکتے ہین اوسکے بام و در کو
بعضے افتادہ روز و شب ہین — بعضے سر خاک جان بلب ہین
سر پھوڑ کے بعضے سنگ در سے — برساتے ہین خون چشم تر سے
کھڑکی ہے جو کوئی زیب دیوار — سب کی ہے نظر اودہر کو ہر بار
محو رخ سیمبر ہین آنکہین — خود خاک پہ بام پر ہین آنکہین
حسرت بھی بات بات مین ہے — ہر روز نگاہ گہات مین ہے
کس وقت ملے نظر سے وہ چاند — دیکھین نکلے کدہر سے وہ چاند
سب شوق نظر مین حسرت اندوز — دیدار کے منتظر شب و روز

ان بہر بھی بیقراریان ہین — شب بہر اختر شماریان ہین
دربانون سے دل مین بغض بیحد — ظاہر مین پر اونکی ہی خوشامد
التماس سے پوچھتے ہین احوال — منت کرتے ہین دیتے ہین مال
کعبہ ہے نظر مین اونکے وہ گھر — ہر وقت طواف اور چکر
ماؤن کی کرتے ہین غلامی — بعضے ہین اصیلون کے سلامی

نقد دل وجان ہین دونون حاضر	دن رات کہاریون کی خاطر

گفتار زنانہ از زبان پرستاران جانانہ

وہ مکھی ہین پہلے منہ تو دہوآو	بیگم کا زبان پہ نام پہر لاو
کیا بکتے ہو جاو گہر مین بیٹہو	شامت آئی ہے ہوش کی لو
گل کہا وکہ خاک اوڑاوگے تم	پر اون کی ہوا نپاوگے تم
کرتے ہین یہ ہمسے کیون اشارے	خبطی ہین موے نگوڑمارے
ڈیوڑہی پہ یہان نہ جان کہوئین	گہر والے ہین اپنے جاکے روئین
کیا کہوینگے ہم سبہونکی روٹی	کٹوانیگے کس کی ناک چوٹی
ہمکو نہ کہن نہ گالیان کہائین	اپنے موے جیتے کو نہ پنوائین
بدنام ہون پہلے تو یہ ہر جا	پہر کرتے ہین دوسرکو رسوا
جب اپنی ہی آپ اوتار بیٹہینگی	عزت پہر دوسری کی کیسی
بدنام جو ہر کسی کو کردین	مان بھسونکی اپنی تو خبر لین
کٹنا پے سے کرتی ہین جو گوڑی	ہونگی وہی کٹنیان نگوڑی
طوفان جو گرستون کو لائین	وہ بہڑوی جینالین یہان تو آئین

جب کام کو کوئی ہامہ آیا — لیتے ہین بلا کی طرح پیچھا
دلوا ینگے یہ نگوڑے الزام — کیون پڑتے ہین پاؤن ہمسے کیا کام
ایسو کوئی مانتا نہین ہے — بے غیرتون کو حیا نہین ہے
کچھ ہاتھہ نہ سٹھی اور یہ سودا — چاہینگے سوئے فقیر ٹے کیا
کیا جانے کوئی امیر ہین یہ — اڑنے والے فقیر ہین یہ
لو گو کوئی چیرے والیکو لاؤ — ان کہوج مٹونکی فصد ین کہلاؤ
امان خالہ ہمین بتائین — کٹنا پے کا کام پھر بتائین
مان بھنین بنا کے دیتے ہین دم — ہے انکا نرالا باوا آدم
سمجھائین ہزار دوست دشمن — کس کام کا ایسا مڑ جڑا پن
ایک آدہ کو مارتی ہون مین بھی — چلا کے پکارتی ہون مین بھی
یہان خانگیان نہ کسبیان ہین — اشرافونکی بہوئین بیٹیان ہین
کوتوال سے بھی خطر نہین ہے — حاکم کا بھی انکو ڈر نہین ہے
ایسو دہی غل مچاتے ہین پھر — اپنی ہی یہ گا بجاتے ہین پھر
نیچی کر و آنکھین بے حیاؤ — ہو دفع دفان یہان سے جاؤ
دیتے نہین راتکو بھی یہ چین — ہوتے نہین یہان سے وال فی عین

سر پھوڑنیکا بس ان مین ہے زور — مرتے نہین دور پار در گور
ہر اک کو اسی کا جھینکنا ہے — یہ کھوج مٹا ہے عشق کیا شے
کیا آہ نکوڑی نالہ کیسا — ملجائے تو مین لگادون لوکا
کیا شے ہے نکوڑی چشم پرنم — یہ فارسی انکی سمجھین کیا ہم
لاکھون یونہین جان کھو گئے ہین — تقدیر کو اپنی رو گئے ہین
جھوٹون بھی جو بی بی ہے کہتے ہین — ان آگ لگونکے منہ کو جلیسن
کیون دیکھتے رہتے ہین ادھر یہ — صدقے ہوئے ایڑی چوٹی پر یہ
بیگم ہین ہماری ایسی جلاد — سنتی ہی نہین کسیکی فریاد
گٹھہ جائین جو ہم ہر پوری سے — سر مونڈین کورے استری سے
کچھہ بولے جو بڑکے منہ ہی کس کا — نوچ آئے اونہین کسی پہ غصا
کم سن تو ہین پر سلامتی سے — لگ چلتی نہین ہین ہر کسی سے
تعریف کرونگی پھر مین ونکی — ایڑی دیکھون مین پہلے اپنی
تلوون سے ہی اونکے چاند بے نور — ماشا اللہ چشم بد دور
بکتی ہین اصیلین ہوتی ہین دق — سنتے نہین اونکی بات عاشق
جاتے ہین محل کے پاس ہر بار — ڈرتے ڈرتے قریب دیوار

بیطور جو ڈالتے ہین آنکھین — روزن بھی نکالتے ہین آنکھین
مانع جو نہون مندیرونکے خار — نالے ابھی پھاند جائین دیوار
بعضون نے صبا سے کی ہین راہین — بعضون کی پیامبر ہین آہین
پر سنگدل آہ وہ حسین ہے — کچھ رحم کو دخل ہی نہین ہے
ہے شرم و حیا مین بسکہ یکتا — آئینہ سے بھی ہے اوس کو پردا
اس ڈر سے نہ دیکھے جانب باغ — پھولون مین ملے نہون گل داغ
اس وہم سے چھوڑی پھولونکے ہار — ان مین نہ نگہہ کا ہو کوئی تار
ہے موتیون سے خفا وہ بدخو — شاید کہ ہوان مین کوئی آنسو
پردہ کبھی غرفہ کا جو ہلجائے — ہر غنچۂ دل خوشی سے کھلجائے
کھلتی ہے جو گاہ گاہ کھڑکی — دیتی ہے نظر کو راہ کھڑکی

ہوتا ہے وہ بام ہمسر طور — غرفہ بنتا ہے مطلع نور
سب شہر مین پھیلتا ہی جلوہ — ہوتا ہے زمانہ بھر کا بلوہ
غل ہے کہ یہ کیسی روشنی ہے — کس چاند کی ایسی چاندنی ہے
پروانے گمان شمع کرکے — جو یا ہوتے ہین اوسکے گھر کے
آتے ہین چکور یہ سمجھکر — طالع کوئی چاند ہے مقرر

موسائی اس آرزو مین ہین غرق
کیا طور پہ پھر چمک اوٹھی برق

بتخانون کو چھوڑ کر برہمن
کرتے ہوئے آتے ہین یہ شیون

جس بت کی تلاش مین جہان ہے
وہ موہنی مورت اب کہان ہے

کہتی ہے یہ بلبل چمن آہ
بتلا دے تو ای نسیم للہ

وہ پھول کہان تہ فلک ہے
جسکی یہ جہان مین مہک ہے

چلاتے ہین عاشقان مضطر
ای سنگدل اس طرف نظر کر

مرتی ہے ترے لیے خدائی
اللہ رے تیری بیوفائی

کیا دل مین گذر نہین وفا کا
کیا خوف نہین تجھے خدا کا

گھر مین نہ بلا ہمین ہمارے پاس آ
پردہ سے اپنی شکل دکھلا

کھو بیٹھے ہین نقد جان ہزارون
دم توڑتے ہین یہان ہزارون

یہ نخوت جان گداز تو بہ
اس درجہ غرور و ناز تو بہ

یہ سنکے جو رحم اوسکو آیا
کچھ جلوہ رخ کبھی دکھایا

اپنے تن و جان کا پھر کسے ہوش
ہو جاتے ہین اک نظر مین بیہوش

بیخود ہین مگر وہی فغان ہے
غش مین بھی صدائے الامان ہے

ذکر رسائی مصنف ہیچمدان در بزم آن جان جہان

پر کرتے ہین ہم ہزار ہا شکر
ہر دم ہے جناب عشق کا شکر

از بسکہ ہے مجھکو عشق صادق
ہے بخت بھی یار بھی موافق

اعجاز ہے شوق کی نظر مین
تاثیر ہے نالہ سحر مین

اغیار کے گھر گئی شب ہجر
کالا منہ کر گئی شب ہجر

مہمان ہے میرے گھر بلا فصل
یا روز وصال یا شب وصل

ممکن ہی نہین کہ ہو وہ مغرور
آغوش سے دل سے آنکھ سے دور

نظرو نکے حضور ہے شب و روز
ہر آنکھ کا نور ہے شب و روز

اب گریہ ہجر سے غرض کیا
آنسو ہوئے دانہ ہر عنقا

اب نالہ سے آشنا کہان لب
بوسے سے ہوے شکر فشان لب

سرمست وصال ہین نگاہین
گلچین جمال ہین نگاہین

شکوی سے نہ کچھ گلے سے مطلب
لڑتی ہے زبان سے زبان اب

خود چاہ ہمین جتاتے ہین وہ
ہم روٹھتے ہین مناتے ہین وہ

اوقات گذرتی ہے مزے سے
نیت نہین بھرتی ہے مزے سے

مائل دل تہا نہ تمنوی کا
تہا حکم مگر یہ اوس پری کا

گفتار در مفارقت وطن و مصائب سفر پیش آمدن

ہر چند کہ وصل ہے میسر
کچھ رشک عدو نہ ہجر دلبر

لیکن ہون اسیر دام افکار
دنیا کے بکھیڑون مین گرفتار

آغاز شباب اور یہ رنج
یہ کیف شراب اور یہ رنج

یہ آمد نشۂ جوانی
یہ فصل بہار زندگانی

اوس پر غم روزگار افسوس
یہ آئینہ پر غبار افسوس

دن رات سفر مین اب ہون بیتاب
چھوٹا وطن اور دوست احباب

ہر دم ہون مقام بے محل مین
ہین ریل مین بیٹھے بغل مین

ہم بزم ہون قوم متبذل سے
وہ صحبتین اب کہان وہ جلسے

پر شوق سخن ہری بلا ہے
اب بھی ہے یہ دھن یہ مشغلا ہے

رستے مین ہوئی یہ مثنوی نظم
تکلیف سفر مین کی یہی نظم

انصاف سے سوچ لین سخنور
شاعر کے حواس جب ہون ابتر

سامان ہون رنج کے نرالے
مضمون نئے وہ کیا نکالے

اغلاط سے کس طرح ہو محفوظ
اوس نظم سے کوئی کیا ہو محظوظ

ذکر موانع اصلاح مثنوی بیاس آنحضرت اوستاد مذکور بار دیگر وجہ

ہے نظم جو اوس پر یکا احوال
بالکل ہے خلاف وضع پر وال

اصلاح سے کیا ہو یہ شرف یاب
استاد کا ہے لحاظ و آداب

دیکھینگے تو سچ کہا سنینگے وہ
ہرگز نہ اسے بنا سنینگے وہ

چھپوانے کے وقت ہے یہ بہتر
تاریخ طلب کرون مین لکھکر

استاد کو ہوگی گو شکایت
تاریخ کرین گے پھر عنایت

اصلاح نہ لینے کی یہ تھی وجہ
اک اور بھی اس سے ہے قوی وجہ

کچھ قیدین ہین التزام ہین چند
تھے حضرت رشک جنکے پابند

استاد کے بھی وہی ہین مختار
آسان ہے یہ اونکو راہ دشوار

اون حکمونکے رہتے ہین مقید
ہے بعض مین کچھ خلاف شاید

شاگردون کو بھی یہی ہے تاکید
تا کر نہ سکین خلاف تقلید

بعضون نے کیا یہ سب گوارا
تقلید کی اور دم نمارا

بعضون سے جو اوٹھ سکا نہ یہ بار
اون سب کو کیا معاف ناچار

پہلا کو چرا دنہین بتایا
تا بیخ کے طریق پر لگایا

دونون رہ مستقیم ہین پر
ہے اس مین ہی احتیاط اکثر

اس نظم سے کیا ہو دل مرا شاد
بندش ہے خلاف رائے استاد

اس وجہ سے دل نے خوف کہایا | | اصلاح کو بیچنے نہ پایا

عذر استعمال بعضے الفاظ در لہجہ و زبان نسوان قابل التفات سخنوران

اک اور ہے عذر مجھکو واجب | | اوس کا بھی ہے تذکرہ مناسب
آگاہ ہون اس سے بھی سخندان | | جس جا ہے زبان خاص نسوان
لفظ اونمین ہین کچھ خلاف صحت | | کیا کیجیے آپڑی ضرورت
تصحیح کا دہان ہوا نہ عازم | | تطبیق محاورہ تھی لازم
حرفونکا سخن جا بیان اور | | رباعات مجال کی زبان اور

شرح نام و بعض اوصاف جناب سیدی و استادی اعنی حضرت اسمعیل مین

منیر ادامہ اللہ القدیر

استاد میرے وہ سید پاک | | جن کا شہرہ ہے زیر افلاک
نقاد و محقق و مدقق | | ہر بات مین ہمعنون فایق
آفاق مین بے نظیر ہین وہ | | حقا کہ منیر ہین وہ
فخر و شرف یگانگی ہین | | استاد بھی ہین بزرگ بھی ہین

استدعاے عفو و صفح بخدمت سخنوران عالم بشرط لغزش زبان و پاے قلم

اب خدمت اہل فن مین ہے عرض — جس کا کھنا مجھے ہوا فرض
جو سہو و خطا کہین ہوئی ہو — یا لغزش پا کہین ہوئی ہو
مستوجب تخطیہ نہ ٹھہرائین — للّٰہ مجھے معاف فرمائین

التماس بندۂ گستاخ دربارۂ مثنوی جناب ڈپٹی مولوی عبد الغفور خان بہادر نسّاخ

گو مثنوی جناب نسّاخ — جس کا ناظر ہے بزم گستاخ
بے مثل ہے اپنے طور پر خوب — پر اوس کا جدا ہے سب سے اسلوب
اعجوبہ ہین اوسکے سر بسر لفظ — معنی سے سوا نیا ہے ہر لفظ
کیونکر نہ ہو وہ لطیف و زیبا — معشوق کا اوس مین ہے سراپا
بے شبہہ کہ حضرت مصنف — ہین علم ادب سے خوب واقف
یون ابر قلم سے ہین گہربار — لکھے ہین یہ خاتمہ مین اشعار

اشعار نسّاخ

ایسے جو لکھا ہے یہ سراپا	ایسا نہوا ہے اور نہوگا
مضمون لکھے ہین اس مین کیا کیا	تشبیہین نئی لکھی ہین صدہا
ڈالے ہین عجیب ڈہنگ کے شعر	لکھے ہین عجیب رنگ کے شعر
انداز جو ہے مرا نیا ہے	جو طرز ہے سب سے وہ جدا ہے
مومن کا جو رنگ ہے وہ ہی اور	غالب کا جو ڈہنگ ہے وہ ہی اور
پر حیف کہ اوستاد نامی	وحشت وہ سخنور گرامی
وہ نیّر برج خوش بیانی	وہ گوہر درج نکتہ دانی
والی قلمرو فصاحت	شاہنشہ کشور بلاغت
اس عہد سے پہلے اوٹہہ گیا ہے	غم اوسکا جو ہو مجھے بجا ہے
اب میر نہین سخن نہین ہے	کوئی بھی اب اہل فن نہین ہے
خسرو ہین نہ حضرت نظامی	فیضی ہے نہ ہاتفی نہ جامی
مہری کا بھی دور ہو گیا ہے	باقر بھی لحد مین سو گیا ہے
دکھلاؤن کسے مین یہ سراپا	ہے کون کہ اسکی داد دیگا
ہوتے جو یہ لوگ تو یقین تھا	ایک وجد کا حال سنکے ہوتا
بیساختہ منہ سے یہ نکلتا	کیا خوب کہا ہے یہ سراپا

کہتا ہے یہ بزم ہو کے گستاخ
سبحان اللہ جناب نسّاخ

یہ فخر حضور کو روا ہے
دعوی جو کیا ہے سب بجا ہے

باقی نہین کوئی اہل فن مین
اک آپ ہین کشور سخن مین

علّامۂ عصر اور ڈپٹی
مین تو ہون بلید طبع وحشی

شاہد ہر صاحب یقین ہے
بیشک کوئی آپ سا نہین ہے

شاعر ہین فقط جناب عالی
اک فرد مین منحصر ہی کلّی

خسرو کے شرف ہین فخر جامی
غیرت وہ فیضی و نظامی

کب ایسے تھے مومن اور غالب
آپ اون پہ ہین فایق اور غالب

کیا معجزہ آپ نے دکھایا
للکار کے مردون کو بھگایا

ہین بعد فنا بھی میر غم مین
ڈرتے ہین حضور سے عدم مین

احسان یہ اجل کا ہے سراپا
بیچارے حسن کا پردہ رکھا

گو شرع سخن مین ہے یہ مسنون
فخریہ کا جس قدر ہو مضمون

پر یہ نہو کذب و لاف ٹھہرے
حد سے بڑھ کر گزاف ٹھہرے

ہان اونکے لیے روا ہی سب کچھ
حاصل جنہین مرتبا ہو سب کچھ

اور ونکو روا نہین ہے اصلا
حضرت ہی کیواسطے ہے زیبا

ہین صاحب رتبۂ خداداد — شاعر حاکم محقق استاد
دولت یہ خدانے آپ کو دی — ایسی ہے حکومت اور کسکی
جو مردے گڑی ہوئی اوکھاڑے — یون مرثیہ گویونکو للتاڑے
شاہد یہ کلام دلنشین ہے — کوئی بھی اب اہل فن نہین ہے
حاکم ہوئے آپ سوت محکوم — سب شاعرون کو کیا جو معدوم
دہمکاکے گذشتہ شاعرونکو — اعجاز دکھائے منکرون کو
فرمان طلب کیا ہے جاری — مردون کی ہے اتبور دبکاری
استادونکی جب ہو قدر ایسی — کیا اصل ہے میری مثنوی کی
مجھکو نہین اپنی نظم پر لاف — پر سب سے یہ چاہتا ہون انصاف
وہ مثنوی اور نظم اعقد — دونون کو ملاکے دیکھین یکسر
خود ہوگی تمیز سرکہ و مل — کھل جائیگا صاف درد بالکل
ہر چند مجھے ہے آپ اقرار — یہ نظم کھان کھان وہ اشعار
وہ دُر یہ خذف یہ خارہ گل — یہ خاک وہ زر یہ زہر وہ مل
وہ معجزہ ہے یہ سحر ہاروت — یہ خون دل حزین وہ یاقوت
یہ دلق گدا وہ خلعت شاہ — وہ نغمۂ جانفزا ہے یہ آہ

وہ محفل عیش مین ہوئی نظم
یہ رنج سفر مین مین نے کی نظم

حکم اذکا کچھ یون ہین ہر دم
مین خاک نشین بزم ماتم

وہ زینت مسند حکومت
مین بستۂ زلف شام غربت

عذرات صحیحہ در ذکر امراض و دیگر آلام صریحہ

ہین پیش نظر عجائب دہر
ہر دم نئے گانون ہین نئے شہر

بیگانون سے روز صحبتین ہین
ہر وقت نئی اذیتین ہین

یوحبہ بھی الجھے پڑتے ہین لوگ
تیور کی طرح بگڑتے ہین لوگ

خود طبع علیل ہو گئی ہے
ہر وقت آب و ہوا نئی ہے

دم ناک مین نزلہ نے کیا ہے
کھانسی نے گلا پکڑ لیا ہے

مرطوب ہوائے دامن کوہ
اللہ رے رطوبتون کا انبوہ

کو سمت شمال آگیا ہون
اصحاب شمال سے جدا ہون

ہے فکر صحیح سخت مشکل
بیماریون نے کیا ہے بیدل

فیضی کی صحیح ہے یہ گفتار
بیمار بود خیال بیمار

کرتا ہون جو کوئی شعر تحریر
کھانسی ہو جاتی ہے گلوگیر

ابیات ہون آبدار کیا خاک — پر نالون کی طرح بہتی ہے ناک
مشکل ہو سفر مین جب مداوا — پرہیز کہان علاج کیسا
یہ نظم ہے چار دن کی محنت — گذری ہے یہی قلیل مدت
آلام سفر سے جو ہو محزون — افکار سے بھی جگر ہو پرخون
سوزون کرے ایسے شعر دلخواہ — وہ ہو مرے درد دل سے آگاہ

خاتمہ در دعاے بقاے ارباب سخن بہ کمال ضراعت بدون لاف و تبختر در جواب جناب ڈپٹی صاحب بہادر

یارب رہین اہل فن سلامت — جن سے ہے سخن کی زیب و زینت
خورشید سخن ابھی ہے پر نور — عالم ہے سخنوردن سے معمور
کیا جوہری سخن نہین ہین — کیونکر کہون اہل فن نہین ہین
مجکو نہین تازگی کا دعوا — ہرگز یہ نہین نیا سراپا
تشبیہین اگر نئی ہین دو چار — اون پر بھی نہین وثوق زنہار
جو ہے وہ ہے نذر اہل انصاف — مین ہیچمدان ہون کیا کرون لاف
خودبین ہون مین کہنہ خودنما ہون — ہان! اہل سخن کا خاک پا ہون

ایک بیت اگر پسند فرمائین — احسان سے بہرہ مند فرمائین
منظوم جو اس مین ہے سراپا — تصویر سخن ہے نام اوسکا
ای سوختہ ضبط این نفس کن — بس کن زحدیث عشق بس کن

تاریخ اتمام مثنوی بفضل خداوند قادر قوی

ہے ختم کا سال بھی یہ زیبا — مضمون اعجاز ہے سراپا
۱۲۹۰ ہجری

قطعہ تاریخ عطیہ جدید مرحوم افتخار الشعرا افصح الفصحا کلیم طور سخن مقبول رب قدیر سید اسمعیل حسین منیر اعلی اللہ مقامہ

چشم بدور ای مری نور نظر بزم سعید — طبع رنگین ہے تری فردوس کا گویا چمن
عندلیب خوشنوا رنگین بیانی مین ہے تو — طائر فکر رسا طوطی شکر شکن
جس جگہہ ابر قلم تیرا گہر افشان ہوا — ہوگئے پانی ندامت سے وہان در عدن
خط جو لکھا ہے پئے تاریخ ختم مثنوی — کیا کہونمین حیرت دل ہوگئی صرصر سمن
تو نے ای اصلاح کو گو تو نے بھوائی نہین — پر مین شہرت اوسکی سنتا ہون تا چرخ کہن
جبر اسمین مصلحت کچھہ ہوگی پر خدا ہی خوب — سال بھر گذرا کہ مین ہون تارک شعر و سخن

ہان مگر فرمایشی تاریخون سے مجبور ہون
دل بھی ہے آنرو زبون پابند غم رنج و محن

بچ نہین سکتا ہون شاگردونکی اصلاح سے
تیری خاطر ہے مقدم ای نکو نام زمن

حق تعالے بخشے بخشے بخشے بیحساب
عزت و اقبال مین ہو سرور ہر انجمن

دین و ایمان مین بھی ہو اپنے بزرگون سے سوا
ہو فزون علم و عمل حاصل ہو اخلاق حسن

نام عالم مین ترا روشن ہو مثل آفتاب
شاعری مین بھی ہو تو محسود ابنای زمن

اب مین تصویر سخن کی بھی ہون تاریخ نظم
کیا عجب جو ہو پسند خاطر ارباب فن

سال ہجری و مسیحی دو لکھے ہین ای منیر
باغ عدن معنی - و پر نور تصویر سخن
سنہ ۱۲۹۷ ہجری سنہ ۱۸۸۰ع

قطعات تاریخ من تصنیف شیوا بیان صاحب ہنر جناب سید محمد حسن صاحب قمر متوطن قصبہ داسی پوصا اللہ عن الشرور شاگرد جناب منیر

جلوہ دکھا کے لیلی مضمون نے قمر
دیوانہ اپنا کر لیا مجنون صفت ہمین

پیدا حروف معجمہ سے ہین سنین ختم
اس مثنوی کا مثل نہین ہے زمانہ مین
سنہ ۱۲۹۷ ہجری

تاریخ دیگر

وصف چہ گوید زبان ہست سیر از عجب
دیدہ گردون ندید نظم چنین از ازل

مادہ علیسوی بخت زکلک قمر	زینت بزم سخن مثنوی بے بدل
	سنہ ۱۸۸۰ع

قطعہ تاریخ مصنفہ قوت بازوئے بزم مرزا اشتیاق حسین نظم

یہ بھائی ہماری حضرت عاشق حسین بزم	ہر ذرہ جنکے فیض سے آج آفتاب ہے
ایسی کہی جناب معظم نے مثنوی	ہر بیت جسکی بے بدل و انتخاب ہے
اسی نظم میں نے اسکی یہ تاریخ نظم کی	پاکیزہ آفتاب سخن لاجواب ہے
	سنہ ۱۲۹۰ ہجری

قطعہ تاریخ من تصنیف جناب حکیم ضامن علیصاحب جلال لکھنوی

کہی ہے بزم نے کیا مثنوی سراپا کی	کہ آکے شاہد معنی نثار ہوتا ہے
لکھے جلال نے یہ ختم مثنوی کیسے	یہی سراپا زیب سخن سراپا ہے
	سنہ ۱۲۹۰ ہجری

قطعہ تاریخ جناب نواب مرزا خانصاحب داغ ملازم ریاست رامپور

تصویر سخن کی سنکے شہرہ ای داغ	مشتاق ملاحظہ ہر صاحب عزم
تاریخ یہ اسکی مجھسے لطف نے کہی	بے مثل ہے مثنوی پاکیزہ بزم
	سنہ ۱۲۹۰ ہجری

قطعات تاریخ جناب نصیر احمد خانصاحب سحاب شاگرد منیر

یہ مثنوی بزم ہے یا نور کی تصویر
دیکھا نہیں اس طور کا بے مثل سراپا
تاریخ کا مدعی یہ سحاب آپ ہی کہدیں
دلدار کی تصویر سراپا کچھی زیبا
۱۲۹۶ھ ہجری

دیگر

سنکے تصویر سخن کی شہرت
نعلق ہے طوطی گویا کا بند
چشم زخم دل حاسد کے لیے
اسکے نقطے ہین بسان اسپند
مصرعہ سال کہو تم بھی سحاب
پاک مضمون ہے ۱۲۹۶ ہجری بھی بلند

دیگر

ہے عجب مثنوی تحفہ طراز
لفظ لفظ اسکا ہے دلکو مرغوب
مصرعہ سال یہ کہتا ہے سحاب
واہ وا مثنوی سحر ہے خوب
۱۲۹۶ھ ہجری

دیگر

بزم والا جاہ گفت این مثنوی
جان نو در قالب معنی دمید
شہرہ حسن مضامین بلند
تا باوج سدرہ وطوبی رسید
علسوی تاریخ گفتم ای سحاب
بزم تصویر سخن اینگ کشید
۱۲۹۶ھ

قطعات تاریخ جناب محمد رضا خانصاحب ناطق شاگرد حضرت منیر

مثنوی لطیف حضرت بزم — حسن مضمون نوسے ہے معمور
وہ سراپا لکھا ہے نورانی — جسکی ہر بیت بہت ابروی حور
ہے یہ تاریخ ختم ای ناطق — شعلۂ طور یا مرقع نور
۱۲۹۷ ہجری

دیگر

کیا حضرت بزم کی ہو تعریف — ہر شعر ہے جنکا نور افشان
ناطق یہ وہ مثنوی ہے جسکے — مداح ہین دل سے سب سخندان
یہ ختم کے سال ہین سیمی — تصویر سخن مرقع جان
۱۸۸۰ء

دیگر

اس مثنوی لطیف سے ای ناطق — افزون ہوئی توقیر سخن رونق بزم
کہتا ہون سنین عیسوی مین تاریخ — ہے جلوۂ تصویر سخن رونق بزم
۱۸۸۱ء

قطعہ تاریخ طبعزاد مرزا اصغر حسین صاحب شاگرد بزم

مرے اوستاد کا دیوان چھپا جب — ہوا مین بھی سن طبع کا خواہان
نکالی فکر سے تاریخ تسنیم — چراغ صبح ہین تاریخ دیوان
۱۳۰۱ھ

قطعہ تاریخ طبعزاد مرزا قربان حسین صاحب کوثر شاگرد بزم

Cz - ب ۱۹۱۶۴۳۱۴

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

۳۱ زائرہ

14 MAY 1987 302

L 109

UA842 .A6 A6

UA842 .A6 A6